فرہنگِ غالب

یعنی

فارسی، عربی، ترکی، سنسکرت، ہندی اور اُردو
لغات کی تحقیق و تشریح، میرزا غالب
کے اپنے الفاظ میں

مرتبہ

امتیاز علی خاں عرشی

ناظم کتاب خانۂ رامپور

بار اول

۱۹۷۸ء

پیشکش

بحضورِ کسی که ذوقِ مرا
آفرین گفت و شادمانم کرد

مولف

مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

ایرانی آج تک ہندیوں کی خدمتِ زبانِ فارسی کا بقدرِ بایست شکریہ ادا نہیں کرتے، حالانکہ مسعودِ سعد سلمانِ لاہوری، حضرت امیر خسرو ترک اللہ دہلوی، میرزا عبدالقادر بیدل عظیم آبادی، میرزا اسداللہ خاں غالب دہلوی، مولانا عبدالجبار خاں آصفی رامپوری اور علامہ اقبال مرحوم وغیرہ کی شاعرانہ نکتہ سنجیوں سے قطعِ نظر کرلی جائے، تو بھی خالص لسانیاتی کام جس کیفیت و کمیت کا ہندوستانی علمانے انجام دیا ہے، ایران کے اہلِ زبان اس کا عشر عشیر بھی نہ کرسکے۔

قواعدِ فارسی | فارسی زبان کی صرف و نحو، معانی و بیان و بدیع اور عروض و قوافی پر ہندوستان میں جو کتابیں تالیف ہوئیں، ان میں سے چند کے نام یہ ہیں[1]:-

---

۱۔ یہ سب کتابیں کتاب خانۂ عالیہ رامپور میں محفوظ ہیں۔

۱۔ بدایع البیان، ملک العلما قاضی شہاب الدین، دولت آبادی، متوفی ۸۴۹ھ = ۱۴۴۵ء۔

۲۔ مجمع الصنائع، نظام الدین احمد صدیقی، صاحب کرامات الاولیا، مصنفہ ۱۰۶۰ھ = ۱۶۵۰ء

۳۔ رسالۂ قوانین، میر عبدالواسع ہانسوی، معاصر شہنشاہِ عالمگیر۔

۴۔ ضوابطِ عظیم، محمد عظیم قریشی اٹاوی، مصنفہ ۱۱۳۸ھ = ۱۷۲۵ء

۵۔ منار الضوابط، عبد الباسط بن محمد صالح امیٹھوی مصنفہ ۱۱۳۸ھ تقریباً = ۱۷۲۵ء

۶۔ موہبتِ عظمیٰ، و عطیۂ کبریٰ، علامہ سراج الدین علی خان آرزو اکبرآبادی، متوفی ۱۱۶۹ھ = ۱۷۵۶ء۔

۷۔ جواہر الحروف، لالہ ٹیک چند بہار، مصنفہ ۱۱۵۲ھ تقریباً = ۱۷۳۹ء۔

۸۔ حدایق البلاغۃ، میر شمس الدین فقیر دہلوی، مصنفہ ۱۱۶۸ھ = ۱۷۵۵ء۔

۹۔ تکملۃ الفارسی، ملک العلمای فارسی قطب علی

عرف تحسین بریلوی، مصنفہ سنہ ۱۱۷۵ھ = ۱۷۶۱ء۔

۱۰۔ مجمع البحرین، نظام شاہجہانپوری، مصنفہ ۱۱۸۸ھ = ۱۷۷۴ء۔

۱۱۔ بحر القوائد، روشن علی انصاری جونپوری، متوفی سنہ ۱۲۲۵ھ تقریباً = ۱۸۱۰ء۔

۱۲۔ شجرۃ الامانی، محمد حسن قتیل فرید آبادی، مصنفہ سنہ ۱۲۰۶ھ = ۱۷۹۱ء۔

۱۳۔ منتخب النحو، سید منیر حسین بلگرامی، مصنفہ سنہ ۱۲۱۴ھ = ۱۷۹۹ء

۱۴۔ مقدمۂ جواہر الکلام، عنبر شاہ خاں عنبر و آشفتہ رامپوری متوفی سنہ ۱۲۳۹ھ = ۱۸۲۳ء

۱۵۔ آمد نامہ، خلیفہ غیاث الدین عزت رامپوری، متوفی سنہ ۱۲۶۸ھ = ۱۸۵۲ء۔

۱۶۔ گلبن اکبر، مولوی محمد عثمان خاں بہادر قیس مدار المہام ریاست رامپور، مصنفہ سنہ ۱۲۶۶ھ = ۱۸۵۰ء۔

۱۷۔ نہج الادب، مصنفۂ مولوی نجم الغنی خاں مرحوم رامپوری، متوفی سنہ ۱۹۳۲ء۔

ہندوستانیوں کی سیکڑوں کتابوں میں سے یہ گنتی کے نام بھی اثبات مدعا کے لیے کافی ہیں، کیونکہ یہ کتابیں

ایرانیوں کے لیے بھی سنگِ میل کا کام دیتی رہی ہیں، بالخصوص آخری کتاب کی تصنیف پر، جو قواعدِ زبانِ فارسی کی انسائیکلو پیڈیا ہے، وزارتِ معارفِ ایران نے مولف کو تمغا عطا کیا تھا۔

لغاتِ فارسی: لغاتِ فارسی کے متعلق بھی صورتِ حال یہی ہے۔ اگر لغتِ فرسِ اسدی طوسی، مجمع الفرسِ سروری کاشانی، اور ایسی ہی ایک دو اور کتابوں کو الگ کرکے دیکھا جائے، تو سارے عالم میں فارسی الفاظ کی تحقیق و تشریح کا دارو مدار انھیں مولفات پر نظر آئے گا، جو یا تو ہندیوں نے لکھی ہیں، یا ہندوستانی سلاطین و امرا کی فرمایش پر لکھی گئی ہیں۔ ایرانیوں کے پاس لے دے کر ایک فرہنگِ انجمن آرای ناصری ہے، جو یکسر انھیں ہندیوں کی تصنیفات کی رہینِ منت ہے۔

ہندوستان میں فارسی لغات پر مبنی کتابیں تصنیف ہوئی ہیں، اُن کا احصا طویل فرصت چاہتا ہے یہاں صرف اُن چند تالیفات کے نام لکھے جاتے ہیں، جو یا چھپ چکی ہیں، یا کتاب خانۂ عالیۂ رامپور اور دوسرے

مشہور کتاب خانوں میں محفوظ ہیں۔

۱۔ دستور الافاضل، حاجب خیرات دہلوی۔ مصنفۂ ۷۴۳ھ = ۱۳۴۲ء۔

۲۔ بحر الفضائل[۲]، محمود بن قوام البلخی الکرئی، مصنفۂ ۷۹۵ھ تقریباً = ۱۳۹۳ء۔

۳۔ اداۃ الفضلا[۳]، قاضی بدر محمد دہلوی، مصنفۂ بعد ۸۱۲ھ = ۱۴۰۹ء۔

۴۔ مفتاح الفضلا[۴]، محمد بن داود شادیابادی مصنفۂ ۸۷۳ھ = ۱۴۶۸ء۔

۵۔ شرف نامۂ منیری، ابراہیم قوام فاروقی، مصنفۂ قبل ۸۷۹ھ = ۱۴۷۴ء

۱۔ فہرست ایشیاٹک سوسائٹی، بنگال، کرزن کلکشن: ۱، ۳ ۔

۲۔ فہرست کتابخانۂ انڈیا آفس، نمبر ۱۲ ۲۵ و ۶، ۹ ۲۹ و فہرست کتابخانۂ آصفیہ، و کتابخانۂ رامپور فن لغت فارسی نمبر ۲۔

۳۔ فہرست کتابخانۂ باڈلین، نمبر ۱۶، ۱۶ و برٹش میوزیم: ۷۲، ۹۱۴۔

۴۔ فہرست برٹش میوزیم، ضمیمہ: ۱۱۴ ۔

۶- مجمل العجم[۱]، عاصم شعیب عبدوسی، مصنفہ سنہ ۸۹۹ھ = ۱۴۹۴ء

۷- تحفۃ السعادہ، محمود بن شیخ ضیاء الدین محمد دہلوی، مصنفہ سنہ ۹۱۶ھ = ۱۵۱۰ء

۸- موید الفضلا، شیخ محمد خضری بن شیخ لاڈ دہلوی مصنفہ سنہ ۹۲۵ھ = ۱۵۱۹ء

۹- کشف اللغات[۲]، شیخ عبد الرحیم بن احمد سور بہاری شاگرد شیخ محمد بن لاڈ دہلوی، مصنفہ سنہ ۹۵۰ھ تقریباً = ۱۵۴۳ء

۱۰- فرہنگ شیر خانی، شیر خاں سور، مصنفہ سنہ ۹۵۵ھ = ۱۵۴۸ء -

۱۱- حل لغات الشعر، عبد اللطیف بن سید کمال الدین مشہور بہ یمین، مصنفہ سنہ ۹۹۱ھ = ۱۵۸۳ء

۱۲- انیس الشعرا، عبد الکریم کریمی بن قاضی راجن ہمیرپوری، مصنفہ سنہ ۹۹۸ھ = ۱۵۹۰ء -

۱۳- مدار الافاضل، ملا الٰہ داد فیضی بن علی سرہندی

۱- فہرست برٹش میوزیم: ۲ / ۴۹۳ -

۲- فہرست کتابخانۂ انڈیا آفس، لندن، نمبر ۲۴۶۵ -

سرہندی، مصنفہ ۱۰۰۱ھ = ۱۵۹۳ء

۱۴۔ فرہنگ جہانگیری، عضدالدولہ میر جمال الدین حسین انجوی شیرازی، مصنفہ ۱۰۱۷ھ = ۱۶۰۸ء

۱۵۔ دُرِّ دری[۱]، تصنیف علی یوسفی شروانی برای شاہزادہ خسرو بن جہانگیر شاہ بادشاہِ ہندوستان، مصنفہ ۱۰۱۸ھ = ۱۶۰۹ء۔

۱۶۔ مجمع اللغاتِ خانی[۲]، نعمت اللہ حسینی شیرازی، مصنفہ ۱۰۵۳ھ = ۱۶۴۳ء۔

۱۷۔ برہانِ قاطع، تصنیفِ محمد حسین ابن خلف تبریزی، مصنفہ ۱۰۶۲ھ = ۱۶۵۱ء

۱۸۔ فرہنگِ رشیدی، ملا عبدالرشید حسنی ٹھٹھوی، مصنفہ ۱۰۷۷ھ = ۱۶۶۶ء

۱۹۔ فرہنگِ حسینی، حسین بن احمد، معاصر شہنشاہِ عالمگیر۔

۱۔ فہرست کتابخانۂ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال، کرزن کلکشن: ۳۷۶

۲۔ فہرست کتابخانۂ ایشیاٹک سوسائٹی: ۶۷۷۔

۳۰۔ اشہر اللغات[1]، غلام اللہ بھیکن ہانسوی، مصنفہ ۱۱۸۲ھ = ۱۷۶۸ء۔

۳۱۔ فرہنگِ جمیلی[2]، عبد الجلیل بن محمد جمیل بدخشی دہلوی مصنفہ ۱۱۳۴ھ = ۱۷۲۲ء

۳۲۔ سراج اللغۃ، سراج الدین علی خان آرزو اکبرآبادی مصنفہ ۱۱۴۷ھ = ۱۷۳۴ء۔

۳۳۔ چراغِ ہدایت، خانِ آرزو مذکور۔

۳۴۔ مصطلحاتِ شعرا، سیالکوٹی مل وارستہ لاہوری مصنفہ ۱۱۵۰ھ = ۱۷۳۸ء

۳۵۔ بہارِ عجم، لالہ ٹیک چند بہار، مصنفہ ۱۱۵۶ھ = ۱۷۴۳ء

۳۶۔ نوادر المصادر[3]، بہار مذکور۔

۳۷۔ مرآۃ الاصطلاح[4]، آنند رام مخلص مصنفہ ۱۱۵۸ھ = ۱۷۴۵ء۔

۱۔ فہرست کتابخانۂ ایشیاٹک سوسائٹی: ۶۷۹ و فہرست کتابخانۂ بانکی پور، پٹنہ، ۵۰۲

۲۔ فہرست کتاب خانہ باڈلین نمبر ۱۷۵۵۔

۳۔ فہرست کتابخانۂ بانکی پور، پٹنہ، نمبر ۸۱۱۔

۴۔ اس کا ایک معمولی نسخہ کتاب خانۂ رامپور میں اور دوسرا بانکی پور پٹنہ میں اور تیسرا خود مصنف کا نوشتہ نہایت خوشخط عالی جناب ڈاکٹر سید اظہر علی صاحب، ایم اے، پی ایچ ڈی، پروفیسر سینٹ اسٹیفنس کالج، دہلی، کے پاس ہے۔

۲۸- عینِ عطا[1]، عطاء اللہ دانشور خاں ندرت تخلص،
مصنفہ ۱۱۶۲ھ = ۱۷۴۹ء-

۲۹- فرہنگِ خانی[2]، شیخ خان محمد صدیقی ہرہرپوری،
مصنفہ ۱۱۷۴ھ = ۱۷۶۰ء-

۳۰- مدینۃ الاصطلاح[3]، نجم الدین علی بن محمد مراد حسینی
دربھنگوی، مصنفہ ۱۱۹۱ھ = ۱۷۷۷ء

۳۱- رقیمۃ الاصطلاح[4]، یار علی راقم بہاری حاجی پوری،
مصنفہ ۱۲۰۲ھ = ۱۷۸۷ء

۳۲- مفتاح الخزائن، لالہ جیرام کھتری دہلوی،
مصنفہ ۱۲۲۹ھ = ۱۸۱۳ء

۳۳- مرآۃ الاصطلاحات، عنبر شاہ خاں عنبر و آشفتہ
رامپوری، مصنفہ ۱۲۳۴ھ = ۱۸۱۹ء

۳۴- غیاث اللغات، خلیفہ غیاث الدین عزت

۱- فہرست کتاب خانۂ انڈیا آفس، لندن، نمبر ۲۵۱۵

۲- فہرست ایشیاٹک سوسائٹی، بنگال، کرزن کلکشن: ۳۷۷

۳- فہرست ایشیاٹک سوسائٹی، بنگال: ۶۸۱-

۴- فہرست کتاب خانۂ شاہی برلین، جرمنی، نمبر ۱۷۴-

رامپوری، مصنفہ ۱۲۴۲ھ = ۱۸۲۶ء

۳۵۔ لغات اختر، قاضی محمد صادق خاں اختر متوفی ۱۲۷۳ھ = ۱۸۵۴ء

۳۶۔ بحر عجم[۱]، محمد حسین قادری راقم تخلص، مصنفہ ۱۲۷۲ھ = ۱۸۵۵ء

۳۷۔ معیار الاغلاط، منشی امیر احمد امیر مینائی، مصنفہ ۱۲۸۱ھ = ۱۸۶۴ء۔

۳۸۔ فرہنگ انندراج، منشی محمد بادشاہ دیے نگری مصنفہ ۱۳۰۶ھ = ۱۸۸۸ء۔

ان کتابوں کے مرتب کرنے والوں نے اپنی عزیز عمر الفاظ کی تحقیق و تلاش میں صرف کی۔ لغت کی پچھلی کتابوں کے علاوہ، نظم و نثر کی کتابوں کے ہزارہا صفحات کی ورق گردانی کر کے الفاظ و محاورات کا ذخیرہ جمع کیا، اور ایک ایک لفظ کے تلفظ اور معنی اور ہر ہر محاورے کی حقیقت اور محلِ استعمال کا کھوج لگا کر آنیوالی نسلوں کے لیے عظیم الشان ذخیرہ چھوڑ گئے۔

۱۔ فہرست کتاب خانۂ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال، کرزن کلکشن: ۳۷۸

یہ حقیقت ہے کہ تحقیق کے اعتبار سے یہ سب لغوی ذخیرہ نہیں ہیں، گو فارسی زبان سے علاقہ رکھنے والوں کے شکریے کا استحقاق سب کو ہے۔ اہل علم کی راے میں جن فارسی لغت نویسوں کو محققین میں شمار کیا جانا چاہیے، ان میں تقدمِ زمانی کے لحاظ سے پہلا شخص عبدالرشید صاحب فرہنگ رشیدی ہے۔ ان کے بعد خانِ آرزو اکبرآبادی کا درجہ ہے۔ یہ فارسی کے بڑے نکتہ رس اور دقیقہ سنج شاعر اور نقاد تھے۔ سب سے پہلے انھوں نے فارسی و سنسکرت کے لسانی توافق کا نظریہ دنیا کے سامنے پیش کیا۔ ان کی نوادر الالفاظ، اردو زبان کے لغات کی اور سراج اللغہ اور چراغِ ہدایت، فارسی الفاظ کی تحقیق و تشریح میں تمام دوسری کتابوں سے بلند پایہ ہیں۔

محمد حسین تبریزی کی برہانِ قاطع اپنی جامعیت کی بدولت فارسی محفل میں بارِ عام حاصل کرچکی تھی۔ انھوں نے سراج اللغہ میں اس کی تمام سہل انگاریوں کو آشکار کرکے رکھ دیا ہے، اور سروری، جہانگیری اور رشیدی کی

غلط فہمیوں پر بھی روشنی ڈالتے چلے گئے ہیں۔ اپنی بلندیٔ تحقیق، ندرتِ ترتیب، اور جامعیتِ الفاظ کی وجہ سے یہ کتاب بالیقین اس قابل ہے کہ چھاپ کر شائع کی جاسے۔ فہل من سامع؟

آرزو کے بعد ٹیک چند بہار کا نمبر ہے، جس کی بہارِ عجم محاورات کا عظیم الشان مجموعہ ہے، اور ایشیا اور یورپ دونوں جگہ معتبر و مستند تسلیم کی جاتی ہے۔

بہار کے بعد خود آرزو کے وطن اکبرآباد میں ایک فارسی کا دلدادہ پیدا ہوا، جو میرزا اسد اللہ خاں غالب دہلوی کہلاتا، اور فارسی و اردو کا سب بڑا شاعر مانا جاتا ہے۔ غالب کو فارسی کا ذوق فطرت سے ودیعت ہوا تھا۔ کثرتِ مطالعہ اور دقتِ نظر نے اُن کی لسانیاتی دقیقہ سنجی اور ادبی نکتہ رسی کو اور زیادہ روشن کردیا تھا غالب نے اپنے اوقاتِ فرصت کو برہانِ قاطع کی تصحیح میں صرف کرکے ۱۲۷۷ھ میں قاطع برہان کے نام سے جو چھوٹا سا رسالہ شائع کیا ہے، وہ مذکورۂ بالا دعوے کا زبردست ثبوت ہے۔ یہ انیسویں صدی کے پُرشور ادب

تقلیدی ہندوستان میں آزاد لغوی نقد و تبصرہ کا پہلا قدم تھا۔ اس کے ذریعے بہت سے دھکے سامنے آئے تھے، جن سے ہمارے بزرگوں کے کان اور آنکھیں قلتِ مطالعہ کے باعث ناآشنا تھیں۔

غالب سے اس سلسلے میں غلطی یہ ہو گئی کہ انھوں نے بیان متانت و تہذیب سے گرا ہوا اختیار کیا۔ ہندوستانی ادیب اسے برداشت نہ کر سکے، اور ملک کے گوشے گوشے سے اُن کے خلاف ترکی بہ ترکی نہیں، ترکی بہ پشتو کا سلسلہ جاری ہو گیا۔ غالب اور اُن کے دوستوں نے ضد میں برہانِ قاطع کے ساتھ اینجو، رشید، وارستہ بہار، قتیل اور ملا غیاث الدین کو بھی بےلطف سنانا شروع کر دیں۔ اس صورتِ حال نے لوگوں کو اُن کی درست باتوں کے تسلیم کرنے سے بھی باز رکھا، اور نتیجے میں وہ تمام تحقیقات، جس کی توثیق فرہنگِ انجمن آرای ناصری نے بھی کی ہے، مخالفت کی گرد میں دب کر رہ گئی۔

غالباً بعض پارسی علما کی صحبت اور اُن کی تصنیفات

کے مطالعے نے غالب میں قدیم فارسی الفاظ کے استعمال کا
شوق پیدا کر دیا تھا۔ یہ لفظ عام طور پر ہندی فارسی دانوں
کے لیے اجنبی تھے۔ ضخیم لغت کی کتابوں کی ورق گردانی
سے بچانے کے لیے اپنی کتابوں کے حاشیوں پر فارسی
یا اردو مترادفات پیش کر کے غالب نے اُن سب کو حل
کیا تھا۔ پنج آہنگ میں اس قسم کے مستعمل لفظوں کی تشریح
کتاب ہی کے ایک باب میں درج کر دی گئی تھی۔ بعض
ایسے لفظ دوستوں کے سوال کرنے پر اردو مراسلات
میں زیر بحث آئے تھے۔ اُن لفظوں کی بھی خاصی تعداد
تھی، جنھیں غالب نے قادر نامے میں نظم کیا تھا۔

۱۹۶۳ء کے آخر میں مجھے خیال ہوا کہ اگر قاطع برہان
وغیرہ کے صرف تحقیق و تشریح الفاظ سے متعلق حصے
غالب کی دوسری کتابوں کے حل لغات کے ساتھ ایک
کتاب میں حروف تہجی پر مرتب کر دیے جائیں، تو اُن
کی برسوں کی محنت اکارت ہونے سے بچ جائے گی،
ورنہ کسے فرصت کہ قاطع برہان وغیرہ کو دیکھے اور تحقیق
کی داد دے۔ اور اگر کوئی کرنا بھی چاہے، تو یہ کتابیں

عام طور پر دستیاب کہاں ہوتی ہیں۔

الحمد للہ کہ چند مہینوں کی کنج کاوی سے یہ مجموعہ مرتب ہوگیا۔ چونکہ اس کا ہر ہر لفظ غالب ہی کا تراویدۂ قلم تھا، میں نے اس کا نام فرہنگِ غالب تجویز کیا ہے۔

کتاب کے دو حصے ہیں۔ پہلا عربی و فارسی وغیرہ پر اور دوسرا اردو الفاظ پر مشتمل ہے۔ ہر لفظ کی تشریح کے بعد قوسین میں اُن کتابوں کے رموز لکھ دیے گئے ہیں جہاں سے وہ تشریح ماخوذ ہے۔ لیکن حصۂ دوم میں تقریباً ہر جگہ اور اول میں جگہ جگہ یہ رموز ترک بھی ہوئے ہیں۔ یہ وہ مقامات ہیں جہاں غالب نے کسی لفظ کو بطور مترادف تحریر کیا تھا، مگر میں نے اُسے اس لیے مستقل لغت قرار دے لیا ہے کہ جو اصحاب غالب کے چنے ہوئے الفاظ کو اپنی تحریروں میں استعمال کرنے کے خواہاں ہوں وہ مشہور اور مستعمل لفظ کے ذریعے اُس لفظ تک بآسانی رسائی حاصل کرسکیں، جو غالب نے فارسی ذخیرۂ الفاظ میں سے اپنے لیے چنا تھا۔

ان الفاظ کا حوالہ تلاش کرنا مقصود ہو، تو تشریح

کے پہلے مترادف کو اُس کی ردیف نکال کر دیکھ لینا چاہیے اور اگر پہلا مترادف بھی حوالے سے خالی ہو، تو پھر بقیہ دیگر سب پر نظر ڈال لیجا ہے، اگرچہ اس زحمت کی ضرورت بہت کم پیش آئے گی۔

<u>مآخذ</u> جن کتابوں سے یہ ذخیرۂ الفاظ چنا گیا ہے، اُن کے نام اور رموز یہ ہیں:

آ اردوی معلی

بر ابر گہر بار (مثنوی)

پ پنج آہنگ

پ قط ایضاً قلمی، مملوکۂ جناب ڈاکٹر سید اظہر علی صاحب ایم اے، پی ایچ ڈی[1]

پنج انتخابِ غالب

تیغ تیغ تیز

خ خطوطِ غالب

د دستنبو مطبوعہ۔ ا

د قط ایضاً قلمی، مملوکۂ ڈاکٹر صاحب موصوف المذکر۔

۱۔ یہ نسخہ در اصل کلیاتِ نثر فارسی کا ہے، جسے میر مہدی مجروح کے کسی بزرگ نے خود مجروح کی فرمائش پر نقل کیا تھا۔

دقغ ایضاً قلمی، نسخہ کتاب خانۂ رامپور، جس کے حاشیوں پر متعدد جگہ غالب نے اپنے قلم سے بعض الفاظ کے معنی لکھے ہیں۔

س سبد چین

ع عودِ ہندی۔

عس ادبی خطوطِ غالب، از مرزا محمد عسکری صاحب لکھنوی۔

فش درفشِ کاویانی۔

ق قاطعِ برہان

قن قادر نامہ

کفق کلیاتِ غالب فارسی، قلمی

کم ایضاً، مطبوعہ

مم مہر نیمروز۔

مک مکاتیبِ غالب

ن نادر خطوطِ غالب[1]

۱۔ یہ کتاب جعلی خطوط کا مجموعہ ہے۔ لیکن یہ جعلی عبارت میں نہیں، کتنے ہی الفاظ کے متعلق نقل میں آیا ہے، عبارت غالب ہی کے مطبوعہ خطوط کے تار و پود سے بنا ہے، اس لیے دو چار باتیں اس سے اخذ کر لی گئی ہیں۔

دہلی اردو اخبار، نمبر۱۴ جلد ۱۵ بابت ۳ ماہ اپریل
۱۸۵۳ء مطابق ۲۳ جمادی الآخر ۱۲۶۹ھ جس کے تتمے
میں غالب کا قصیدہ، "داد گوتا ستم براندازد"، چند مشکل
لفظوں کے حل کے ساتھ شائع ہوا تھا۔

یہاں اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ کسی لفظ
کے ساتھ چند حوالوں کے ذکر کا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ ان
سب میں تشریحی الفاظ ایک ہیں۔ ہر کتاب کے پورے
تشریحی لفظ نقل کرنا غیر ضروری طوالت کا موجب تھا،
اس لیے صرف مفصل یا واضح تفسیر کو اختیار کر لیا گیا ہے۔
ہاں، بعض جگہ دوسری تشریحات کے مفید مطلب ٹکڑوں
کو بھی چن کر اس تشریح کے کسی مناسب حصے میں سمو دینے
کی کوشش کی ہے، اگرچہ یہ مواقع نسبتاً کم ہیں۔

اردو تشریحات کا فارسی تشریحوں میں کھپانا سفید
کپڑے میں رنگین پیوند لگانا تھا۔ ایسے مواقع پر مخصوص
اردو مترادفات لفظ کو متن میں اور پوری عبارت کو حاشیے
میں تحریر کیا ہے۔ اسی طرح جس لفظ کی فارسی تشریح خود
میرزا غالب نے نہیں کی تھی، اس کی اردو تشریح میں سے

فارسی عبارت کے ہم آہنگ الفاظ چن کر متن کے اندر اور کل عبارت حاشیے میں لکھ دی ہے۔ صرف دس پانچ جگہیں ضرور ایسی رہ گئی ہیں جہاں متن میں اردو تفسیر منقول ہے مگر ان مقامات پر مولف کی نظر میں یہی طریقِ عمل مناسب تھا۔

حواشی و اعراب: مذکورۂ بالا حاشیوں کے علاوہ، جو غالب کے منہیات کہے جا سکتے ہیں، مولف نے بھی جگہ جگہ توضیحی حاشیے لکھے ہیں۔ ان سے مقصود یا تو غالب کی تائید و توثیق ہے، یا یہ واضح کرنا ہے کہ غالب نے جو رائے ظاہر کی ہے، اس سے لغت نویسوں کو اختلاف ہے اور یا ان الفاظ کے اعراب کی سند پیش کرنا ہے، جنھیں غالب نے عمداً چھوڑ دیا تھا۔ اگر ان موارد میں کچھ سہو ہوا ہو، تو اس کی ذمہ داری غالب پر نہیں، مولفِ فرہنگ پر عائد کی جائے۔

ان حاشیوں میں اس کا التزام رہا ہے کہ بغیر مستند حوالے کے کوئی لفظ نہ لکھا جائے، اس لیے امید ہے کہ مطالعہ کرنے والوں کو مزید تحقیق میں کسی طرح کی دشواری پیدا نہ ہو گی، اور وہ ماخذِ حواشی تک بآسانی رجوع کر سکیں گے۔

ایک کتاب دری کشا کا ذکر حاشیوں میں جا بجا نظر آئے گا۔ یہ کتاب مولوی نجف علی خاں جھجری کی تالیف ہے جو برہان قاطع کے ادبی جھگڑے میں غالب کے حامی و مددگار، اور اس سلسلے کی مشہور کتاب دافع ہذیان کے مولف تھے۔ ان کی فنی حیثیت زیادہ قابلِ اعتنا نہیں، مگر میں نے دری کشا کو صرف اس بنا پر پیشِ نظر رکھا ہے کہ غالب نے اس کی تقریظ میں، جو نسخۂ مطبوعہ کے آخر میں چھپی بھی ہے، کتاب اور مولف دونوں کی تعریف کی ہے، حالانکہ اس میں اکثر جگہ غالب سے اختلافِ رائے پایا جاتا ہے۔

اس اختلاف کے باقی رہ جانے کا سبب غالب کی سہل انگاری ہو، کہ انھوں نے کتاب دیکھے بغیر اُس پر مُہرِ تصدیق ثبت فرما دی، یا خود مولف کا اپنی رائے پر اصرار، بہر حال میری رائے میں یہ اختلاف قابلِ اظہار تھا، اس لیے دیدہ ور اصحاب سے اس جراءت کا عذر خواہ ہوں۔

معذرت و تشکر | فرہنگِ غالب کی کاپیاں پڑھنے کے دوران

میں، ترتیب اور حوالوں کی جو کوتاہیاں نظر آئی تھیں، حتی الامکان اُن کی اصلاح کردی گئی ہے۔ اب کہیں کوئی خامی نظر آئے، تو اسے یہ تصور کیا جائے کہ یا اُس پر میری نظر نہیں پڑی، یا طباعتِ ثانی کی نوبت آنے تک اُس کی درستی ممکن نہ تھی۔

آخر میں، عالی جناب ڈاکٹر عبدالستار صاحب صدیقی ایم، اے، پی ایچ ڈی، کی خدمتِ والا میں شکریہ پیش کرتا ہوں، جنھوں نے ازراہِ لطف دفتی کاویانی کا نسخہ عطا کرکے میری بیش قیمت مدد فرمائی۔

امتیاز علی عرشی
ناظمِ کتاب خانہ

کتاب خانۂ ریاست رامپور
۳۰ جون ۱۹۴۶ء

حصّہ اوّل

فارسی وغیرہ

آ

آب : ترجمہ ماء کا ہندی جس کی پانی۔ اور بمعنیٔ رونق و لطف بھی آتا ہے۔ اور اسلحہ کی صفائی اور جوہر کی تیزی کو بھی کہتے ہیں (قن، نغ)

آباد : در زبانِ پہلوی با وجودِ معنیٔ دیگر بمعنیٔ آفرین نیز ہست۔ (فش، ق)

آبادچہ : بستی۔ (د)

آب بر دستِ کسی ریختن : کنایہ از خدمتِ آن شخص کردن۔ (پ)

آب بر لیمان بستن : اشارہ بتقدیم کاری ناسودمند۔ (پ)

آب بہاون کوفتن : اشارہ بتقدیم کاری ناسودمند۔ (پ)

آب تاختن : بمعنیٔ بول کردن۔ (پ)

آبچین: اسمِ جامہ ایست کہ پس از شستنِ دست و رو بدان جامہ نم از دست و رو چینند۔ و آن چیزیست کہ در عرف آن را رومال گویند۔ آبچین فارسیِ قدیم و رومال فارسیِ جدید۔ ایرانیے بمن گفت کہ رومال نامی است نہادۂ خاتونانِ ایران ازان جا کہ طبعِ اناث وسوسہ زاست، لفظِ مشترک بینِ الحی و المیّت برخاطرہای نازک شان گران آمد۔ لاجرم بہرِ آبچین اسمی دیگر تراشیدند۔ (د، فش، ق)

آبِ حرام: شرابِ انگوری را در مقامِ مذمت نیز آبِ حرام مند (فش، ق)

آبخورد: بمعنیٔ اقامت۔ (م)

آب در جگر داشتن: بمعنیٔ تمول۔ (فش، ق)

آب دست: بحرکت و سکونِ موحدہ عموماً ترجمۂ غسالۂ ید ہے، اور خصوصاً وضو کو کہتے ہیں۔ تعمیم کی سند استاد کا شعر،

بے تکلف رو بسائی کن اگر دل خستۂ
کابدستِ او شفا بخش ہمہ بیمارہاست

تخصیص کی سند نامِ حق کی بیت:

آبدستے وضو نماز باید کرد
دل مقامِ گداز باید کرد
(غ)

آبِرُندان: بسکونِ بای موحده، نوعیست از امرود۔ وہرگاه با لفظِ حریف ترکیب دہند، معنیِ عاجز و مغلوب دہد۔ (م)

آب رَوِ دست: ہاتھ دُھلانے والا۔

آبِشتَن: و آبستنی، باضافۂ یای تحتانی، بمعنیِ زنِ حاملہ مخفی نماند کہ آبِشتن مصدر نیست کہ آبست ماضی و آبستہ مفعولِ آن تواند بود۔ بلکہ اسمیست جامد ولغتی است غیر منصرف (پ)

آبِشتن: و بتبدیلِ شینِ منقوط بسینِ سادہ آبستن نیز اسمی است جامد غیر منصرف بمعنیِ ہر چیز کہ از نظر نہان باشد عموماً، و بمعنیِ زنِ باردار خصوصاً۔ و ہم ازین جہت کہ از نظر نہان باشد و در ان محل تنہا روند، آبشتگاہ اسمِ بیت الخلا نہادند۔ آبشتنگاہ آبشتنگہ و آبشتگاہ و آبشتگہ گویند کہ یکی ندانند۔[۲] (ش، ق)

آبش زیرِ کاہ است: افادۂ معنیِ خوبی و نیکی باطن نمی کند، مراد آنست کہ حالِ باطنش مجہول است تا چہ پدید آید و مشارُالیہ

۱۔ ایک خط میں میرزا صاحب نے لکھا ہے: "آبست کوئی لفظ نہیں ہے۔ آبستن اصل لفظ اور آبستنی فریدِ قلیہ، یہ دونوں صحیح بلکہ آبستنی زیادہ فصیح۔" (آ)

۲۔ دری کشا: ۴، میں آبشتگاہ کو بفتح با بمعنی خلوتخانہ لکھا ہے۔

چگونہ کسی باشد (نش، ق)

آبکار[۱]: مقلوب کارِ آب۔

آبکش: سقّا۔ (د)

آب گرفتن: افشردن، فشردن، نچوڑنا۔

آبگیر: بمعنیٔ تالاب۔ (نش، ق)

آبگینہ در جگر شکستن: بمعنیٔ بیقرار کردن۔ (پ)

آبلہ: چھالا۔ (قن)

آبلہ خوردہ: چیچک رو۔ (د)

آبِ مروارید: و آبِ سیاہ، دو گونہ آبست کہ در چشم فرود می آید و بینائی را زیان دارد۔ و آبِ سیاہ بچشم مخصوص نیست در پای اسپ نیز ازین نام نشان یافتہ اند۔ چنانکہ شاعر در مذمتِ اسپ گوید ع سمش آبِ سیہ آرد قلم دار۔ و آبِ خاک آمیختہ را باعتبار زشتیٔ گوہرِ آب نیز آبِ سیاہ گویند و فتنہ و آشوب را نیز ازان رو کہ تیرہ و طبائع است آبِ سیہ خوانند۔ چنانکہ اوستاد گوید:

۱۔ دریٔ کاتع: ہم آبکار بر وزن آبیار، سقا و بادہ کار کہ می فروش باشد۔

جہان اگر ہمہ آبِ سیہ گرفت، چہ باک!
چو ما شمیم بیکی نان و آبِ انگور

آبِ سیاہ در مصرع اول بمعنیٔ فتنہ و آشوب و آبِ انگور در مصرع دوم کنایہ از شراب۔ (فش، ق)

آبمندا : سردار، مالدار، صاحبِ سامان۔ آبمندان : سرداران۔ (د، قغ، فش، ق)

آبی شدنِ کار : بمعنیٔ تباہ شدنِ کار۔ (پ)

آبی کردنِ کار : تباہ کردن۔ کام بگاڑنا۔ (د، قغ)

آتش : بالفِ ممدودہ و تای فوقانی مفتوحہ آذر، نارہ آگ۔ قافیۂ آتش با دالش از عاقبت نا اول پذیرآری و در سلکِ قوافیٔ سرکش و مشوش ہزار جا دیدہ ایم۔ (فش، ق)

آتش از چشم پریدن : عبارت از حالتی است کہ در وقتِ رسیدنِ صدمۂ قوی بر دماغ رو دہد۔ (پ)

آتش برگ : اسمِ سنگ پارہ ایست کہ پر از شرارہ است (فش، ق)

آتش دان : کانون۔

ا۔ فرہنگ انجمن آرای میں لکھا ہے "این لغت در فرہنگ نہا مدہ واز تصرفات مؤلف است"۔ دری کتاب ۱۴۰ میں پروزنِ تاب چند معنی دسعر زوغنی ہے۔

آتش زنه: در فارسی و چقماق در ترکی، اسم ابزاری آهنین است
که چون آنرا بر آتش برگ زنند، شراره از آن سنگ پاره برون
جهد۔ (فش، ق)

آچُل: بجیم مضموم، عربی حُبّاد، هندی ڈکار۔ و اسم دیگر آروغ۔ (پ، تن)

آختن: بالف ممدوده، بیرون کشیدن۔ آختنا، آخته۔ این را
مضارع نباشد۔ و آهیختن، و آهیخت و آهیخته نیز گویند۔
(پ، فق، ق)

آخُرِ خشک: بی داو معدوله و حرکت رای قرشت، جای بی نفع و
بی فیض را گویند۔ و آخُرِ چرب، محل کثیر النفع را خوانند. خشک
آخر و چرب آخر مضاف و مضاف الیه مقلوب است۔ (فش، ق)

آخُر روز: آفتاب زردی۔

آدامس: بمعنی همام که عربی آن رُمّی است۔ (پ)

آدواک: بمعنی خزیره۔ (پ، م)

آدر: بدال بی نقطه، اسم آتش، آگ، نار۔ و بذال منقوطه زبان زردشت
و نام ماه و نام روز که آذر بذال می نویسند، همه زبانی جوند
و زکار رستنا۔ (پ، د، ع، فش، ق، فن)

۱۔ دری کشا: ۔، بذال مهمله و رای مهمله در آخر، آتش، بعربی نار۔

آذرگشسپ[۱]: برق، بجلی۔ (د، فن)

آذرم: بدالِ ابجد، نمد زین را گویند کہ اسم دیگر آن تکلتو است
و در عرف اہلِ ہند "خوگیر" اسم اوست۔ در اصل خوگیر نیز فارسی
است، اما نہ بدین صورت، بلکہ خوی گیر بواو معدولہ و
تحتانی، "خوی" ترجمۂ عرق، و گیر صیغۂ امر از گرفتن (فن، ق)

آذرنگ: بمعنی رنج و محنت۔ (فن، ق)

آذہ: بالف ممدودہ و دالِ ابجد، در فارسی بمعنی نشیمن مرغان
آید۔ در ہندی بالف مفتوحہ و دالِ ثقیلہ مشددہ گفتہ می شود۔
(فن، ق)

آذیش: در زبانِ پہلوی لفظی قدیم است بہ آتشکدہ بمعنی تعظیم و
تکریم۔ (فن، ق)

آراستن: آراست، آراستہ، آراید، آرایندہ، آرای، آرائی
بمعنی آرایش۔ آرائی میں مصدری تحتانی آگئی ہے (پ، پنج)

آرامشداد: بسکون شین، انتظام۔ (د)

آرامیدن: آرامید، آرامیدہ، آرامد، آرامندہ، آرام

۱۔ لغت فرس: ۹۲، بمعنی آتش پرست۔ دری کتاب: ۱۳، بفتح کاف فارسی و شین
معجمہ و سکون رای مہملہ و بای فارسی در آخر، بمعنی نام فرشتہ موکل بر آتش۔

گیستن مصدر بحذفِ الف نیز آید و حذفِ الف در
مضارع روا نیست۔ (پ)

آرد: آٹا۔ آردِ بریان: سویق، پسِت، ستّو۔ (فن)

آرِش: براے مکسورہ بمعنیٔ معنی۔ (آ، د، فش، ق)

آرَنج: بمعنیٔ مرفق است کہ آرنج و در ہندی کہنی نامند۔ (ق، فن)

آرَنگ: بمعنیٔ ہرگز و زنہار آمدہ۔ (فش)

آروغ: آچل، جھنیشا، ڈکار۔ (پ، فن)

آز: حرص۔ (د، قغ)

آزَردن: مصدریست مشہور ہم بمعنیٔ لازمی و ہم بمعنیٔ متعدی
وآزارد مضارع، وآزارم از کیفِ مضارع صیغۂ متکلم آزار[1]
امر۔ (خ، فش، ق)

آزَردہ شدن از نازہ: پشتِ چشم نازک کردن۔

آزمودن: آزمانا۔ (فن)

آزُور: بروزنِ ناسور، حریص (د، فط، قغ)

آزَخ: عربی ثؤلول و ہندی مسّا۔ (پ، فن)

۱۔ میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے کہ "آزار امر، امر بمعنیٔ اسم جامد
آتا ہے، اور اسم جامد کردن! کے ساتھ پیوند پاتا ہے۔" (خ)

آژدن : بزای منقوطه ساکن بروزن یافتن و بافتن - و این را چهار معنی است : بخیه زدن ، و حجامت یعنی خستن تن بانشتر ، و تُندُر ساختن آسیا سنگ ، و کشیدن آتو بر جامه ..... آری آژدنی ہست کہ آنرا در ہند گُودھنا گویند بکاف عجمی مضموم و واو معروف و دال مختلط التلفظ بہای ہوز ۔ و آن خستن تن است بنوکِ سوزن و آگندن نیل در آن رخنہ ہا چنانکہ در ہند زنانِ روستا بیشتر بر سینہ و گردن و ساعد و بازو این صنعت بکار برند و انواعِ نقوش انگیزند ..... و درین مصدر و مشتقات بجای زای فارسی جیم عربی نیز نویسند (فش ، ق)

آژدہ : جامۂ آتو دار و بخیہ کار را گویند ، یعنی مفعولِ آژدن ۔ (فش ، ن)

آژند : بالفِ ممدودہ و زای فارسی مفتوح ، در ہندی گارہ خوانند ۔ (پ ، د ، ن)

آژنگ : شکنی کہ بروی افتد ، و بہندی جُھرّی گویند (پ ، ن ، ق)

آژرہ : چونا ۔ (د)

آژیدہ : آلۂ خستنِ سنگ و کشیدنِ آتو ، مشتق از آژدن است (شمس ، ق)

آس: آسیا، چکّی۔ (فن)

آسا: صیغۂ امر است از آسودن۔ و آسا بالفِ ممدودہ، لفظِ جامد غیر متصرف نیز ہست بمعنی مثل و مانند و بمعنی باسک و دہان درہ کہ آن را در عربی فاژہ و در ہندی جمائی گویند و بمعنی تمکین و وقار نیز آید۔ (پ، فن، ق)

آستان بر جا سفتن: کنایہ از ویرانی خانہ است، چنانکہ خاقانی فرماید: بام بشکست و آستان بر جا سفت۔ (پ، فن، ق)

آستر: بالفِ ممدودہ، مقابلِ ابرہ، چنانکہ سعدی فرماید:

۱۔ لغتِ فرس: ۱۹۰ میں بمعنی آسیا کردن لکھا ہے اور بمعنی "آرد نرم باشد" زیرِ بحث حاشیے میں لکھا ہے۔ استشہاد میں کسائی کا یہ شعر: "آسمان آسیای گردان است ✽ آس مان، آسمان کند ہزمان"، اور لبیبی کا یہ شعر: "دوستا، جاہی بین و مرد شناس ✽ شد نخواہم باسیای تو آس"، اور عنصری کا یہ شعر: "تا دلِ من آس شد در آسیای عشقِ تو ✽ ہست پنداری، غبارِ آسیا بر سر مرا"، پیش کیے ہیں۔ میری دانست میں ان تینوں میں "آرد نرم" کا مفہوم زیادہ واضح ہے۔ اس بنا پر صحیح لغتِ فرس کا دوسرے نسخے کو حاشیے میں جگہ دینا مناسب نہیں معلوم ہوتا۔

۲۔ درفشِ کاویانی میں میرزا صاحب نے دوسری جگہ لکھا ہے: "دہان درہ و آسا ہمان فاژہ است کہ بہندی جمائی و در عربی ثؤباء و بہ دہنی خوانند۔" فاژہ کی تحقیق حرف "ف" میں ملاحظہ ہو

قبا داشتن ہر دو در دو آستر۔ (نش، ق)

آستین افشاندن: عبارت از ترک و تجرید۔ (پ)

آسمان: چرخ، فلک، چنبر و از گونہ گردوں۔

آسمان بابر و پوشیدن: کنایہ از انکارِ وجودِ بدیہی۔ (پ)

آسمان سوراخ شدن: کنایہ از تواترِ نزولِ بلا۔ (پ)

آسمان غریو: رعد۔ (د)

آسمانہ: سقف، چھت (د، قن)

آسودن: آسود، آسودہ، آساید، آسایندہ، آسای (پ)

آسیا: آس، چکی۔ (قن)

آسیم: در اصل آسام است قلب آماس۔ لاجرم ورمِ دماغ را سرآسام گویند و سرسام مخففِ آنست۔ آسیم را ہمان اماله آسام توان دانست۔ و آسیمہ سر و سراسیمہ را مرکب از آسیم و سر توان گفت۔ بلکہ در کلامِ قدما تنہا آسیمہ بجای سراسیمہ نیز آمدہ۔ و بجای میم کلمہ واو و بجای ہای ہوز نون آوردہ آسیون نیز نوشتہ اند۔ (نش، ق)

آشامیدن: آشامید، آشامیدہ، آشامد، آشامندہ، آشام (پ)

آشفتن: آشفت، آشفتہ، آشوبد، آشوبندہ، آشوب۔ (پ)

آشکار: جہر، ہویدا، نمودار۔

آشیانہ: گھونسلا۔ (ق)

آغشتن: بشین نقطہ دار و غین مکسور، بروزن دانستن، مصدری است مشہور، در معنی مرادفِ آلودن، بدین قدر تفاوت کہ آلودن عام است، خواہی بچیزی نمناک، خواہی بچیز خشک، و آغشتن خاص است، یعنی آلودن بچیز نمناک۔ و آغازد مضارع این مصدر است۔ آغشتہ، بغین مکسور، مفعولِ آغشتن۔ (فش، ق)[۱]

آغوش: کنار، بغل۔ (فش، ق)

آفت: گمان گروہی آنست کہ آفت اسمی است از اسمای نیر اعظم، و آفتاب مزید علیہ، چون ماہ و ماہتاب و جم و جمشید، اما بینش این را نمی پذیرد۔ (فش، ق)

آفتاب: ہور، ایت، نیر اعظم، سورج۔ خورشید، شمس۔

آفتاب زردی: بہای ساکن و یای معروف، کنایہ از آخر روز است۔ (فش، ق)

آفتاب گردش: بسکون بای موحدہ، یعنی از مشرق تا مغرب (؟)

۱۔ لغتِ فرس: ۵۵ میں یہ لفظ بفتحِ غین لکھ کر فردوسی کا یہ شعر مثال میں پیش کیا ہے: ندانی ایشان من بسی کشتہ ام ٭ زمین را بخون دگل آغشتہ ام۔

آفریدن: آفرید، آفریده، آفریند، آفریننده، آفرین۔ (پ)

آفرین: لغتی است جامد غیر متصرف، بمعنی تحسین و مرحبا۔ اما
آفرین لغتی دیگر است از مشتقات مصدر آفریدن بمعنی امر
(فش، ق)

آکنده گوش: بکاف عربی، کسی را می توان گفت که گوش او بُرد
و آکنده از بنا گوش جدا کرده باشد۔ (فش، ق)

آگندن: بکاف فارسی، مصدریست صحیح۔ و آگنده مفعول آن
و آگند مضارع[1]، و آگنه بمعنی حشوِ قبا و حشوِ نهالی صیغهٔ امر
است هم ازین مصدر بهای مختفی پیوسته، چون استره و آژیده
(پ، فش، ق)

آگنده گوش: بکاف فارسی بمعنی کر که عربی آن اَصَمّ است،
آنست که بطلان در حسِ سامعهٔ وی راه یافته باشد۔ (فش، ق)

آگنه: بمعنی حشوِ قبا و حشوِ نهالی۔ (فش، ق)

آلِش: بر وزن مالش بمعنی عوض چنانکه گویند "فلانی رخت آلش
کرده" (پ)

آل تمغا: مرکب است از آل و تمغا۔ آل بمعنی رنگ سرخ،

۱۔ پ میں میرزا صاحب نے یہ لکھا ہے کہ "این را مضارع نباشد"

و تمغا بدو معنی مشہور ست: نخست باجی که در راه‌ها از رہگذران گیرند، دوم مُہر. و در آلتمغا معنیِ دومین منظور ست. در دفتر تاجداران تیموریہ پہ تامہائی که بہ تاجداران دیگر می نوشتند و یا اسناد جاگیر که بمردم می بخشیدند، مہر شنگرف میزدند و آنرا آلتمغا می گفتند، یعنی مہر سرخ. تنہا مہر را تمغا گویند نہ آلتمغا۔ (فش، ق)

آلودن: آغشتن۔ مصدر ست۔ آلود، آلوده، و آلاید مضارع، آلاینده، و آلای امر، و میالای نہی۔ و مخفف میالای، مالای (پہ، فش، ق)

آلہ: افزار۔ جمع آلات۔

آمادہ: لغتی دیگر ست یا بہ غیر متصرف و بمعنی با مہیا متحد یا بدل آمودہ است۔ ما خود آن را لغتی دیگر گمان می کنیم۔ و اگر ہمان مبدل منہ آمودہ است بمعنی مہیا، مجاز خواہد بود (فش، ق)

آمادۂ گریز شدن: دامن بدندان گرفتن۔

آمدن: آنا۔ آمد، آمدہ، آید، آیندہ، آی۔ (پہ، فش)

آموختن: ہم لازمی و ہم متعدی است۔ آموخت۔ آموختہ آموزد، آموزندہ، آموز، (پہ)

آمودن : مصدر ست ترجمۂ اندراج عموماً و بمعنئ گہر در رشتہ کشیدن خصوصاً۔ آمود ماضی و آمودہ مفعول و آماید مضارع و آمایندہ فاعل و آمای امر۔ (پ، فش، ق)

آمیغ[1] : حقیقت (د، ق غ)

آمیغی : بفتحۂ الف و کسرِ میم دیای معروف، بمعنئ حقیقی۔ (آ، پ)

آمنت : بمعنئ خہی و زہی ۔(پ)

آواز : فارسی، عربی صدا۔ (فش، ق)

آوازِ اسپ : صہیل، شیہہ۔

آوازِ خوش : دستان ۔

آوازِ ہولناک : صیحہ۔

آوخ[2] : بمعنئ افسوس۔ (پ)

آوردن : لانا۔ (فق) آورد، آوردہ، آرد، آرندہ، آر۔ نہفتہ مباد کہ مضارع را دبحثی کہ متعلق با اوست، باضافۂ

۱- دری کشا : ۶، تحتانی مجہول و غینِ معجمہ، حقیقت مقابلِ مجاز، و آمیغی بیای نسبت در آخر، حقیقی مقابلِ مجازی۔

۲- دری کشا : ۶، بفتحۂ واو و سکونِ غا، معجمہ، آہ و افسوس ۔

وا و نیز آید، آورد بحرکتِ را، آورندہ، آور۔ (پ)

آوند: ترجمۂ ظرف است مطلق برتن۔ (د، فش، تغ، ق)

آونگ: بمعنیٔ ریسمانِ خوشۂ انگور۔ و ریسمان کہ بسقف آویزند وچھینکا در ہندی خوانند۔ (پ، قش، ق، قن)

آونگان: یعنی سرنگون۔ (م)

آویزہ: پیرایہ ایست کہ در نرمۂ گوش سوراخ کنند و آن پیرایہ را دران اندازند تا آویزان باشد۔ اما آویزہ خصوصیت بگوش ندارد، در کلاہ و تاج و تخت و چتر نیز استعمال یابد۔ (فش، ق)

آہن: حدید، لوہا، (قن)

آہنِ سرد کوفتن: اشارہ بتقدیم کاری ناسودمند۔ (پ)

آہو: عیب، ہرن۔ (د، قن)

آہیختن: آختن، بیرون کشیدن، آہیخت، آہیختہ۔ (پ)

آئینہ: آرسی۔ (قن)

آئینہ دار: آنرا گویند کہ آینہ و شانہ در تحویلِ وی باشد، و چون خواجہ دست و رو شوید، شانہ و آئینہ پیش نہد، تا خواجہ روی را بنگرد و موی را شانہ زند۔ (فش، ق)

۱۔ لغات فرس: ۱۰۲، میں گوزۂ آب اور یہاں دو معنی لکھے ہیں۔

ا

ا: در ابتدای کلمه افادهٔ معنیٔ نفی کند چنانکه "جنبان" بمعنیٔ متحرک و "اجنبان" بمعنیٔ ساکن - و این الف در حرکت پیروِ حرفِ ما بعدِ خود نباشد و پیوسته مفتوح بود - و بعدِ صیغهٔ امر تنها الف افادهٔ معنیٔ فاعلیت کند، مانندِ گویا و بینا و دانا - الفی که در وسطِ صیغهٔ مضارع آرند، دعائیه است، و الفی که در آخرِ صیغهٔ مضارع آرند، زائد - (فش، ق)

آبَد: انجامِ جاوید پیوند.

آبْدَان: در عربی جمعِ بدن است - (فش، ق)

آبَر: بدل - (قن)

آبَر: بفتحتین، ترجمهٔ "علی" و مزید علیه "بر" مشهور است - (فش، ق)

اِبرام در طلبِ چیزی: مکاس - وکیس، امالۂ آن -
اَبکار: مخففِ آبکار -
اَپگندن: افگندن -
اَثاثُ البَیت: کاچار، کاچال، متاعِ خانہ، اسبابِ خانہ -
اَثیر: بثای مثلثہ و رای بی نقطہ، بروزنِ اسیر، در عربی اسم کرۂ نار است - (فش، ق)
اُجاغ: دیگدان، چولھا - (قن)
اَجداد: نیاگان -
اَجنُبان: مرادفِ ناجنبندہ، بمعنیٔ ساکن - (فش، ق)
اِحتیاج: نیاز -
اَحمق: نادان، اوت - (قن)
اَختر: تارہ - (قن)
اختر روز: آفتاب - (فش، ق)
اِختلاط: لابہ، لاغ -
اَخگر: انگارہ - (قن)
اَخلگندُو: جھنجھنا - (قن ، دہلی اردو اخبار، شمارہ ۱۴ ج ۵ بابت اپریل ۱۸۵۳ء)

اَخْواستی : ترجمۂ غیرارادی ۔ (عق ، ق)

ادب آموز : یعنی استاد ۔ (آ)

ارادی : خواستی ۔

اَژْتَنگ : بمعنیٔ مرقعِ تصویر ست مطلق[1] ۔ مگر چون آن را بسوی مانی مضاف گردانند، ارتنگِ مانی و ارتنگِ مانوی خوانند بکسرۂ کافِ فارسی ۔ (پ، ق، م)

اَرْج : بمعنیٔ قدر و قیمت آید ۔ و بہا مرادفِ آنست ۔ و ارزش نیز ہم چنین ۔ (پ، فش، ق)

اَرْجمند : بمعنیٔ صاحبِ رتبہ، چہ "مند" افادہ بمعنیٔ صاحبی می کند ۔ (فش، ق)

اُردی بہشت : مدتِ ماندنِ آفتاب در ثور ۔ (د)

اَرْز : صیغۂ امر است از ارزیدن، و مثلِ سوز و ساز افادۂ معنیٔ مصدری می کند ۔ و چون ما بعد آن شینِ نقطہ دار آرند، معنیٔ حاصلِ مصدری دہد، چون سوزش و سازش و "ارج" بدلِ ارز است ۔ (فش، ق)

---

[1] لغت فرس : ۱۱۶، میں لکھا ہے کہ مانی کے مرقعِ تصاویر کا نام ہے اور دری میں یہی ایک لفظ ہے جس میں حرفِ ثا دیکھا گیا ہے ۔ یعنی صاحبِ لغتِ فرس کے نزدیک یہ لفظ ارتنگ کی جگہ اثتنگ ہے ۔

آرزانش : بروزن ہروانش، خیرات و ایثار، خیر خیرات۔
(تیغ، د، فش، ق)

آرزانی : محتاج و خیرات خوار۔ (تیغ)

آرزن : قسمتی از غلہ۔ (د)

آرزیدن : ارزید، ارزیدہ، ارزد، ارزندہ، ارز۔ (پ)

آرزیز : رانگ۔ (فن)

آرژنگ : بزای فارسی، اسم است و سہ مسمی دارد کہ ہر سہ
در ازمنہ مختلفہ یکی بعد دیگری بودہ اند۔ نخست دیوی کہ
رستم آن را کشت۔ دوم گردی کہ طوس آن را کشت۔
سوم دیگر نقاشی کہ ہمچون مانی و بہزاد، درین فن صاحب
دستگاہ و نام آور بود، چنانکہ مولانا نظامی گنجوی، علیہ الرحمۃ
در شیرین و خسرو از زبان شیرین فرماید:
بتصویر دو لختم مانی و ارژنگ طرازِ سحر می بستند برسنگ
(پ، فش، ق)

آرغش : کرز، زمین۔ (فن)

آرغشہ : خورہ، اسم کرمی است۔

آرغنون : بغین مفتوح۔ اور مخفف اس کا "ارغن" اور مبدلہ

"ارگن" ہے۔ (آ، خ)

ارک: بالفِ مفتوح بر وزنِ درک، قلعۂ کہ درمیانِ حصار باشد، قلعۂ کوچکی کہ درمیانِ قلعہ باشد، قلعۂ درونِ حصار۔

(پ، د، قغ)

ارمغان: بمعنیٔ سوغات (پ)

ارنی: "رے" کی سکون و حرکت کے باب میں قولِ فیصل یہی ہے۔ ... اگر تقطیعِ شعر مساعدت کرجائے اور "ارنی" بروزنِ جمنی گنجایش پائے، تو نعم الاتفاق۔ ورنہ قاعدۂ تصرف مقتضیٔ جواز ہے۔ (عس)

ارَوند: بفتحِ الف، و "الوند" بلام نیز، نامِ کوہی است[1]۔ نامِ دریائی نیز۔ و بضمۂ الف خلاصہ و زبدہ و لبسیط ناگویند کہ مقابلِ مرکب است۔

"دساتیر" مترجمِ دساتیر، "اروند" را بمعنیٔ چیزی آورد و گفت کہ ہیچ چیز از خارج داخلِ آن نتواند شد[2]۔ آموزگار ہر مزدِ ثم عبدالصمد، گاہ گاہ در مکاتباتِ خود "اروند بندہ" نوشتی

۱۔ لغتنامۂ فرس: ۷۰، بمعنیٔ رود دجلہ، و ۱۰۰، بمعنیٔ تجربہ۔ دری کشا ۱۸، بضم الف۔

۲۔ "ترجمہ ہندی زبان میں "ٹھوس" کا لفظ ہوتا ہے۔ عربی میں ان معنوں کا لفظ "صمد" ہے۔" تیغ تیز۔

چون پژوہش رفت، فرمود کہ "اروند بندہ" مضاف و مضاف الیہ مقلوب است، یعنی بندۂ اروند، بندۂ، ترجمۂ عبد، و اروند، ترجمۂ صمد، و نیز می فرمودند کہ چون طبائع لطیف استعارہ را دوست دارند، اروند را کہ اسم کوہی است، بمعنی تمکین و وقار و شان و شوکت نیز آرند۔ (فش، ق)

اژ ہم کار افتادن: بمعنی رفتنِ انتظام و باطل شدنِ ترکیب (پ)

اَژ وَر: بمعنی لائق۔ (بر)

اُژ لاد: بفتحۂ الف، ہرگز۔ (د، تیغ)

اَژ دَم: اژدہا۔ (د)

اَژ در شِکر: بشینِ مکسور و کافِ مفتوح، شکار کنندۂ اژدہا (د، قظ، تیغ)

اُسبوع: ہفتہ، آٹھوارہ۔

اسپ: گھوڑا۔ (ق)

اسپ سواری: ہیون۔

اِسپہبد و سپہبد: بحذفِ الف، سردارِ سپاہ راگو یند و مجازاً

نفسِ ناطقہ را نیز نامند[1]۔ (پ)

اِسْپِید: سپید[2]۔ (تیغ)

اُسْتُخْوان: ہڈی۔ (قن)

اُشْتُر: حاشا کہ نامِ دابۂ مشہورہ 'اَشتَر' بفتحتین باشد۔ آن 'اُشتُر' است بہر دو ضمہ بر وزنِ 'پُر دُر'۔ و 'شُتُر' مخفف آن دستور مزید علیہ، چنانکہ سعدی راست:

آن شنیدستی کہ وقتی تاجری در بیابانی بیفتاد از ستور
گفت: "چشمِ تنگِ دنیا دار را یا قناعت پر کند، یا خاکِ گور"

(نش، ق)

۱- میرزا صاحب نے اس لفظ کو ہر جگہ 'اسپہبد' بضمِ با، لکھا ہے۔ دری کشا: ۹، اس کی حمایت کرتی ہے۔ لیکن جیسا کہ فرہنگ انجمن آرائے ناصری میں تصریح کی ہے، 'بد' بفتح با کے معنی دارندہ اور صاحب ہیں۔ اور سپہبد وغیرہ کے آخر میں یہی لفظ واقع ہے، اس لیے بفتح با پڑھنا چاہیے۔ فردوسی کہتا ہے: چو بر داشت پردہ ز در پہبد سیاوش ہمی بود ترسان ز بد۔ لغت فرس: ۱۰۸۔

۲- میرزا صاحب فرماتے ہیں: "اصل اس کی یہ ہے کہ سپید و شکم دو لغت جامد ہیں۔ ان پر الف وصل لاتے ہیں، چاہو کہو، یعنی اشکم و اسپید کو لغت اصلی اور شکم و سپید کو مخفف کہو۔" (تیغ)

اُشتُرون: بہمزۂ مضمومہ و تای فوقانی مضموم، زنِ عقیمہ یا بانجھ (فش، ق، قن)
اُشترہ: آلۂ حجامت۔ (فش، ق)
اِستِعذار: پوزش، پزش
اِستغاثہ: دادخواہی، جامۂ کاغذی پوشیدن، مشعل بکف گرفتن۔
استفادہ: درپیِ زانو نشستن۔
استقبال: پزیرہ۔
آستہ: بر وزنِ دستہ، بمعنیٔ تخم پرخی از میوہ۔ و آن خود معدل منہ 'خستہ' است۔ و آن را چنانکہ 'استہ' گویند، 'ہستہ' نیز خوانند۔ (فش، ق)
استہزا: فسوس، کلاغ گرفتن۔
اِسفَندارمَز و اسفندارمذ: ہم نامِ ماہست، و ہم نامِ روز، و ہم نامِ سروش۔ (فش، ق)
اُسلُوب: سان، طرز۔
اسم: نام (قن)
اُشتُر: اونٹ۔ (قن)
اُشتُلم: بضمۂ الف و ضمۂ تا و ضمۂ لام، شدت۔ (د، تغ)

اِشتیاق : شادخواست ، خواہش ۔

اُشغُر : بوزنِ اُشتُر ، اسمِ جانوری است خاردار کہ بہندی "سیہ" گویند ۔ (پ ، قن)

اِشکم : شکم ۔ (زتیغ)

اَشکوب : بوزنِ اُجمُود ، عبارت از درجۂ عمارت ۔ (پ)

اِشگرف : شِگرف ، نادر ، عجیب ۔

اِصْطِکاک : بمعنیٔ آوازِ گشودنِ در (آ)

اَصَمّ : آگندہ گوش ۔

اِطاعت : سر نہادن ، گردن نہادن ۔

اِعتراض کردن بر کلام : انگشت بحرف نہادن ۔

اِعتراف : خط دادن ، اقرار ۔

اِعتکاف : گوشے میں بیٹھنا ۔ (قن)

اَغَمّ : بنفشہ بہ لفظِ عربی ۔ (آ ، خ)

اُفتد : واقع شود ۔ (آ ، خ)

اَفدَستائی[1] : یعنی ستایش ۔ (م)

---

[1] لغت فرس : ۵ ، میں "افدستا" کو بسکونِ فا و دال و کسرِ سین لکھ کر بتایا ہے کہ یہ پہلوی لفظ ہے جو "افد" بمعنی شگفت اور "ستا" بمعنی ستایش سے مرکب ہے ۔

افراختن : افراخت، افراختہ۔ بجای خا، شین نیز آید، یعنی افراشتن
افراشت، افراشتہ۔ بحثِ مضارع در ہر دو صورت افرازد،
افرازندہ، افراز، سراسر بحث بحذفِ الف نیز مسموع
است۔ (پ)

افراز : بتقدیم رای بی نقطہ، صیغۂ امر است از افراشتن۔ (فش، ق)

اِفراطِ زحمت در ربخ : در آب و آتش بودن۔

افروختن : افروخت، افروختہ، افروزد، افروزندہ، افروز۔
بحثِ مضارع بحذفِ الف نیز آید۔ لیکن در بحثِ مصدر
حذفِ الف نتوان کرد، چہ اندران صورت افروختن و
افروختہ، فروختن و فروختہ می گردد، و آن بحثی است
جداگانہ بمعنیٔ جداگانہ۔ (پ)

افروختنِ چراغ : برکردنِ چراغ۔

افزا : صیغۂ امر است از فزودن۔ (فش، ق)

افزار : بتقدیم زای نقطہ دار، و در عرفِ ہند اوزار گویند، بمعنیٔ
آلہ کہ جمع آن آلات است۔ (د، فش، ق)

افزودن : افزود، افزودہ، افزاید، افزای۔ سراسر بحث
بحذفِ الف نیز جائز۔ (پ)

اَفسار: بمعنیٔ پوزی۔ (آ، بہ، خ، د، س، فن، م)

اَفسَر: تاج۔ (آ، خ، د)

اَفسُردن: افسرد، افسردہ، فُرند، افسرَد، بحرکتِ را۔ فاعل و امر مسموع نیست۔ و این بحث بحذفِ الف نیز می آید۔ (پ)

افسوس: بالفِ مفتوح و واوِ مجہول، در فارسی بمعنیٔ حسرت وحیف و مرادفِ دریغ است۔ (فش، ق)

اَفشار: نامِ قومی است از مغولِ ایرانیہ۔ قہر مثلہا۔ (فش، ق)

اَفشُردن وفِشُردن: بیش از سہ معنی ندارد۔ یکی از جامۂ نمناک یا از میوۂ تازہ آب گرفتن، ہندیٔ آن نچوڑنا۔ دوم بزور در آغوش گرفتن یا بہ شکنجہ کشیدن، ہندیٔ آن بھینچنا۔ سہ دیگر چون با قدم یا با پای استعمال کنند، معنیٔ استوار کردن دہد، ہندیٔ آن گاڑھنا۔ افشرد، افشردہ، افشرَد بحرکتِ را مضارع و نیز باضافۂ الف، یعنی افشارد۔ و فاعل و امر ازین مضارع استخراج شاید، افشارندہ، افشار سراسر این بحث بحذفِ الف نیز آید۔ (پ، فش، ق)

افطار: روزہ کھولنا۔

اُفقِ شرقی: کنایۂ خاوری۔

افکندن: بفتحۂ ہمزہ و فتحۂ کافِ عربی، مصدری است پارسی و آن را[۱] اپکندن، نیز نویسند و مبدلِ آن[۲] اوکندن، است بلکہ[۳] اوژندن، نیز، چنانکہ شیرافکن، را[۴] شیراوژن، نویسند در صورتِ اول مضارع[۵] افکند، خواہد آمد و باز اوکند و اپکند و اوژند ہر چہار بحرکتِ اول و ثالث۔ افکند، افکندہ، افکند بحرکتِ نون، افکنندہ، افکن، سراسر بحذفِ الف نیز مسموع۔ (پ، فش، ق)

اقامت: آبخورد۔

اقرار: خط دادن، اعتراف کردن۔

اکدِش: بالف و دالِ مکسور، دو تخمہ، خواہی انسان و خواہی اسپ کہ آن را مُجَنَّس گویند، آن کہ پدرش از قوم دیگر باشد و مادرش از قومِ دیگر۔ (پ، فج، ق)

اُلاغ: خر، گدھا۔ (فن)

اَلجال: ہمیدن۔

اَنفُختن: بفتحۂ الف و ضمۂ فا[۱]، بوزنِ افشردن، مرادفِ اندختن

۱۔ لغتِ فرس: ۳۷، میں بفتحِ فا لکھ کر رودکی کا جو شعر مثال میں پیش کیا ہے اُس میں بختن اور لختن قافیے ہیں، نیز لفظِ القفدہ بمعنی اندوختہ کو بھی بفتحِ فا ہی لکھا ہے۔

۳۴۳۔ دراصل یہ بھی الفغنہ ہی کا ایک لہجہ ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسدی کے نزدیک ضمۂ با کی جگہ فتحہ دیا ہے۔

جمع کرنا۔ الفخت، الفختہ یعنی اندوختہ، الفخد بفای مفتوح، الفخم بمعنیٔ اندوزم، الفخندہ، الفغ۔ معلوم باد کہ از الفخد کہ مضارع است، الفخیدن پدید می آید (پ، د، فغ، قش، ق، م)

الفِ صیقل: عبارت از آن خطِ مستطیل است کہ ہنگام زدودنِ آیینۂ فولادی بر سطحِ آیینہ پدید آید۔[1] (م)

اَلَنگ: بفتحۂ ہمزہ و فتحۂ لام، اسم دیواری است کہ دو بیدی لشکر کشند۔ و در ہندی قریب بدین معنی۔ (قش، ق)

امام: پیرہ و خشور، پیشوای دین۔ (قن)

اُمّت: پرسانِ نبی۔

امروز: آج۔ (قن)

اَمشاسپند: بمعنیٔ فرشتۂ رحمت۔ (پ)

امید: آس۔ (قن)

اَمیر: مرادفِ نامیرندہ۔ و در ہندی نامیرندہ را از امر بفتحتین گویند۔ (قش، ق)

اَنباشتن: مصدرِ اصلی است، و انبارد مضارع و انبار امر (قش، ق)

۱۔ میرزا صاحب فرماتے ہیں: "فولاد کی جس چیز کو صیقل کرو گے، بے شبہہ پہلے ایک لکیر پڑے گی۔ اس کو الفِ صیقل کہتے ہیں۔" (آ، خ، ع)

انباغ: بفتحۂ الف، بمعنیٔ دو زن کہ یک شوہر داشتہ باشند۔ و آن را بہندی سوت و سوکن نامند۔ (پ، قن، م)

انبان: بفتحہ، گون یا بورا۔ (د، قغ)

انبر: بوزنِ قنبر[1]، افزاری کہ آتش بدان کشند، و آن را دسپنا نامند۔ (پ، قن)

انبساط: لاپ، لاغ۔

انبوبہ: بوزنِ منصوبہ، لولہ را نامند کہ ہندی آن ٹونٹی است (پ)

انبودن: مصدریست بدالِ بی نقطہ[2] بروزنِ افزودن، بمعنیٔ بہم آوردن و بر ہم نہادن۔ ع: باغبانی بنفشہ می انبود۔

۱۔ لغتِ فرس: ۱۳۸، اور انجمن آرای ناصری میں 'انبر' کو بفتحِ اول و ضم ثالث و سکونِ ثانی لکھا ہے۔ خود میرزا صاحب نے بھی قادرنامہ میں انبر کا مترادف انبورہ درج کیا ہے، جو اس کا ثبوت ہے کہ انبر کی با مضموم ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہاں انبر کو بوزنِ قنبر لکھنے میں سہو ہوا۔

۲۔ میرزا صاحب کو اس لفظ کے بدالِ منقوطہ اور بمعنیٔ آفرینش ہونے سے انکار ہے، حالانکہ لغتِ فرس: ۳۹۲ میں بمعنیٔ آفرینش لکھ کر رودکی کا یہ شعر سند میں پیش کیا ہے:

بود تا در خاک باشد یافتی ✽ ہمچنان کز خاک بود انبوذ تست

یعنی گلہای بنفشہ می چید: بر دی ہم می نہاد۔ (فش، ق)

انبور: انبر؛ دسپنا۔ (قن)

انبہ: آم۔ (قن)

انتظام: آراستہ شدن۔

انتظاری: بمعنیٔ انتظار۔ (عس)

انجامِ جاوید پیوند: ترجمۂ ابد۔ (م)

انجامِ گزارش: فرجام۔

انداختن: ڈالنا۔ (قن)

اندام: بنون لغتِ فارسی است۔ (فش، ق)

اندراج: آمودن۔

اندرز: پند، نصیحت۔ (قن)

اندرُوا: بمعنیٔ سرنگون۔ و "درروا" نیز مستعمل است۔ (پ)

اندک: کم۔ اور اندکک کا لفظ بھی اس معنی (یعنی سلب کلی) میں

آتا ہے، بقولِ نظامی:

۔ میرزا صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ "انتظاری بمعنیٔ انتظار اساتذہ کے اِس فارسی میں موجود ہے۔"

۔ دری کشا: ۱۰، بفتحِ اول و سوم۔

پس و پیش چون آفتابم یکی ست   فرو غم فراوان، فریب اندکی ست

یعنی فریب بالکل نہیں، نہ یہ کہ کچھ ہے۔ (فن، ن)

اندوختن: اندوختن، جمع کرنا۔ اندوخت، اندوختہ، اندوزد، اندوزندہ، اندوز۔ (پ، د، ق، فن)

اندوختی: توختی۔

اندودن: اندود، اندودہ، اندای، اندایندہ، اندای۔ (پ)

آندی: بالفِ مفتوح و دالِ مکسور، مرادفِ ہندی[1]، عددِ مجہول را گویند۔ (د۔م)

اندیشیدن: ہیگالیدن۔

انقلاب: چادر، گردش، تغیرِ حال۔

انکارِ وجودِ بدیہی: آسمان با پرہ پوشیدن۔

انگارہ: بمعنیٔ نقشِ ناتمام است کہ این راہ گردہ، بلفظ ڈبیرنگا نیز گویند۔ و جاکا ہندیٔ آنست۔ دیگر ہر آہن و سنگ و چوب راکہ ہیئتِ خاص نداشتہ باشد و ہر ہیکلی کہ خواہند ازان توانند ساخت، انگارہ نامند۔ متاخرین کہ استعارہ شیوۂ ایشاں است بمکرر گفتنِ سرگزشت را نیز انگارہ

۱۔ قاطع میں ہے: "اندی بروزنِ چندی عددِ مجہول"

کردن سرگزشت، گفتہ اند و تا تمام گزاشتن گفتار و کردار
را انگارد گزاشتن آن قول و فعل نوشتہ اند۔ (پ، د،
فش، ق، م)

انگبین : شہد، عسل۔ (آ، قن)

انگشت بحرف نہادن : بمعنیٔ اعتراض کردن بر کلام۔ (پ)

انگشتری : خاتم[1]۔ (آ)

انگوزہ : ہینگ۔ (قن)

انگیختن : انگیخت، انگیختہ، انگیزد، انگیزندہ۔ انگیز۔ (پ)

آوارہ : اوارجہ کہ مزید علیہ اوست، لفظی ست غیر متصرف بمعنیٔ
دفتر حساب۔ (فش، ق)

اَوْباریدن : ناخائیدہ فرو بردن۔ اوبار صیغۂ امر، و در آخر
تحتانی (اوباری) مثلہ۔ (مک)

اَوْدَر : بہردو فتحہ، بمعنیٔ عم، یعنی برادر پدر، چچا۔ (د، م)

اَوْرَنگ : بالف مفتوح بواو پیوستہ و رای مفتوح بکاف فارسی
زدہ، بمعنیٔ ریسمانی کہ آن را بسقف یا شاخ درخت بندند
و بران گزارند و بہوا آیند و روند، و بہندی جھولا خوانند۔ (پ)

۱۔ میرزا صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ "خاتم بمعنیٔ نگین غلط"۔ (آ)

اُورمُزد: واُرمُزد و هُرمزد و هُرمز، هر چهار لفظ بزای هوز اسم مشتری ست که کوکبِ علم است۔ (نش، ق)

اَوَرَند: قلبِ آروند ست که بفتحۂ نخستین و سوّمین می آید و رای قرشت بلام مبدل می گردد۔ و چنانکه پیش ازین نوشتیم استعارہ فر و شوکت و وقار و عظمت نیز دارد۔ (نش، ق)

اَوَرَنگ: بہ در آمدنِ رای قرشت در میانِ واو و نون، بمعنیٔ تختشا۔[1] (نش، ق)

اوژندن: افگندن، اوکندن مبدل منہ افگندن۔

اوفتادن: افتاد، افتادہ، افتد، اوفتد، فاعل این نیز مسموع نیست۔ ہمانا بجہش این بودہ باشد کہ اوفتادن فعل اضطراریست نہ اختیاری۔ و دیگر باید دانست کہ این حرف بحذفِ واو نیز آید، یعنی افتادن و گاہی حرف الف نیز دور کردہ است یعنی فتادن۔ (پ)

۱۔ میرزا صاحب فرماتے ہیں: "تخت اور اورنگ سلاطین کے جلوس کے واسطے ایک وسادہ و مسند امرا کے جلوس کے واسطے موضوع ہے۔ نظر اس اصل پر سلطان کو زیبا افزای اورنگ، بے اضافۂ لفظِ سلطنت، اور امیر کو زینت بخشِ مسند، بے افزایشِ لفظِ امارت کہو۔" (نامۂ غالب شاملِ عودِ ہندی)

اوپژہ: ناپاک را گویند۔ (فش، ق)

آی: حرفِ ندا۔ (رشّ)

ایبک: بہمزۂ مفتوح و موحدۂ مفتوح، قومی از اقوامِ ترک۔ (کم)

ایتا: بروزنِ زیبا، در ہر دو زبان اسمِ آفتاب۔ (فش، ق)

ایثار: ارزانش۔

ایستادن: و استادن و ستادن، بمعنیٔ قیام آمدہ است۔ وچون مصدر بسہ صورت نیست، ہر آئینہ مضارع نیز سہ صورت دارد، ایستد، استد و ستد، بسینِ مکسور و تای مفتوح۔ و حالِ مشتقاتِ دیگر نیز ہمچنین۔ (پ، تش، قا)

ایطا: وہ قافیہ ہے کہ جو دو حرف ایک صورت کے ہوں، جیسے الفِ فاعل گویا و بینا و شنوا، اور نون دالِ مضارع جیسے بزنند و بشکنند، اور الف نون حالیہ کا مانند گریان و خندان پس اگر یہ مطلع میں آ پڑے تو ایطای جلی ہے اور اگر غزل یا قصیدے میں بطریقِ تکرارِ قافیہ ہو، تو ایطای خفی ہے۔ (ان)

ایگسیبہ: بالفِ مکسور و یای مجہول و کافِ عربی مضموم بمعنیٔ بزرگ و جا ہمند۔ (فش، قا)

ایل: بالفِ مکسور و یای مجہول در زبانِ مغل گردہ را گویند، و بمعنیٔ مطیع نیز آمدہ (فش، ق)

ایلچی: وخشور۔

ایشتا: بالف مکسور، بیای تحتانی، بنون و تای فوقانی زدہ،
بمعنی تختی و نزہیں۔ (م، پ، ا س، م، ک، دہلی اردو اخبار شمارہ
۱۴ جلد ۱۵ بابت ۱۳ اپریل ۱۸۵۳ء)

ایوار: بفتح الف، بمعنی عصرِ روز۔ (م، پ، ک، د)

ایوان: حالات بیان در ہندی ترجمۂ ابوالفضل (ق، ق)

۱- انجمن آرا میں اس لفظ کو بر وزن دیوار لکھا ہے۔ یہی رائے صاحب دری کشا کی ہے۔ اُس نے معنی بھی یہ لکھا ہے کہ "وقت عصر مقابل شبگیر یعنی صبح است"

ب

ب: موحدہ 'علی' کے معنی بھی دیتی ہے، پس جو کچھ 'بر' سے مراد تھی، وہ بای موحدہ سے حاصل ہو گئی۔ اور اگر بای موحدہ کے معنی معیت کے لیں، تو بھی درست ہے۔ (آ، خ)

باب: در۔

باج: ساو، خراج۔

باختر: بمعنی مغرب۔ (ذ، ق، م)

باختن: کھیلنا۔ باختن، باختہ، بازد، بازندہ، باز۔ (پ، ق)

باخرس درجوال شدن: عبارت ہے صحبت سے، خواہی مدافعت کے واسطے ہو، خواہی محبت سے۔ (س)

باخہ: اسم کشف۔ (آنرا سنگ پشت نیز گویند) کچھوا (پ، ق)

باد: باد۔ (ق)

باداَفراہ: (بادافرہ) سزای کردار بد۔ (بہ، م)

بادِ برین: بحرکت دال، پچھوا ہوا۔ (د، وتیغ)

بادِپران: در معنی مرادف بادخوان و بادفرِ شست، یعنی مردم ستائی و خوشامدگوی۔ فرق درین سہ لفظ جز اینقدر نیست که بادخوان و بادفردش آنرا خوانند که ستایش و خوشامد پیشۂ خویش کند و جز این، ہنری نداشته باشد۔ و آنرا در ہندی بھاٹ گویند۔ و بادپران آنرا نامند که ستایش آیین وی باشد، نه پیشه۔ چنانکه ندیمان امیران را ستایند۔ و تشدید رای مہمله درین لفظ نه ضروریست نه ممنوع، بلکه تخفیف افصح است۔ ظہوری فرماید:

در کوی تو پرواز کنان بلبل و قمری
گل، بادپران، سرو، ہوادار ندارد

(فش، ق)

بادِزہ: و بادفرہ، اسمیست چوبی مدور که ریسمانی دران انداخته بگردانند۔ و ہندی آن پھرکی است۔ (پ، قن)

بادنجان: بیگن۔ (قن)

بار: دخل۔ (د)

بارگاہ: خرگاہ، حضرت۔ (د، س، فش، ق)

بارنامہ: رونق۔ (پ، د)

بارو: فصیل۔ (د، م)

بارہ: قلعہ، شہر، د، م، قن)

باز: پھر، کھلا۔ باز با وجودِ معانیٔ دیگر افادۂ معنیٔ مدت نیز می کند، چنانکہ از دیر باز و از کودکی باز و از آن باز۔ (آ، فش، ق، قن)

باس: در لسانین مشترکست۔ بزبانِ دری افادہ بمعنیٔ بعید و در عرفِ اہلِ ہند ایما بمعنیٔ قریب، چنانکہ آب و نان و پنیر و دو شبینہ را باسی خوانند۔ و دیگر باس در ہندی بمعنیٔ سکونت ست و در فارسی باش و باشندہ و بود و باش نویسند و گویند۔ و تبدلِ شینِ منقوطہ بسینِ بی نقطہ در ہر دو زبان دستور است۔ (فش، ق)

باستان: بیائیِ موحّدہ، قدیم۔ (د)

باسُک: آسا، دہان درہ، ثاژہ، جماہی۔

باطل شدنِ ترکیب: از پیکار افتادن۔

باطل کردن: خط کشیدن، قلم کشیدن، محو کردن۔

بافتن: بافت، بافد، بافندہ، بافت۔ بافندہ، جولاہہ، جولاہ، جولا، حائک، جولاہا۔ (دیباچہ، فش، ق)

بالا: ہم قامت را گویند و ہم رفیع را و ہم افادۂ معنیٔ مقدار کند

در بلندی، چون نیزہ بالا و پیل بالا۔ (فش، ق)

بالاخوانی: خود را افزون تر از اندازہ ستودن۔ (پ)

بالان: بموحدہ در فارسی مرادف آستان و دالان بدال مبدل شد

آن۔ (فش)

بالش: تکیہ۔ (خ، قن)

بالکانہ: تابدان[1]۔ (پ)

بالیدن: بالید، بالیدہ، بالا، بالندہ، بال (پ)

بام: کوٹھا۔ (قن)

بانگ: آواز۔ (قن)

بانو: بموحدہ و الف و نون مضموم و واو مجہول، مرادف خاتون۔

است در فارسی، و بنو بحذف الف و تشدید نون در

ہندی۔ (فش، ق)

باہو[2]: چوبدستی را گویند کہ شبانان دارند۔ (فش)

بایستن: بایست، بایستہ، باید مضارع۔ این را فاعل وامر

۱۔ لغت فرس: ۲۲۲ "بالکانہ دری کوچک بود در دیوار کہ از پنہان بیرون

نگرند۔ و بود نیز کہ مشبک باشد۔"

۲۔ غالب نے اس لفظ کو غلطی سے ماہو بالمیم لکھدیا ہے۔

نباشد ۔ (پ)

بپای : صیغهٔ امر ست از پائیدن باضافهٔ بای زائده ۔ (فش، ق)

بپشکن : مبدل بشکن است که آن صیغهٔ امر ست از شکستن
بای موحده از زوائد است ۔ (فش، ق)

بپوستین افتادن : بمعنی غیبت کردن ۔ (پ)

بت پرست : شمن ۔

بتیاره : به بای مفتوح[1]، بلا، بد و مفسد ۔ (د، فخ)

بحر : دریا ۔ (فق)

بچراغ رسیدن : بمعنی توانگر شدن ۔ (پ)

بخت : بھاگ ۔ (ق)

بختی : شتر مست ۔ (م)

بخش : بمعنی حصه و بهره ۔ (فش، ق)

بخود فرو شدن : بمعنی متفکر و متحیر بودن ۔ (پ)

بخور : کہلہ (ق)

بخیه بر روی کار افتادن : بمعنی ظاهر شدن امری پوشیده (پ)

بخیه زدن : آژدن ۔

۱۔ لغت فرس : ۲۳۵، رشیدی، سراج اور مدی کشا میں ببای فارسی لکھا ہے ۔

بد : نکوہیدہ ، بُرا۔

بدا : بفتحہ بد معروفست ، و الف افادۂ معنی کثرت کند۔ بسیار بد۔ (بر ، د ، قتیغ ، س ، م ، کمنہ)

بدخو : ہوژغیم۔

بدخوئی : خشم ، غصہ۔ (قن)

بدر زدن : اگرچہ لغوی معنی اس کے ہیں باہر مارنا، یعنی بدر = باہر اور زدن = مارنا، لیکن روزمرہ میں اس کا ترجمہ نکل جانا۔ (آ)

بدرمان درمان : درعلاج عاجز۔ (د)

بُدی : مخفف بودی۔ (عس)

بذر : بذال ثخذ، بوزن و صورت نذر، در عربی تخم را گویند۔ (فق ، ق)

بر : بر قر بمعنی علی (قی ق)

برابر دو بدن دو کس : ہمجنسہ دو بدن۔

برادر : بھائی۔ (قن)

برادرِ پدر : اودر، عم، چچا۔

برآمدن : ودرآمدن کا استعمال بعض متاخرین نے عام کردیا ہے یعنی درآید سے برآید کے معنی لیے ہیں۔ لیکن درکشیدن اور

ہے اور کشیدن اور کشیدن کی جگہ درکشیدن، بلکہ برکشیدن

کی جگہ درکشیدن نہ چاہیے۔ (آ)

بَرآوَرد: تخرجہ۔ (د)

بَرایہ: بہای مفتوح سیب۔ (د، فش)

بَرلَشت: بفتحتین، بمعنیٔ قاعدہ، قانون۔ (د، م)

بَرتافتن: برکاشتن۔

بُرجِ ثور: گاو۔

بُرجِ عقرب: کژدم۔

بِرجیس: زاوش، سعدِ اکبر، مشتری۔

بَرزَخ: بمعنیٔ پارہ و لخت است۔ و برزخی بمعنیٔ لختی و پارہ۔ (فش،

ق)

برخود بالیدن: کنایہ از نازکردن و فخر کردن۔ (پ)

بَرزَخی: بفتحتین بر وزن ارزکی، بمعنیٔ صدقہ و قربان۔ (ق، پ)

برخیز: اُٹھ (قن) بُرداوبُرد: اُچکا، اُٹھائی گیرا۔ (تیغ)

بُردان، بُرد، بُردہ، بُرَدہ بحرکتِ فتحی را، برندہ۔ (پ)

بَرزہ: کہ قافیۂ ارزہ و گرزہ است در فارسی بمعنیٔ زراعت آمدہ

است۔ (فش، ق)

بَرزَه: برزگر، اسم فاعل زراعت است، بمعنی کشاورز، چنانکه ناصر خسرو علوی فرماید:

چو ورزه به ابکار بسپرد رود
یکی نان نگیرد پدید بغل

دیگری سرمایه باغ برزگری واشت یکی تازه باغ۔ در شعر اول ورزه مبدل منه برزه است۔ و ابکار مخفف آبکار و آبکار مقلوب کاریاب۔ حاصل آنکه چون کشاورز بهر آب دادن کشت از دِه بدشت میرود، نان با خود میبرد واین از اتفاق است که بذر بذال معجمه بوزن و بصورت نذر در عربی تخم را گویند۔ و هم از اینجاست که دبیران روزگار هر کجا برزگر دیده اند بذرگر نوشته اند۔ (فش، ق)

بَرزَن: بهر دو فتحه، محله۔ (ل)

بَرسان: بمعنی مثل است آمده۔ اهالی مضاف الیه تیار ند، یعنی برسان فلان یعنی۔ و آن خود پیدا ست که بر بمعنی علی و سان بمعنی طرز و اسلوب است۔ (فش، ق)

بَرسَم: کو مسواک ازروی مجاز کہتے ہیں۔ ورنہ وہ دانتوں نہیں جو داتن مانجھنے کا آلہ ہے۔ ایک روئیدگی خاص کی نرم نرم

شامل نہیں ہیں کہ ترنم پڑھتے وقت بات نہیں رکھتے ہیں۔ (تیغ)

برشتن: بباء دراء مکسوره برشت۔ این را مضارع نباشد۔ (پ)

بُرِش دید: بضمہ بای موحده و تشدید راء قرشت مکسور بیشین زده، ترجمہ قطعِ نظر۔ (د، م)

برشکستن محفل: عبارت از پراگنده شدن مردم آن مجمع (پ)

برق: آذرگشسپ، بجلی۔ (د، ق)

برکاشتن: مرادف برتافتن و گردانیدن و گرداندن است۔ دتا این کلمہ ثنائی، یعنی بای ابجد وبای قرشت در اول نفزایند، معنی گرداندن ندہد۔ دتا لفظ رو یا رخ در اول نیارند، تنہا برکاشتن معنی رو گرداندن رو ندہد۔ (فش، ق)

برکت شدن: بفتح با و فتح را و فتح کاف، بمعنی تمام شدن آید۔[1] (پ)

برکردن چراغ: بمعنی افروختن چراغ۔ (پ)

بِرکہ: بکسرۂ بای موحده و فتحۂ کاف تازی و اخفای ہای ہوز، بمعنی حوض۔ (م)

۱۔ لیکن دقع میں بحرکت نہیں، لکھا ہے۔

برگ: پتا سازوسامان۔ (قن)

برگ ریز: پائیز، خزاں۔

برگِ عافیت: مایۂ آرام۔ (ع)

بُرنا: نوجوان۔ (دا، نظ، قن)

بُرنہاد: بمعنیٔ دستور وقانون وقاعدہ۔ (د، م)

بروت: سَبلت، مونچھ۔ (قن)

بُرون: بمعنیٔ سوا۔ (د)

بروی ہم نہادن: انبودن۔

بَرَّہ: حمل، میڈھا۔ (د)

برہنہ: ننگا، عریان۔

بَرید: بروزنِ بعید، بمعنیٔ قاصد۔ (م)

بریدن: کاٹنا، برید، بریدہ، بروزنہای مضموم، برندہ
این بحث بتشدید یا نیز می آید۔ (پ، قن)

بریدم من از فراغ: یعنی قطعِ نظر کردم از فراغ و نومید شدم
از فراغ۔ (آ، پ، قن)

بزیدی: علوی۔ بزیدیان: علویان۔ (د)

بزرگ: فربود، مِہ۔

بزرگی : فرتاب، پرتاب

بزور در آغوش کشیدن : افشردن، فشردن، بھینچنا۔

بزور فرو کردن چیزی در چیزی : سپوختن۔

بزہ مند : یعنی مجرم۔ (م)

بَست : بفتح با، صیغۂ ماضی، و اسمِ طنابی است که در اصطبلِ خسروانِ ایران بندند و ہر گنہگار کہ خود را بوی رساند، از انتقام ایمن باشد[1] (پ)

بِشت : بیں، تومان، ثمن۔ (قن)

بِستر : بچھونا۔ (قن)

بَستن : باندھنا۔ بست، بستہ، بندد، بندندہ، بند۔ فاعلِ این درعبارت بکار رفتی رند۔ (پ، قن)

بسر زلف سخن رفتن : یعنی بنازہ تنگبر حرف زدن۔ (پ)

بسفر رفتن : پاخالی کردن۔

بسیار بد : بدا۔

۱۔ انجمن آرای میں لکھا ہے: "و در این زمان اصطلاح شدہ کہ مردی کہ از بیم باصطبلِ پادشاہ گریزد یا در مرقدِ امامزادہ پناہ بردہ بنشیند تا بتحقیقِ امرِ او برسند، گویند: بست نشستہ۔"

بُتھل: لغتی است با ثانی مثلثی است قدیم، چنانکہ ایشتر و گلو بریدہ۔ (فش، ق)

بسیج[1]: لغت فارسی، بمعنی قصد است۔ (بُرہ، فش، ق، م)

بسیط: آروند، آوند۔

بشکنجہ کشیدن: افشردن، فشردن، بھینچنا۔

بشنو: صیغہ امر است از شنیدن۔ ترجمہ کن، بمعنی سنو۔ (دق)

بطی السیر: دیر پا رَو۔

بکرسیر: سہاگ۔ (زق)

بگزارہ: فرو ہل۔

بگو بشنو: دو صیغہ امر ہیں گفتن و شنیدن کے اور الف پہ موحدہ زائدہ ہے۔ مضارع گوید و شنود اور امر گو اور شنو۔ (تق)

بلبل: ہزار، ہزار دستان، ہزار آوا۔

بلند آوازہ گشتن: بمعنی شہرت۔ (فش، ق)

بنا بآب رسیدن: لازمی اور بنا بہ آب رسانیدن، متعدی باجماع جمہور اسناد ہیں ہے۔ یعنی ہم معنی استحکام بہم پہنچنا

۱- انجمن آرا: بای اول مفتوح و ثانی مکسور و یای مجہول" در لغت فرس:
۲۔ " بیائی فارسی"

انہدام۔ درصورتِ استحکام نیو کا گہرا کھودنا مقصود ہے۔ اور درصورتِ انہدام، لطمۂ امواجِ سیلاب مدِّ نظر ہے۔
آب در بنا رسیدن، بمعنیِ خرابِ بنیاد قیاس ہے۔ اساتذہ کے کلام میں میں نے نہیں دیکھا۔ اگر آیا ہو تو درست ہے۔ ہاں، بآب رسانیدنِ بنا کہ بظاہر "آب در بنا رسیدن" کا متعدی فیہ ہے، بلغا کے کلام میں نظر آیا ہے۔ لیکن اضداد میں سے ہے۔ بمعنیِ ویرانی۔ بنا مستعمل و ہم بمعنیِ استحکام بنا۔ اس کا لازم ڈھونڈیے، تو رسیدنِ بنا بآب ہے، نہ رسیدنِ آب در بنا، جیسا کہ نعمت خانِ عالی کہتا ہے:

نیست محکم، گر رسد بنیادِ و بنا تا بہ آب
چون حباب، این خانہ بی بنیاد می‌بندیم ما

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسیدنِ بنا تا بآب موجبِ استحکام ہے۔ اور شاعر باوجود دلیلِ استحکام بنا کو ناستوار جانتا ہے۔ صائب کہتا ہے:

چگونہ شمعِ تجلی ز رشک نگدازد؟
رُخِ تو خانۂ آئینہ را بآب رساند

حاجی محمد جان قدسی:

بگوشِ عطایش رساند این خطاب
کہ بنیادِ کان را رساند بہ آب

یہ دونوں شعر مفیدِ معنیٔ ویرانی ہیں۔ قصہ مختصر، بآب رسیدنِ بنا، خرابیٔ خانہ و بآب رسانیدن، متعدیٔ آن و رسیدنِ آب در بنا، نامسموع۔ (رع، عس)

بنابران: لاد بران۔

بنازو تکبر حرف زدن: بسرِ زلفِ سخن رفتن۔

بُندار: بمعنیٔ داروغۂ توشک (توشہ) خانہ۔ (ایا، پا، س)

بُندباز: بمعنیٔ رسن باز۔ ودر لیسان باز نیز گویند۔ و آن را بہندی نٹ گویند۔ (پ)

بندگی: عبادت۔ (رفن)

بُندہ: بباي موحدۂ مضموم است۔ بُندہ بروزن گُندہ، و بُند بروزنِ تند، چنانکہ بوند در ہندی باندک تغیر از توافقِ لسانین است۔ (فش، تق)

بتوا آوردن: چنگ و نی و امثال این را نواختن۔

بُوار: ببای مفتوحہ بمعنیٔ مانند۔ (م)

بودن: بود، بودہ، بو بجز کنند داد۔ چون از بن مضارع

استخراجِ فاعل و امر نخواستند، این مصدر را مضارعِ دیگر دادند و فاعل و امر ازان بدر کشیدند۔ باشد، باشندہ، باش۔ (پ)

بود اور باشد کہ دونوں صیغے مضارع کے ہیں، بمعنئ ہست البتہ آتے ہیں۔ (آ)

بوسہ: چُمّی، ترجمۂ قُبلہ۔ (قن، م)

بوسیدن: بوسید، بوسیدہ، بوسد، بوسندہ، بوس۔ و آن بدو معنی است۔ و فاعلِ آن بمعنئ دوم رسم نیست۔ (پ)

بوشاسپ: و بوشپاس[۱] ۔ قلبِ ہمدیگر و درمعنی ترجمۂ رویاست و دو لغت نیست، یک لغت است کہ بصفتِ قلب دو صورت پذیرفتہ است، مانند: پلارک و پرالک و کنارہ گران و نیام و میان۔ (فش، ق)

بول کردن: آب تاختن۔

بُوم: بموحدۂ مضموم، در پارسی زمین را گویند، و در ہندی "بھوم"، بتغییرِ لہجہ و آمیختنِ موحدہ بہای ہوز۔ (فش، ق)

بومادران: ژاہیز۔

۱۔ انجمن آرا میں یا اول مضموم و واو مجہول اور دری کشا میں بواو معروف لکھا ہے۔

بہا : قیمت، مول، نرخ۔ (قن)

بہبود : عافیت۔ طلبِ عافیت۔ (د)

بہرام : مریخ۔ (د)

بہرام روز : بسکونِ ہم، سہ شنبہ، منگل۔ (د، قن)

بہرہ : بخش، حصہ۔

بہم آوردن : انبودن۔

بہشت : جنت، روضۂ رضوان، فردوس، بیکنٹھ۔ (فش، ق)

بی آرام : نعل در آتش، بی چین (قن)

بیابان : جنگل۔ دشت، صحرا۔

بیارہ : بیای مفتوح[۲] آن رو شیدگی را گویند کہ ساقش افراختہ نبود، مثل خربزہ و خیار و کدو۔ و بہندی آن را بیل گویند بیای مکسورہ۔ (پ)

بی باپیرہ : یونانی بچہ ہای ہندی تراود کا تراشا ہوا ہے۔ ۔ ۔ ۔

۱۔ کلیات نثر فارسی میں دستنبو کے خاتمے پر فرہنگ الفاظ دی گئی ہے۔ معنی اول اس میں مندرج ہیں۔ معنی ثانی دستنبو کے جداگانہ چھپے ہوئے نسخے میں غالب نے اپنے قلم سے حاشیے پر لکھے ہیں۔

۲۔ انجمن آرا (آرائے) بروزنِ شمارہ بمعنی درختی کہ ساق آن افراشتہ نبود۔

میرزا جلال علیہ الرحمہ مختار ہیں اور اُن کا کلام سند ہے۔ میری
کیا مجال ہے کہ اُن کے ہاتھ سے ہوئے لفظ کو غلط کہوں۔
لیکن تعجب ہے اور بہت تعجب ہے کہ امیرزادۂ ایران
ایسا لفظ لکھے!۔۔۔ یہ بھی ایک لفظ ٹکسال باہر ہے (آ خ)

بیت الحرام: کعبہ (قن)
بی حرکت و بی حس: فناک، افتادہ۔
بی خبری: سدھبن۔
بیختن[1]: بیخت، بیختہ، بیزد، بیزندہ، بیز۔ این معنی گرد را فرو لیا
چیزہای خشک را ستہ از پارچہ مثل آرد وغیرہ (بہار)
بیخود: مدہوش۔
بیدار بودن: جاگنا۔ (قن)
بیرنگ: خاکا۔ (بہار)
بیرون کشیدن: آ کھینچنا۔
بیش: بیای موحدہ، نام قسمی از اقسام زہر (قش، ق)

[1] پنج آہنگ کے نسخہ مطبوعہ ۱۸۵۳ء میں بیختن کے مشتقات بای فارسی سے لکھا ہے، اور کلیات نثر مطبوعہ نولکشور ۱۸۶۸ء میں صرف مصدر بای ابجد سے اور بقیہ مشتقات بای فارسی سے لکھے ہیں۔

بلیشہ : گمنام ۔

بیضہ : خایہ ، خایک ۔ ہاگ ۔

بیقرار کردن : آبگینہ در جگر شکستن ، خار بہ پیرہن ریختن ، شرار بہ پیرہن ریختن ۔ شیشہ در جگر شکستن ، نعل در آتش نہادن ۔

بیکارہ : آنکہ کار نیاید ۔ (فش ، ن)

بیکس : آنکہ ہیچ یار و غمخوار نداشتہ باشد ۔ (فش ۔ ن)

بیل : پھاوڑا ۔ (د ، تغ ، فن)

بیمار داری : تیمار ۔

بیمر : یعنی بیشمار ، بیحد ۔ (د ، م)

بیمراد : آنکہ ہیچ مراد نداشتہ باشد ۔ و این کمال غناست ، غنی ۔[1] (ع ، فش ، ن)

بینوا : رُت ۔ تہیدست ۔

بینی : ناک (فن)

بیوُ : ببای موحدہ مفتوح و یای تحتانی مضموم و واو معروف ، عروس را گویند ۔ و بیوگانی عروسی را خوانند[2] ۔ و ہمین پیوست

---

۱ ۔ میرزا صاحب فرماتے ہیں : "وہ کہ جس کا صفحۂ ضمیر نقوش مدعا سے سادہ ہو" اذ قسم بے مدعا ، و بے غرض و بے مطلب ۔ (ع س)

۲ ۔ لغت فرس : ۵۲۸،۲۷۸ ، "بیوگ عروس و بیوگانی عروسی"

کہ در ہندوستان بہاسی ہو نزا شتہار دارد، یعنی بہو۔
چنانکہ بانو کہ لفظِ فارسی الاصل است، در ہند بحذفِ الف
و تشدیدِ نون مشہور ست۔ ۔ ۔ ۔ این کہ مردم بہورا بہوگ گمان
کردہ و کافِ پارسی راجزوِ کلمہ دانستہ اند، ناشی از فریبی است کہ در
لفظِ بہوگانی خوردہ اند چنانکہ از زندہ زندگانی و از مُردہ مُردگانی۔
حال آنکہ این قیاس غلط است۔ ہای مختفی خود در آخرِ این
اسم نیست کہ بجافِ فارسی بدل شود۔ کافِ پارسی نیز نیست
لاجرم اہلِ زبان وقتی کہ وضعِ مصدر خواستند، چون بہو، ہای
مختفی در آخر نداشت، دانستند کہ بغیرِ افزودنِ نقطی کہ بالف
پیوندد، الحاقِ یای مصدری محال است کاف فارسی
افزودند تا بہوگانی صورت گرفت۔ (قتق، ق)

پ

پای : در هندی پانو گویند که با گانو قافیه تواند شد۔ (فش، ق، قن)

پا از پیش رفتن : بمعنی لغزیدن پا و افتادن شخص (رپ)

پا افزار : اسم کفش است، یعنی آلہ پا۔ (فش، ق)

پا افشردن : پا استوار کردن، گاڑھنا۔

پاچامه : اسم شلوار است، یعنی جامه پا۔ (فش، ق)

پاچایه : بجیم تازی، اسم خراج است۔ و این که در فرهنگ‌ها خراج را پاخاکه گویند، همان تصحیف پاچایه است که شہرت

۱۔ میرزا صاحب نے تیغ تیز میں لکھا ہے کہ "فارسی میں رحل کو پای کہتے ہیں اور بصورت تخفیف، تحتانی کو حذف کر کے پا کہتے ہیں"۔

پافشا۔ (فش، ق)

پاجفت دویدن: برابر دویدن دو کس۔ (پ)

پاچاک: غوشاک، اُپلا۔

پاچنگاو: کراع بروزن صُراح، جمع اکارع۔ (نیخ)

پاخالی کردن: بمعنی بسفر رفتن۔ (پ)

پای باف: جولاہہ۔ (پ)

پایخوان: بمعنی ترجمہ۔ (د، فش، ق، م)

پاد: بمعنی بزرگ، پادشاہ یعنی سلطان عظیم، پادشاہ

۱۔ میرزا صاحب تیغ تیز میں لکھتے ہیں: "پاخانہ و پاجایہ دونوں متحد المعنی
ہیں۔ وہ پاؤں کا گھر، یہ پاؤں کی جگہ۔ قدم جای و قدم خانہ دونوں اُن
کے مرادف۔ یعنی ایک اور اسم جاد ... پاجایہ میں ہای ہوز نسبتی
نہیں، ہای زائدہ ہے، جیسے پوس و بوسہ، آتش گیر و آتش گیرہ۔
بلکہ عربی لغات میں بھی جیسے موج و موجہ، یا جیسے سبز کے آگے ہای ہوز
بڑھا کر سبزہ ایک اسم قرار دیا ہے۔ اسی طرح پاجای کے آگے ہای ہوز
لا کر اسم بنا دیا۔ وہ اصل تھ پاخانہ پاؤں کا گھر نہ پاؤں کی جگہ۔ پای اور
پا زبانِ فارسی میں ادوات اور ارذل چیز کو کہتے ہیں۔ جیسے کناس کو پاکار۔
چونکہ یہ گھر اور جگہ ذلیل ہے، اس کو پاخانہ اور پاجایہ کہا۔"

بموحدہ غلط[1]۔ مخفف پادیاب، بمعنی شستن۔ پاد زہر یعنی شوئندۂ زہر[2]۔ (تیغ)

پاداش: بمعنی جزای عمل نیک آید۔ (پ، د، م)

پادیاب: و پادیاو ہر دو لغت بدال ابجد، اول بہای موحدہ در آخر و دوم بواو در آخر، در زبان فارسی قدیم شست وشو را گویند و بس[3]۔ (نش، ق)

پاچیر: بدال بی نقطہ، چوبی را گویند کہ در زیر سقف شکستہ نہند، و آن را در ہندی اڑواڑ گویند۔ (نش، ق)

پاردُم: دمچی۔ (قن، م)

پارسا: در ہندی سادہ بہای مختلط در آخر۔ (نش، ق)

پارہ: برخ، لخت، لتہ۔

پازاج: بجیم سہ نقطہ زنی را گویند کہ خدمت زنان باردار کند

۱۔ میرزا صاحب نے لکھا ہے کہ "پاد بڑا پرانا لغت بمعنے بزرگ ہے۔ اور اسی سے مرکب ہے پادشاہ یعنی سلطان عظیم۔ بادشاہ بموحدہ غلط ہے چونکہ ہندوستان میں پادگوزکو کہتے ہیں، اس لیے بای فارسی کی جگہ موحدہ لگا دی ہے۔" (تیغ)

۲۔ میرزا صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ ازالۂ سمیت کا استعارہ ہے۔

۳۔ میرزا صاحب نے تیغ تیز میں لکھا ہے کہ جز نہم اور کشتی دھونے کو پادیاب کہتے ہیں۔"

و بچہ از شکم برون آرد۔ و در عربی آنرا قابلہ گویند۔ و در ہندی دائی جنائی۔ و آنرا پیش نشین نیز گویند۔ (پ، تیغ، فرق، ق)

پاساد: بمعنیٔ حفظ و ضبط۔ (پ، د)

پاسپر: بمعنیٔ دلیل و رہنما۔ (پ)

پاشیدن: پاشید، پاشیده، پاشنده، پاشنده، پاش (پ)

پاغند: روئی کی پونی۔ (قن)

پاغوش: بغین مضموم و واوِ مجہول، بمعنیٔ مغوله۔ (پ، م)

پاک: دیزه، پاکیزه۔

پاکار: خاکروب۔ کناس۔ (تیغ، د)

پالا: امر است از پالودن۔ و اسپ کوتل را گویند۔ (پ)

پالاآہنگ و پالہنگ: مخفف پالاآہنگ است۔ یعنی کشنده اسپ کوتل۔ و این اسم ریسمانیست که آنرا بہندی باگ ڈور نامند۔ (پ، م)

پالوان و پالوانہ: در یک فرہنگ ہر دو بنون اسم طائری سیاه رنگ می نویسد که غیر پرستوک است۔ (فرق، ق)

پالودن: پالود، پالوده، پالاید، پالاینده، پالای۔ این بمعنیٔ گزراندن سائلات است از پارچہ مثل آب و شراب۔ (پ)

پاہنگ: بہای مفتوح، اسمِ دیگر آن پا افزار، عبارت از کفش
پاست۔ (پ)

پاییز: قافیہ کا پیز، اسمِ خزان ست۔ و میزان و عقرب و قوس،
این سہ ماہ فصلِ خزانست۔ و این را پایز و برگریز نیز نامند
(پ، فق، ق)

پایاب: معروف۔ و بمعنیٔ طاقت و مقدور۔ (پ)

پتیا: بائی مفتوح، در پارسیٔ قدیم بمعنیٔ پیام۔ و باقی در
ہندی بمعنیٔ مکتوب۔ (فق، ق)

پختن: پخته، پخته، پزد، پزنده، پز۔ (پ)

پخچیدن: بمعنیٔ با زمین ہموار شدنِ چیزیست کہ آنرا بزور بر
زمین زدہ باشند و پخشیدن مبدل منہ آن۔ (فق، ق)

پخسیدن: بہای فارسیٔ مفتوح و سینِ مہملہ مکسور بر وزن
بخشیدن، بمعنیٔ پژمردن است از گرمیٔ بادِ سموم و تفِ
آتش تیز۔ و پخسانیدن و پخسانیدن باضافۂ تحتانی متعدیٔ آن۔
(فق، ق)

پدرزن: بفتحہ اضافت، سسرے کو کہتے ہیں۔ خسر لغتِ عربی
نہیں۔ ہندی ہے سسر ہیں۔ (رخ)

پدرود: رخصت۔ (پ)

پرافشاں: بمعنی بیتاب۔ (ع)

پرچین کاری: خاتم بندی۔ (د)

پراگنده شدن مردم: بر شکستن محفل۔

پرالک: چالاک، (پنج)

پرخوار: گنده انبان، شکم بنده۔

پرداختن: پرداخته، پرداخته، پردازد، پردازنده، پرداخت۔ (پ)

پرده از روی کار افتادن: بمعنی ظاهر شدن امری پوشیده

(پ، نقل)

پرسش: پوچھنا۔ (ک)

پرستوک: بیای فارسی مفتوح و رای مفتوح سین زده و

تای مضموم، ابابیل۔ پرستک بحذف واو نیز اسم ابابیل

است۔ (پ، د)

پرسش: پوچھنا۔ (ک)

پرگرا: چپقلی۔ (ق، دہلی اردو اخبار)

پرواره: بیای فارسی مفتوح خانۂ تابستانی ہوادار۔ (پ، د، قیام)

ا۔ ادری کشا: ۱۹ - پرده‌دن فرسوده۔

پرویزن : غربال، چھلنی (غن)

پَرّہ : نتھنا - (قن)

پرہیزگار : خشک دامن، متورع -

پری افسای و پریخوان : کسی را گویند کہ علم تسخیرِ جنات داشتہ باشد - (قش، ق)

پریدار : آنست کہ یکی از ارواحِ خبیثہ یا دی یار شدہ باشد و او معرکہ گیری کند و بساطی گسترد و گل بر افشاند و بصدای دف و دہل برقص آید و سر جنباند و دران حالت از مکنوناتِ ضمیرِ مردم خبر دہد و ظہورِ این حالت از بہرِ وی اختیاری باشد - ہرگاہ خواہد، چنین کند، ورنہ دائم ہوشمند باشد و بکارہای دنیا پردازد - (قش، ق)

پری زدہ و پری گرفتہ : کسی را گویند کہ ارواحِ خبیثہ او را بقہر و تسلط فرو گیرند - لاجرم این چنین کس پیوستہ رنجور و مجنون و بیخود باشد - بلکہ بسا مردم درین رنج بمیرند و در عرف این علت را آسیب نامند - (قش، ق)

پریدن : پرید، پریدہ، پرد، پرندہ، پر، (پ)

پرشیدن : مصدرِ اصلی حقیقی نیست - از بہرِ ضرورت یا برای

نفَتن پریشان را، کہ اسم جامد است متصرف ساختہ اند، پریشید
صیغۂ مضارع است از پریشیدن[1]۔ (فش، ق)

پژوش: پژوہش، جُستجو، استفسار۔

پژه و پوزدان: چیزی کہ بر آن دُرد و میدہ باشد۔ (فش، ق)

پذیرفتن: پذیرفت، پذیرفتہ، پذیرد، پذیرندہ، پذیرہ۔ نوشتن بذال نزدِ نامہ نگار خطاست گرفتم کہ در پز رفتن و پذیرفتن ذال عربی بجای زای ہوز ملفوظ بود مشہور است۔ (سب، فش، ق)

۱۔ نفیس فرس: ۳۰۱۵۔ درمی گشتا: ۱۹ میں پراشیدن کے معنی پریشان شدن وبجو گشتن لکھے ہیں۔ اور صفحہ ۲ پر پریشیدن کے معنی پریشان گردانیدن وبجو گشتن بتاتے ہیں۔

۲۔ میرزا صاحب تیغ تیز میں فرماتے ہیں: "خلاصہ میری تحقیق کا یہ ہے کہ پذیرفتن گذاشتن، گذشتن، گزاردن اور ان کے مجموع مشتقات اور اسمائے مشہور دامام مثل آذر، اسفند ارمز وغیرہ سب زائے ہوز سے ہیں۔ اور گنبد اور کاغذ اور گنبذ یہ تین لفظ بھی بدال ہیں۔ اور یہ فارسی قدیم کے موافق ہے۔ گنبد کی دال پر نہ اسلاف نقطہ دیتے تھے نہ اخلاف دیتے ہیں۔ گنبذ کی دال پر نقطہ دینے والے لغو اور پوچ اور بے خبر ہیں۔ کاغذ کا نقطہ دینا اور پڑھنا ناچار قبول کرنا پڑا، اور مرگ انبوہ کو جشن سمجھنا پڑا۔"

پذیره: بہای ہوز، بمعنیٔ استقبال و استقبال کنندہ[1]۔ (د، م)

پزشک: بپا و زای فارسیٔ مکسور، بمعنیٔ طبیب و حکیم۔ پزشکان جمع آن، حکما۔ (پ، د، قخ)

پژمردن از گرمی: پخسیدن۔

پژمرده: نژند۔

پژوهیدن[2]: پژوهش، پژوهیده، پژوهنده، پژوهنده، پژوه۔ (پ)

پساوند[3]: در نظم ردیف را گویند۔ (د، قش، ق)

پشت: بپای مکسور، عربی سوئی، ہندیٔ آن سنگو۔ و آن آروی سخت بریان۔ (پ، قن)

پسودن[4]: بپای فارسی، ترجمۂ لمس و مساس است، چھونا

۱۔ لغت فرس: ۲۲۴، پذیره بالذال و ہای ہوز در آخر بمعنی استقبال و دری کشا: ۲۰، پذیرا بفتح اول و الف در آخر بمعنی استقبال کنندہ میری دانست میں دستنبو، طبع نولکشور، کے کاتب نے غلطی سے الف کی جگہ ہا ئے ہوز لکھ دی ہے۔

۲۔ دری کشا: ۲۰، بکسر اول بمعنی تجسس کردن، عربی تفحص۔

۳۔ دری کشا: ۲۱ بفتح اول۔ لیکن دستنبو صفحہ ۲۵ میں میرزا صاحب نے بضم تائید کیا ہے۔

۴۔ دری کشا: بر وزن شیدا، صفحہ ۲۱

و پسودہ مفعولِ آن، چھوا ہوا۔ و ناپسودہ نقیضِ آن، یعنی اچھوتا۔ (د، قغ، فن، ق)

پشتِ چشم نازک کردن: یعنی آزردہ شدن از راہِ ناز۔ (پ)

پُشتہ: کرپاد، تل۔

پُشتہ و پوشتہ: چیزی کہ دُرون بر آن دمیدہ باشند۔ (فش، ق)

پُشک[1]: مینگنی۔ (قن)

پشہ: مچھر۔ (فن)

پشیمانی: ندامت۔

پلارک[2]: ہم تیغ و ہم جوہرِ تیغ، تلوار۔ (بہ، پ، د، قغ)

پلہ: بہای فارسیٔ مفتوحہ و لامِ مفتوحہ، ہندیٔ آن پوسی۔ (پ)

پن: بہای فارسیٔ مفتوح، لیکن۔ (د)

پناہ: بہای فارسیٔ مفتوح و نونِ بالف و میمِ زدہ، مجازاً القویذ را نامند۔ (فن، ق)

پناہ: ہندی آسرا۔ (آ)

پنبہ: روئی۔ (قن)

۱۔ لغتِ فرس: ۲۹۳، بضمِ بای فارسی۔

۲۔ بر وزنِ تبارک۔ دری کتا: ۲۱۔

پنبہ دانہ: بنولا۔ (قن) پنجاہ: پچاس۔ (قن)
پند: اندرز، نصیحت۔ (قن)
پونت: ببای پارسیٔ مضموم و واوِ معروف، در پارسی جگر را گویند و در ہندی پسر را۔۔۔ ہمانا پونت فارسیٔ قدیم است۔ (فش)
پود: بانا۔ (قن)
پودنہ: اسمِ طائری است مشہور۔ (فش، ق)
پودینہ: بروزن موشینہ، تزہ را گویند کہ عربیٔ آن نعناع است (فش، ق)
پوزش، پُہزش، عجز، استغدار۔ (فش، ق)
پوست: کھال۔ (قن)
پوشتن: ببای فارسیٔ مضموم و واوِ مجہول، و پُشتن بی واو، مصدری است پارسی الاصل، و مضارع نیز دو صورت دارد: پوزد و پُزد۔ ہرآینہ مصدرِ مضارعی نیز دو گونہ مینوان ساخت: پوزیدن و پُزیدن۔ امامعنیٔ این ہرچہار، دعا خواندن و بر آب و شربت دمیدن است۔ و این چنین دعا را در پارسی "دُردن" گویند بدالِ مضموم و رای مضموم و واوِ معروف۔ و چیزی را کہ دُردن بران دمیدہ باشند، پوشتہ و پشتہ و پوزہ و پزہ گویند۔ و پوزش و پُزش حاصل

بالمصدر پوزیدن و پژدن است کہ مجازاً بمعنی عجز و استمداد
آید۔ (فش، ق)

پوشتہ ولپشتہ: چیزی کہ درُدن بران دمیدہ باشند۔ (فش، ق)

پوشیدن: ہم لازمی وہم متعدی۔ پوشید، پوشیدہ، پوشد، پوش۔
(پ)

پولاد: ہمان مبدل منہ فولاد ست کہ لغتی است در ہر شہر و دہ مشہور
(فش، ق)

پولہ: ہا تائی مجہول، مشعل۔ در ہندی نیز بدین معنی شہرت دارد
(فش، ق)

پوییدن: پویید، پوییدہ، پوید، پوئیندہ، پوی۔ (پ)

پہنا: عرض۔ (د)

پیام: پتیا۔

پیر: سالخوردہ، بوڑھا۔ (فن)

پیراستن: پیراستند، پیراستہ، پیراید، پیرایندہ، پیرا صیغہ امر
استفسار از پیراستن۔ داین مصدر مع مشتقات بفتح بای
فارسی است۔ (پ، فش، ق)

پیرامن: گرداگرد۔ (دق)

پیرخرف : سترا بہترا۔ (آ، خ)

پیرہ وخشور : امام۔ (فش، ق)

پیشرو : مقدمہ، الاپ۔ (بر، س، ق)

پیش نشین : ہندی آن والی جنائی۔ (پ)

پیغارہ : بفتحہ بای پارسی، بمعنی طعنہ۔ (پ، د، م)

پیغمبر : وخشور، ایلچی، پیمبر، رہنما۔ (فش، ق، قن)

پیغولہ : ببای فارسی مفتوح، بمعنی گوشہ از دشت دصحرا۔ گھاٹی، وبمعنی گوشہ چشم نیز آید۔ (پ، د، قغ)

پی کور کردن : بکاف تازی مضموم، مرادف پی گم کردن۔ (پ، م)

پیل : ہاتھی۔ (د، قن)

پیمبر : پیغمبر، وخشور، ایلچی، رہنما۔

پیمودن : پیمود، پیمودہ، پیماید، پیمایندہ، پیمای۔ (پ)

پینہ : پوزن تینہ، پیوند جیرمین خصوصاً وہر پیوند عموماً۔ وبہندی آن تھگلی۔ مرادف تگل۔ (پ، فش، کم)

پیوستن : پیوست، پیوستہ، پیوندد۔ فاعل این ازین جاکہ تلفظ این شتا فرتادہ مسموع نیست۔ پیوند امر (زپ)

پیوند : در نظم قافیہ را گویند[۱] ۔ (د، فش، ق)

پیپہ : چربی ۔ (ق)

۱- لیکن دستنبو ص ۲۰ میں میرزا صاحب نے بمعنی ردیف لکھا ہے ۔

ت

ت: ضمیر مخاطب تنها تای قرشت است، نه ایت. مثلاً غلامت
و تمامت، یا دلت و مهلت. (ع، فش، ق)

تابدان: بالکانه.

تاپسار: هندی جهروکا. (پ)

تابه: توا. (فش)

تاثیر: درایش.

تاختن: دوڑنا. تاخت، تاخته، تازد، تازنده، تاز (پ، فش)

تار: تاگا. (فش)

تاریغ: هندی کهر. (م)

تارو: به پای مضموم و واو معروف، هندی آن بچهڑی. (ر۲)

۱- ورق کشا: ۲۴۲، پرورش چاپ مرتع.

تار و مار: بمعنی ویران - (د، م)

تاری: مخفف تاریک - (پ)

تازی: مرادف عربی، وتیزی اماله آن[2] - واین لفظ بغیر بضرورت رعایت قافیه بر زبان و کلک سخنوران نگردد - و در صورت اماله بهمان معنی عربی نژاد دهد - (قن، قا)

تازیانه: کوڑا - (قن)

تافتن: چمکنا - تافت، تافته، تابد، تابنده، تاب - تابیدن مصدر مضارعی - (پ، قن)

تال: در هردو زبان بمعنی آب گیر - و تالاب مزید علیه - (قن)

تالار: پاڑ - (قن)

تاهو[1]: شراب را گویند که آن را در عرف هند کھرّا نامند - (آپ)

تباه: ویران، نژند -

تباه شدن کار: آبی شدن کار -

۱- لغت فرس (۳): ۱۹۱، و در کتاب: ۳۳، بر وزن کار و بار -

۲- ڈاکٹر عبدالستار صدیقی تحریر فرماتے ہیں: "تیزی، جہاں تازی است، و تیزی قدیم تر از تازی ہست -" (حاشیہ در قن کاویانی ملوکہ خود)

تبرزد: مصری۔ (آ)

تبیر: بوزنِ فقیر، و تبیرہ بوزنِ تبیرہ، بمعنیٔ طبل و کوس[2]۔ (پ)

تپاس: در پارسی بمعنیٔ ریاضت۔ و در سنسکرت تپسیا بفوقانی مفتوح و بای فارسیٔ مکسور بسینِ سادۂ مشددِ مکسور پیوستہ و تحتانی بالفِ زدہ۔ (فش، ق)

تپیدن: تڑپنا۔ تپید، تپیدہ، تپد، تپندہ، تپ۔ امر این بمعنیٔ حقیقی مسموع نیست۔ و نوشتن بدلای حطی خطاست۔ (پ، خ)

تجرید: آستین افشاندن، مشورہ باکلاہ کردن

تحسین: آفرین، آباد۔

تخمیر: دست زیرِ زنخ داشتن، دست ستونِ زنخ داشتن۔

تخت: اورنگ[3]۔

۱۔ میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں کہ "ان معنوں میں کہ یہ مانند قند اور بتاشوں کے جلد ٹوٹنے والی نہیں۔ جب تک اس کو تبر سے نہ توڑو، مدعا حاصل نہیں ہوتا۔" (آ)

۲۔ لغت فرس: ۱۲۵، بمعنیٔ دہل و در نسخۂ دیگر طبل و دمسر۔ دری کشا: ۴۴، بمعنی دہل و کوس۔

۳۔ ملاحظہ ہو حاشیہ بر اورنگ۔

تذرو: در فارسی طائری را گویند که بطیر ہندیؒ آنست[1] - تذرو معرب تدرو است - (فش، ق)

تدو: بدالِ بی نقطہ، وتذو بدالِ نقطہ دار، اسمِ کرمی است که در گرمابہا متکوّن می شود - و این ہر دو لغت عربیست[2] - (فش، ق)

تر: لفظِ فارسی است، ترجمۂ طری - و "تری" بتای قرشت ہمان لفظِ تر است باضافۂ یای مصدری، ترجمۂ رطوبت - (فش، ق)

تراج: بتای مکسورہ بروزنِ سراج، آہن - (د، قغ)

ترازیدن، ترازید، ترازیده، ترازنده، ترازنده، تراز - املای این لغات خطی جائز نیست - (سپ)

تراویدن: بواو، وترابیدن: بیای موحده، بدلِ آن (فش، ق)

ترُّب: مُولی - (فن)

۱- لغت فرس: ۴۲۱ "مرغی سخت رنگین است"۔

۲- انجمن آرای ناصری: "بفتح اول و ثانی جانوریست سرخ رنگ و پردار که اغلب در حمامہای باشد - واو را بعربی "این دروان" گویند" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تدد اور تذد عربی لفظ نہیں ہیں۔

۳- انجمن آرا اور درّی کشا میں بفتحِ اول بتایا ہے۔

ترت و مرت: بفتحۂ اول و سکونِ ثانی و ثالث، ویران۔ (دانغ)

ترجمہ: پای خوان۔ ترجمہ نگار: پاچخوان نویس۔

ترخان: کسی کہ از پادشاہ درآمد و شد اجازتِ بلا قید داشتہ باشد۔ (پ)

تردامن: بمعنیٔ فاسق و گنہگار۔ (فش، ق)

تُرس: بتای مضموم، اسمِ سپر۔ (پ)

ترسیدن: ہراسیدن، ڈرنا۔ (فش)

ترفند: بفای سعفص، بر وزنِ فرزند، بمعنیٔ سخنہای بی اصل است۔ (فش، ق)

ترکردنِ جامہ: جامہ نمازی کردن۔

ترک و تجرید: آستین افشاندن، مشورہ باکلاہ کردن۔

ترکِ دعوی: سہلت سست کردن۔

ترّہ: را کہ عربی آن نعناع است، پودینہ گویند بہ وزنِ مویینہ ساگ۔ (ق فش، فش)

ترّہات: لغتِ فارسی است مرکب از "ترہ" و "آت" کہ لفظی است بمعنیٔ مثل و مانند۔ اما ترہ، پودینہ و گندنا و امثال اینہا را

۱۔ میرزا صاحب کا یہ خیال درست نہیں ہے، اس لیے کہ اس صورت میں ترہات کی ... مفہوم ... ہوا ... یہ ہے کہ یہ لفظ فارسی نہیں، عربی، اور ترّہۃ کی ... کی جمع ہے جس کے معنی جھوٹی باتیں ہیں۔

گویند کہ بطریق تفنن خورند۔ لاجرم کلمات نشاط انگیز را تریاقات گویند، بمعنیٔ جز انبساط خاطر مدعای دیگر در ضمن آن مضمر نیست۔ (فش، قن)

پشمہ: نمد زفتن، ق)

تشت: لغت فارسی الاصل ہے۔ املا اس کی طوسے غلط ہے (آ)

تصریح: دیباس۔

تعظیم: آدیش۔

تعیّن: ہرنیز، تقرر۔

تغیر حال: جادہ گردش، انقلاب۔

تفرقہ: جدا شناس، مایہ الامتیاز۔

تقرر: ہرنیز، تعین۔

تکریم: آدیش۔

تکلتو: نمد زین را گویند۔ و در عرف اہل ہند خوگیر اسم

تکیہ: لفظ عربی الاصل ہے۔ فارسی و اردو میں مستعمل۔ دونوں زبانوں میں ہم بمعنیٔ بالش اور ہم بمعنیٔ مکان فقیر آیا ہے۔ ایران میں تکیہ مرزا صائب مشہور ہے۔ (آ)

تکیۂ فقیر: استقان۔ (فش، ق)

تگرگ : اولا - (د)

تگل : بادل بکسور و ثانی مفتوح، مرادف پیند یعنی پیوند - در ہندی تھگلی باوردن ہای ہوز در وسط و تحتانی در آخر - (فش)

تل : بفتح تای فرشتہ، کریہہ، پشتہ - (پ)

تلمذ : در پیش زانو نشستن -

تلنگ دائرہ : بتای مکسور و لام مفتوح، تال سری - (آ)

تمایل : رفتار کہ از روی ناز و ادا باشد و جنبیدن شاخہای نہال از باد مانند - (فش، ق)

تمام شدن : برکت شدن -

تمر[1] : بفوقانی مکسور و میم مضموم، در ترکی فولاد را گویند، و اسم شاہیست از اولاد الغو - و این کہ تیمور نویسند، طرز املا ست اعراب با حروف - (مک)

تمسخر : کلاغ گرفتن -

تمغا : بدہ معنی مشہور است، نخست باجی کہ در راہ ہا از رہروان گیرند، محصول، دوم مہر - (د فش، ن)

تمکین : آسا، اردند، ثابت قدمی - (پ، فش، ق، ن)

۱- فرہنگ رشیدی میں بکسر تین لکھا ہے۔

تمول: آب در جگر داشتن۔

تنانی: جسمی، جسمانی۔ (د)

تنبل: بالفتح، بمعنی سست و کاہل۔ (بر، س)

تن تن، اور تننا: اصوات ہیں تار کے ہندی و فارسی میں مشترک۔ (آ)

تندر: بتای مضموم و دال مفتوح[1]، عربی رعد۔ (بپ، د، م)

تن در دادن: بمعنی رضا مند شدن۔ (پ)

تن زدن: بمعنی خموشیدن۔ (پ، د، فش، ق)

تندیسہ: بمعنی تصویر۔ (م)

تنک شراب و تنک بادہ: ہر دو بتای مضموم و نون مفتوح[2]، زود مست شوندہ را گویند۔ (فش، ق)

۱- یہ عبارت پنج آہنگ کی ہے۔ مہر نیمروز صفحہ ۵ میں "بتای مضموم اسم رعد" اور مثنوی ص۱ میں "بدال مضموم رعد" لکھا ہے۔ فرہنگ رشیدی ۱: ۲۱۵ میں لکھا ہے: "تندر و تندور، بالضم و دال مضموم و ثانی و مفتوح در اول" خان آرزو سراج اللغۃ میں سروری کے حوالے سے دونوں جگہ بفتح دال ہی کو صحیح بتاتے ہیں۔

۲- انجمن آرای ناصری میں بروزن "مبارک" لکھا ہے اور سبک کو بفتح اول و ضم ثانی بتایا ہے۔

تنک شکیب : بمعنیٔ کم صبر - (م)

تُنگ : با وجود معانیٔ دیگر، اسم ظرفی نیز ہست کہ دران گلاب و شراب و عرق نگاہدارند - لاجرم، خم خم، و سبو سبو، و تنگ تنگ بفید معنیٔ کثرت است - (ق، ق)

تنیدهٔ عنکبوت : نسیج، قماش عنکبوت -

توختن : توختست، توخته، توزد، توزنده، توز - توختنی، بمعنیٔ اندوختنی - (زبپه، د)

توس : بتای قرشت، در زبان انگریزی پارهٔ نان را گویند (ق، ق)

توسط : میانجی گری، وساطت -

توشه : نوا، ترجمهٔ زاد - (آ)

توضیح : دیباس، تصریح -

تومان : لفظ ترکی است - و در تحریر لغات ترکی اعراب بالحروف نوشتن رسم افتاده است - واو علامت ضمهٔ تای فوقانی و الف علامت فتحهٔ میم - ہر آئینه تومان نویسند و تمن خوانند بتای مضموم و میم مفتوح و تمن در ترکی بیست را گویند (خش، ق)

توانگر شدن : بچراغ رسیدن -

تو و یزدان: یعنی، ترا بیزدان سوگند۔ (م)

تہم: بفتحتین بروزنِ بہم، در پارسیٔ قدیم اسم فلکِ نہم است کہ آن را بلسانِ شرع عرش نامند۔ وتہمتن مرکب ازین اسم است چون پیلتن و رویین تن و سیمین تن۔ درین صورت مردِ قوی ہیکل را تہمتن خوانند۔۔۔ چون رستم از روی خلقت جسیم بود اورا تہمتن می گفتند، یعنی تنی دارد چون فلک الافلاک[1]۔ (فق، ق)

تہنیت: جشنِ روشنی، مبارکباد۔

تہیدست: رِتا، بینوا۔

تیر: اسم عطارد۔ (آ)

تیر دو کمانہ: تیری را گویند کہ بر ہدف نہ نشیند و خطا کند۔ (م)

تیلیشہ: ہندی لیسولا۔ (پ)

تیغ: پلارک، تلوار۔ (فن)

۱۔ میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں: "تہمتن بروزنِ قلمزن ہے۔ فردوسی نے سو جگہ شاہنامے میں تہمتن بسکونِ ہای ہوز لکھا ہے پس کیا اس لغت کی دو صورتیں قرار پاگئیں؟ لاحول ولا قوۃ۔ لغت وہی بحرکت ہای ہوز ہے۔" (آ)

تیغِ دو دستی: آن را گویند کہ چون ہنگامۂ پیکار گرمی پذیرد و دو لشکر درہم افتند، چالاکانِ نبرد مندِ دلاور عنان تگاور بدندان گیرند و بہر دو دست تیغ زنند، چنانکہ در شجاعانِ عرب مردی بود طاہر نام کہ در کارزار بہر دو دست شمشیر میزد۔ ازان جا کہ تیغ زنی کارِ دستِ راست است، اہلِ عرب طاہر را ذوالیمینین می گفتند، یعنی از بہار کار یمین می گیرد۔

و دیگر تیغِ دو دستی آن را نیز توان گفت کہ یک تیغ بہر دو دست بر جانورِ تنومند زنند۔ (فش، قا)

تیغِ ہندی: ہمان سروہی است۔ (فش، قا)

تیمار: بمعنۂ بیمارداری و غم خواری۔[1] (آ)

تیمسار: بر وزنِ نیم کار، مرادفِ دشت، کہ ترجمۂ حضرت است۔ (فش، قا)

تیہو: کوا۔ (قا)

---

[1] مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ "یہ لفظ خود افادۂ بمعنۂ مصدر کی کرتا ہے"

ث

ثابت قدمی: تمکین، آسا، اروند۔
ثُؤلُول: آژخ، ستا۔

ج

جادّہ: اور دُرّاعہ دونوں عربی لغت ہیں۔ دہ دال کی تشدید سے اور یہ رے کی تشدید سے۔ مگر خبر جادہ اور دراعہ بھی لکھتے ہیں۔ (آ)

جال: در ہر دو زبان (ہندی و فارسی) بمعنیٔ دام۔ (خش)

جامہ: کپڑا۔ (فن)

جاگی خوار: اُس نوکر کو کہتے ہیں کہ جس کی تنخواہ کچھ نہ ہو، روٹی کپڑے پر اُس سے کام لیتے ہوں۔ جاگی خواران: نوکران۔ (آ، د)

جامۂ سرخ بر سرِ چوب کردن: استغاثہ و داد خواہی۔ (پ)

جامۂ کاغذی پوشیدن: عبارت از استغاثہ و داد خواہی۔ (پ)

جامہ گزاشتن: بمعنیٔ مردن - جامہ گزاشت، یعنی مُرد[1] - (پ، د، م)
جامہ نمازی کردن: عبارت از تر کردنِ جامہ - (م)
جانبدار: سوگیر -
جاوَر: بروزنِ باوَر، بمعنیٔ حال - وجاور گردش، بمعنیٔ تغیرحال، یعنی انقلاب - (پ، د تیغ، س، م)
جاوَرس: ہندیٔ آن باجرا - (پ)
جاہ: فر، فرہ -
جای فلان سبز است: یعنی جای فلان خالی است - (د)
جَجھہ: بروزنِ چشمہ ہے، یعنی دو ہای ہوز ہیں - (آ، خ)
جَبین: پیشانی - (فن)
جَدّ: نیا - پدرجد، پردادا - درعربی وفارسی از بہرِ پدرجد اسمی خاص معین نیست - درعربی آن سوتر از جد صیغۂ جمع نویسند،

ا - میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں: "کالپی کے نوابزادوں میں سے ایک صاحب قتیل کے شاگرد تھے - میں نے ایک رقعہ قتیل کا اُن کے نام دیکھا ہے کہ قتیل اُن کو لکھتا ہے کہ جامہ گزاشتن بمعنیٔ مردن مسلم، لیکن بہت احتیاط کیا کرو، موقع دیکھ لیا کرو - میں کہتا ہوں کہ احتیاط کیا اور موقع کیا - فلان مرد، بہمان جامہ گزاشت -" (عس)

یعنی اجداد در فارسی جمعِ نیا نویسند، یعنی نیاگان۔ (فش، ق)

جَدِّ پدر: پردادا۔ (فش، ق)

جدِ فاسد: نانا۔ (فش، ق)

جُدا شناس: مابہ الاستیاز، یعنی تفرقہ۔ (د، م)

جدکارہ: بجیم عربی مضموم، بمعنی پیشکارہ، بمعنی راہہا ی مختلف آمدہ است۔ (فش، ق)

جَدوار: ماہ پروین۔

جدید: نئی چیز۔ (فش)

جراحت: ریش، زخم، گھاو۔ (فش)

جرگہ: بجیم مکسور، مجمع۔ (د، قط)

جزا: پاداش۔

جُثّہ: سرپیر، کالبد۔

۱۔ فرہنگ رشیدی اور سراج اللغۃ میں "جدکارہ" بفتح اول و کاف فارسی ثبت کیا ہے۔ البتہ رشیدی میں معنی مختلف ہیں، یعنی بجای راہ ہای مختلف کے راہ ہای مختلف لکھا ہے۔ سراج اللغۃ میں فرہنگ قوسی کے حوالے سے اس کی تردید کرتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ اس کے معنی مختلف راہیں اور تدبیریں ہی صحیح ہیں۔ راہ ہای مختلف تصحیف ہے۔

جَستن: بجیم مفتوح، کودنا۔ جست، جستہ، جہد، جہندہ، جہ (پ، قن)

جُستن: بجیم مضموم، ڈھونڈھنا۔ جُست، جستہ، جوید، جوینده، جوی۔ (پ، قن)

جَسَمی، جسمانی: تنانی۔

جَشنِ سَدہ: نام جشنی است کہ پارسیان در آفتاب قوس کنند۔ (رہ س)

جُغْرات: دہی۔ (آ)

جَغْبُت: بمعنی حشوِ نہالی، یعنی توشک، است۔ (قن، ق)[1]

جُغْتہ گردان: گولا لٹکتا ہوا۔ (د)

جَلاجِل[2]: جلب، جھانجھ، سنج (قن)

جَلَب: بجیم تازی، زنِ فاجرہ را گویند۔ (پ)

جِلَو: بجیم مکسور و لامِ مفتوح، عنان، یعنی باگ۔ (د)

جَم: ترجمۂ قادر، باضافۂ لفظِ شید، اسمِ شہنشاہ (آ)

جُملہ: سب۔ (قن)

جنبیدن: جنبید، جنبیدہ، جنبد، جنبندہ، جنب۔ (پ)

۱۔ رشیدی اور سراج میں پ کے ساتھ لکھا ہے اور یہ بھی صراحت کی ہے کہ صحیح چغبت ہے۔ ۲۔ جلاجل کی تحقیق 'جلب' میں دیکھیے۔

جنگ : حرب، لڑائی - جنگیدن، لڑنا - (فن)

جنگل : بمعنیِ بیابان باشتراکِ لسانین است - (فش، ق)

جُجْہ : سیہ - (فن)

جوان مرد : جوان بخت، جوان دولت، جوان عمر، جوان سال، جوان خرد، جوان مرگ : یہ الفاظ مقررۂ اہلِ زبان ہیں - کبھی مقلوب و معکوس نہیں آتے - (رغ)

جُود : لغتِ عربی، بمعنیِ بخشش - جواد صیغۂ صفتِ مشبہہ، بی تشدید[1] - (آخ)

جَورا : لغتِ عربی ست - (فش، ق)

جَوزا : دو پیکر

جُولاہ و جولہ : بافندہ را گویند کہ عربیؑ آن حائک است - وجولاہ مگس را گویند کہ عربیؑ آن عنکبوت است - جولا ہم ہمان

۱- میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں: "عجیب اتفاق ہے - آج ... دوپہر کو رضی الدین نیشاپوری کا کلام ایک شخص بیچتا ہوا لایا - میں تو کتاب دیکھ لیتا ہوں، مول نہیں لیتا - خیر صاحب میں نے اس کو کھولا، اس ورق میں یہ مطلع نکلا:

اگر بہ گنج گہر بیلم ارفتاد چہ باک کہ فیض جود ترا از برای آن دارم"

جولاہ است کہ ہای ثانی دران افزوده اند، مثلِ بیخار ۂ بیجاره
این جا پا لغزی است کہ بسیار فرزانگان را افتاده است۔
درین چنین الفاظ ہای آخر را تای تانیث می اندیشند و مرد
را بیکس و زن را بیکسہ می نویسند، حال آنکہ در الفاظِ فارسی
این قاعدہ ہیچ گونہ امضائی نتواند پذیرفت؛ بلکہ فارسیان
در الفاظِ عربی نیز تصرف کردہ ہا در آخرِ لفظ آرند و تانیث
منظور ندارند، چنانکہ موج و موجہ و معشوق و معشوقہ ہمان
موج و ہمان معشوق، نہ این کہ مرد را معشوق گویند و زن را
معشوقہ۔ و گواہِ من درین دعوی ازین رباعی شعرِ ثانی
است۔ و این رباعی از میرزا محمد قلی سلیم طہرانی است شعر

مفلس چو شدیم، رو بہ دیوار دیم
معشوقۂ روزِ بینوائی است خدا

کوتاہیِ سخن . . . جولاہ لغت است و جولاہہ مزید علیہ و جولہ
مخفف۔ (فش، ق)

جوہر: معرب گوہر است . . . در عربی مقابلِ عرض است۔ (فش، ق)

جوہرِ تیغ: پلارک۔

جہت: ناحیہ، سوی، طرف۔

جی: بکسرهٔ جیم و یای معروف، در فارسی بمعنی لطیف و مقدس و در هندی بمعنی روح و حیات آید. (فش، ق)

چینه چینه کردن ابرو: آن است که تارهای زه بیند را ریزه ریزه کرده بر ابرو فشانند. (م)

چ

چالو : بضمهٔ تای قرشت، ریسمانی است که مجرم را بدان ببندند آویزند، تا خفه شود و بمیرد - و آن را پهانسی گویند - (سپ، د)

چارسو: چوک - (د)

چالیاک : بیای معروف، نام بازیچه ایست - هندیِ آن گلی ڈنڈا[1] - (سپ)

چامه : غزل[2] - چامه سرائی، غزل خوانی - (سپ، د، فش، تن، م)

چانه : بمعنیِ استخوان زیر زنخ - (سپ)

چاوش : بروزنِ طاؤس - نقیب - (م)

چاه : کنوان - (تن)

۱- دری کشا : ۲۷، بواو معروف هست -

۲- لغت فرس : ۵۴۴، بمعنی شعر مطلقاً و در نسخهٔ دیگر : بیت شعر و سرود -

چُپُش: بفتحِ جیم و بای فارسی مضموم، گوسپندِ یک سالہ را گویند۔[1] (پ)

چرا: کیوں۔ (قن)

چراغ از چشم جستن: عبارت از حالتی است کہ در وقتِ رسیدنِ صدمہ قوی کہ بر دماغ روی دہد۔ (پ)

چراگاہ: کنام۔

چرخ: آسمان، فلک، چنبرِ واژگونہ، گردون۔ (د، قن)

چرگر: بجیم فارسی مفتوح و کافِ پارسی مفتوح، ترجمہ مُغَنّی و مطرب و مرادفِ خُنیاگر و رامشگر است۔[2] (د، فش، ق)

۱۔ انجمن آرا: بروزنِ طپش۔

۲۔ میرزا صاحب کی رای یہ ہے کہ صاحب برہانِ قاطع کا یہ لکھنا غلط ہے کہ چرگر کے دو معنی ہیں: مغنی اور مغنی۔ مغنی کا فارسی ترجمہ ''چرگر'' (بواوِ مفتوح و ساوی) ہے۔ لیکن اسدی طوسی نے لغتِ فرس ص ۱۶۲ میں لکھا ہے کہ چرگر، سرودگو اور مغنی دونوں معنی رکھتا ہے، اور پہلے معنی کی مثال میں زینبی کا یہ شعر نقل کیا ہے:

بوسہ و نظرت حلال باشد، یاری ۔ جستن دارم بر این سخن تو دو چرگر

رشیدی کی رای میں اولاً تو یہ لفظ بضمِ جیم فارسی ہے، دوم اس کے معنی مغنی ہیں، مغنی تصحیف سے پیدا ہوا ہے۔ سروری نے بمعنی مغنی و مطرب لکھا ہے۔ صاحب انجمن آرای ناصری نے رشیدی و سروری کے اقوال نقل کر کے لکھ دیا ہے کہ ''در باب مغنی و مغنی تصحیف خوانی شدہ است، معنی درستی بدست نیامدہ است''۔ خان آرزو نے سراج اللغۃ میں بوزنِ سرور لکھ کر یہ بتایا ہے کہ میری رای میں یہ چارہ گر کا مخفف ہے، صاحب چکم دینی (مغنی) کے معنی مجازی ہیں اور معنی مغنی کی تصحیف ہے

چسپیدن: بجیم مفتوحِ فارسی، چسپید، چسپیدہ، چسپد، چسپندہ، چسپ۔ (پ)

چشم: آنکھ۔ (فن)

چشم بچیزی سیاہ کردن: بمعنیٔ طمع کردن وران چیز۔ (پ)

چشم روشنی: بمعنیٔ تہنیت و مبارکباد۔ (پ، د، م)

چقماق: در ترکی، آتش زنہ۔

چک: بجیم فارسیٔ مفتوح، امر است از چکیدن، و بمعنیٔ قبالہ نیز آید، و قفای سر را نیز گویند۔ (پ)

چکسہ: بجیم فارسیٔ مفتوحِ بکافِ پیوستہ و سینِ مفتوحِ بہای زدہ کاغذی فرو پیچیدہ کہ آن را بہندی "پڑیا" گویند۔ (پ، فن)

چکیدن: ٹپکنا۔ (فن)

چگامہ: قصیدہ۔ (د، فش، ق)

چگل: ظرفی را کہ بہرِ نگاہداشتنِ آب از چرم سازند، در فارسی بجیم فارسیٔ مفتوح و کافِ فارسیٔ مفتوح، و در ہندی چھاگل بہ افزودنِ الف و ہای ہوز در میانۂ جیم و گاف و چگل یا فارسیٔ مستحدث است یا معرّب۔ (فش)

چلب: بجیم فارسی، ہندیٔ آن جھانجھ است۔ و آن را

بفارسی چلاجل نیز گویند[1] (پ، فن)

چلغد: چلتہ - (م)

چم: بجیم فارسیٔ مکسور، بمعنیٔ مستی - (د، فش، ق)

چمانی: بمعنیٔ ساقی - (بہ)

چمر: بہر دو فتحہ، بزبانِ دری یا ہویدا و نمودار و آشکار مترادف بالمعنی است - (فش، ق)

چمن از چشم چکیدن: خونفشانیٔ چشم - (آ - خ)

چمیدن[2]: چمید، چمیدہ، چمد، چم، چمندہ - (پ)

چنبر واژگونہ: آسمان - (د)

چنگالی[3]: مالیدہ را گویند کہ ملیدہ مخفف آنست۔ و ہمین شہرت دارد - (فش، ق)

چہ: کہنا - (فن)

چہرہ شدن: بمعنیٔ مقابل شدن و مقابلہ کردن - (پ، د)

چہل: چالیس - (فش)

چیدن: چید، چیدہ، چیند، چینندہ، چین - (پ)

چیرگی: غلبہ - (د)

چیلوو: باعرابِ مجہولہ، بمعنیٔ پل صراط - (فش، ق)

۱- چلاجل عربی ہے فارسی نہیں، اور جُلجُل بضم ہر دو جیم گھونگرو کو کہتے ہیں۔ پس چلاجل کے معنی پاؤں میں پہننے کے گھونگرو یا پازیب ہوئے۔

۲- میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں: "چمید صیغہ ماضی کا ہے چمیدن سے اور چمیدن ایک مصدر ہے صحیح اور مسلم۔ چمد مضارع، چم امر" (آ - خ)

۳- انجمن آرای ناصری میں چنگال لکھا ہے

ح

حارِث : بمعنیٰ کشاورز ۔ (فش ، ق)

حارِس : بمعنیٰ نگہبان ۔ (فش ، ق)

حَاشَ ، وحَاشَ لِلّٰہ : پارسیوں نے از راہ تصرف کے بمعنیٰ زنہار قرار دیا ہے ، یعنی تاکید۔ اگر منفی پر آئے ، تو نفی کی تاکید اور مثبت پر آئے تو اثبات کی تاکید (عس)

حاکم : کارکیا ، کنارنگ ، مرزبان ۔

حاکمِ شہر : شہرکیا ۔

حالَ : جاور ۔ حال کی جگہ حالات یا احوال لکھنا فصیح نہیں ہے خصوصًا احوال کہ بمعنیٰ واحد مستعمل ہے ۔ اور یہ استعمال یہاں تک پہنچا ہے کہ احوال بمعنیٰ جمع مستعمل نہیں ہوتا ۔ (آ ، د ، م)

حاملہ : آبستن، آبستنی، زنِ باردار۔

حائض : دُشتان ۔

حائک : جولاہ، جولہ، بافندہ، پای باف، ہمگر، جلاہہ۔

حجامت : آژدن، خستنِ تن با سترہ ۔

حدید : آہن، لوہا۔ (قن)

حرب : جنگ، لڑائی۔ (قن)

حریف : بمعنی دوست کے بھی مستعمل ہے ۔ (ع)

حشوِ قبا : آگنہ۔

حشوِ نہالی : آگنہ، تونشاسہ، جغبت ۔

حصہ : بخش ۔ بہرہ ۔

حضرت : زگاہ، بارگاہ، تیمار، شفتہ۔

حفظِ وضع : پاساد ۔

حقیقت : آمیغ۔ حقیقی : آمیغی ۔

حکمت : فرزیود۔

حکومت : کارکیائی ۔

حَمَل : برّہ، مینگھ۔

حُنجُرہ : گلا۔ (قن)

حنظل: شرنگ، اندرابن۔

حوت: ماہی، مچھلی۔ (تن)

حور: بمعنی حورا کے اہل فارس اس کو صیغہ واحد کا قرار دیکر
الف نون کے ساتھ اس کی جمع لاتے ہیں۔ سعدی کہتا
ہے:

حوران بہشتی را دوزخ بود اعراف
از دوزخیان پرس، کہ اعراف بہشت است

بلکہ حور کو حوری کہہ کر اس کی جمع حوریاں لاتے ہیں۔
حافظ کہتا ہے:

حوریان رقص کنان ساغر مستانہ زدند (آ)

حیات: زندگانی۔ (فن)

خ

خاتم : انگشتری۔ بمعنیٔ نگین غلط ۔ (آ)

خاتم بندی : پرچین کاری۔

خاتون : بانو، بنّو۔

خاد : زغن، غلیواز، چیل۔ (فن)

خار : کانٹا۔ (فن)

خار پیرہن ریختن : بمعنیٔ بیقرار کردن ۔ (پ)

خاریدن : .لی واو، خارید، خاریدہ، خارد، خارندہ، خار (پ)

خاستن : .لی واو، خاست، خاستہ، خیزد، خیزندہ، خیز (پ)

خاص، خاصہ : ویژہ خاصگان، ویژگان ۔

خاک : بمعنیٔ مٹی (د.ک)

خاکروب: پاکار۔

خاکم بدہن: واسطے اقوال کے ہے۔ جب کوئی کلمۂ کروہِ طبع کہتے ہیں، "تو خاکم بدہن" کہہ لیتے ہیں۔ عمرِ خیام ؂

برخاک بہ تخنی میٔ ناب مرا
خاکم بدہن، مگر تو مستی، ربی

اور "خاکم بسر" اور "خاکم بفرق" عام ہے، جیسا کہ میں ایک شہزادے کے مرثیے میں کہتا ہوں:

ای اہلِ شہر مدفنِ این دودمان کجاست؟
خاکم بفرق، خوابگہِ خسروان کجاست؟ (آ)

خاگینہ: خاگینہ، خورشِ مرغوب و مشہور۔ (فش، ق)

خالص: ناب، ویژہ۔

خالقِ معنی: بمعنیٔ معنی آفرین۔ (خ)

خالی: تہی ست۔

خاموش: چپ۔ (فن)

خاموش شدن: مغز در سر کردن۔ (پ)

خامہ: قلم۔ (فن) خانقاہ: سنجرستان۔

خانہ: کدہ، گھر۔ (فش، ق، فن)

خانۂ تابستانی: پروار۔

خانۂ عنکبوت: نسیج، تنیدۂ عنکبوت۔

خانۂ کاہ: کومہ، کازہ، چھپّر

خانۂ گِل: کازہ، مٹی کا گھر۔

خاوَر: بمعنی مشرق است۔ (د، قغ، قش، ق، م)

خایہ وخایک: باضافۂ کاف تصغیر بیضہ را گویند۔ خاگینہ
کہ نانخورشی است مرغوب و مشہور، مرکب این است،
چون زرینہ و سیمینہ۔ بسبب کثرت استعمال، یای تحتانی
ازمیان رفتہ و خاگینہ ماندہ۔ یا آنکہ بسبب کراہیت لفظ
خایہ، یای تحتانی از میان برانداختہ اند۔ می باید فہمید کہ
بروایتی ضعیف، بیضۂ مرغ را خاگ گویند۔ و چون تبدیل
ہای ہوز بکاف تخذ و ستور است، خاگ نیز بتوان گفت،
و خاگینہ را ازین اسم مرکب توان دانست۔ (خق، ق)

خبرِ خوش: مژدہ، نوید، تہنیت۔

خَجالَت: شرمندگی۔ (ع)

خداوند: کی، کیا۔ خداوندگار: کار کیا۔

خدابخش: بخشیدۂ خدا۔ (فن، ق)

خدائی: ایسا خدا۔ (عس)

خر: الاغ، گدھا۔ (ق)

خرابہ: مزید علیہ، اصل لغت عربی الاصل بمعنیٔ ویران و ویرانہ، ہندی ادجڑ۔ (مع)

خراج: ساو، باج۔

خرامان: نازاں، گرازاں۔

خرچنگ: سرطان۔ (د)

خُرد: بضمِ مضموم بی واو، دقیقہ، نقدی۔ (تیغ)

خُرہ: بہای مضموم ورای مفتوح وہای مختفی، نورِ قاہر را گویند واز ین جاست کہ خور اسم آفتاب ہست۔ وخشید بشین مکسور و یای معروف در آخرِ آنہ افزودہ اند مثل جم وجمشید۔ باید دانست کہ شید بمعنی با فروغ ستخدا ست۔

۱۔ ایک خط میں میرزا صاحب لکھتے ہیں: "وہ پارسیِ قدیم جو ہوشنگ وجمشید وکیخسرو کے عہد میں مروج تھی، اس میں خرہ بہای مضموم نورِ قاہر کو کہتے ہیں۔" اور چونکہ پارسیوں کی دید و دانست میں بعد خدا کے آفتاب سے زیادہ کوئی بزرگ نہیں ہے، اس واسطے آفتاب کو خور لکھا اور

شید کا لفظ بڑھا دیا۔ شید بشینِ مکسور و یائی معروف بروزنِ عید، روشنی کو کہتے ہیں۔ یعنی یہ اُس نورِ قاہرِ ایزدی کی روشنی ہے۔ خر اور خرشید یہ دونوں اسم آفتاب کے ٹھہرے۔ جب عرب و عجم مل گئے، تو اکابرِ عرب نے کہ وہ منبعِ علوم ہوئے، واسطے رفعِ التباس کے خر میں واوِ معدولہ بڑھا کر خور لکھنا شروع کیا۔ ہر آئینہ متاخرین نے اس قاعدے کو پسند کیا اور منظور کیا۔ اور فی الحقیقت یہ قاعدہ بہت مستحسن ہے۔ فقیر خرجان بے اضافۂ لفظِ شید لکھتا ہے، موافق قانونِ علمائی عرب بواوِ معدولہ لکھتا ہے، یعنی خورد۔ اور جہاں باضافۂ لفظِ شید لکھتا ہے، وہاں بہ پیروی بزرگانِ پارسی سرِ لفظ خور کو بے واو لکھتا ہے، یعنی خرشید۔ خور کا قافیہ دَر اور بَر کے ساتھ جائز اور روا ہے۔ خود میں نے دو چار جگہ باندھا ہوگا۔ وہاں میں بے واو کیوں لکھوں۔ رہا خورشید، چاہو بے واو لکھو، چاہو مع الواو لکھو۔ میں بے واو لکھتا ہوں، مگر مع الواو کو غلط نہیں جانتا اور خر کو کبھی بے واو نہ لکھوں گا، قافیہ ہو یا نہ ہو، یعنی نظم میں وسطِ شعر میں آپڑے یا نثر کی عبارت میں واقع ہو، خور لکھوں گا۔

یہ بات بھی تم کو معلوم رہے کہ جس طرح خُر ترجمہ نورِ قاہر کا ہے، اسی طرح جم ترجمہ قادر کا ہے کہ باضافۂ لفظ شید اسم شہنشاہِ وقت قرار پایا ہے۔ (رخ ۱۳۵)

دیگر ہم بدین صورت یعنی، خُرہ، بخای مضموم بمعنی صوبہ و ضلع نیز آمدہ است - چنانکہ در قلمرو ایران کہ بر پنج صوبہ مشتمل است، خُرۂ استخر و خرۂ اردشیر و خرۂ داراب و خرۂ قباد و خرۂ شاپور نویسند -

و خَرہ بخای مفتوح و ہای اخفای حرکت کُہارۂ کنجد و بذر دیگر را گویند - و آن چیزیست کہ پس از کشیدن روغن باز ماند - و درین لغت رای قرشت را ہم بتخفیف تلفظ خوانند و ہم بتشدید - (فش، ق)

خزان: پائیز، برگ ریز -

خزیدن: خزید، خزیده، خزد، خزنده، خز (پ)

خس بدندان گرفتن: بمعنی زینہار خواستن، اظہارِ عجز - (ب ع)

خشتن: خشت، خستہ، تر شدہ - این را مضارع نبود - (پ)

خستو: بمعنی اقرار کنندہ - (پ)

خُسُر: پدرزن، بفکِ اضافت پسر[2] - (آ)

۱- دری کشا: ۲۹ میں بفتح اول و ضم تا و واوِ معروف لکھا ہے -

۲- لغت فرس: ۱۳۵ و دری کشا: ۳۰، میں لکھا ہے "خُسر بضم اول و ثالث و واوِ معروف، پدرزن، پدر شوہر، مادر زن، مادر شوہر"-

خُسران: بمعنی نقصان۔ (ح)
خِشت: اینٹ۔ خشتِ شراب: مہرِ خُم۔ (قن)
خشک دامن: بمعنی متورع و پرہیزگار است۔ (قن، ق)
خَشم: غصہ، بے خوئی۔
خَشن خانہ: خانہ را گویند کہ بیابانیان از نمد و پلاس دگلیم سازند
و خشن خانہ ماندن جای مفلسان۔ (قن، ق)
خُصوصًا: دیژہ۔
خط کشیدن: مطلق بمعنی باطل کردن و محو کردن چیزی باشد۔
(پ)
خط بہ بینی کشیدن: عبارتست ازان کہ اقرار بعجز خود کنند
(پ)
خط دادن: اقرار و اعتراف کردن۔ (پ)
خطاب: مہر خوان[۱]۔

۱۔ میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں: "خطاب کے مراتب میں پہلے تو
خانی کا خطاب ہے، اور یہ بہت ضعیف اور بہت کم ہے۔ مثلاً ایک
شخص کا نام ہے میر محمد علی یا شیخ محمد علی یا محمد علی بیگ، اور اس کو خانی بھی قانی
نہیں حاصل۔ پس جب اس کو بادشاہِ وقت محمد علی خان کہدے، تو

خطوطِ شعاعی: یعنی سورج کی کرن۔ (آ)

خفتن: سونا۔ خفت، خفتہ، خسپد، خسپندہ، خسپ، وخسپیدن مصدرِ مضارعی۔ و این کہ خوابیدن نیز بمعنی دارد، اصل این است کہ خواب اسمِ جامد است در پارسی بمعنی نوم۔ وآن را متصرف گردانیدہ اند۔ و این چنین در پارسی بسیار است۔ اما این کہ قبلۂ اہلِ سخن سعدی شیرازی در بوستان میفرماید۔ شعر

شتر بچہ با مادرِ خویش گفت ۔ پس از رفتن آخر زمانی بخفت

بقیہ صفحہ ۱۰۴ گو یا اُس کو خانی کا خطاب ملا۔ اور جو شخص کہ اُس کا اصلی نام محمد علی خان ہے، یا تو وہ قوم افغان (سے) ہے، یا خانی اُس کو خاندانی ہے، بادشاہ نے اُس کو محمد علی خان بہادر کہا۔ پس یہ خطاب بہادری کا ہے۔ اس کو بہادری کا خطاب کہتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر خطاب دولگی کا ہے۔ یعنی مثلاً محمد علی خان بہادر، اُس کو منیر الدولہ محمد علی خان بہادر کہا۔ اب یہ خطاب دولگی کا ہوا۔ اس کو بہادری کا خطاب نہیں کہتے۔ اب اس خطاب پر افزایش جنگ کی ہوتی ہے۔ منیر الدولہ محمد علی خان بہادر شوکت جنگ۔ ابھی خطاب پورا نہیں ہوا۔ پورا جب ہوگا کہ جب ملک بھی ہو۔ پس پورے خطاب کو خطابِ بہادری کہنا غلط ہے (آ۔خ)

ازین جا گمان کردہ می شود کہ مگر مضارعِ خفتن، خفتد خواہد بود کہ شیخ امر آن را بخفت استعمال کردہ۔ سخن این است کہ این از بہرِ ضرورتِ قافیہ شعر است، ورنہ ماضی و امر بیک صورت نمی تواند بود۔ (بہ، قن)

خفچاق: نام دشتی است کہ در اقصای ترکستان است۔ و آن دشت مسکن و موطن ترکان است۔ (فق، ق)

خلاصہ: اردو میں، زبدہ، وغیرہ۔

خلج: نام ایلی است از مغول۔ (فق، ق)

خلخال: جھانجن۔ (دہلی اردو اخبار)

خم: مٹکا۔ (قن)

خم و چم: ہندوستان کے باتونی لوگوں کو خم و چم بولتے سنا ہے۔ آج تک کسی نظم و نثر فارسی میں یہ لفظ نہیں دیکھا۔ لفظ پیارا مجھ کو بھی پسند، مگر کیا کروں، جو اپنے پیشواؤں سے نہ سنا ہو، اُس کو کیونکر صحیح جانوں۔ (آ)

خموشیدن: تن زدن۔

خمیازہ: چیزیست کہ آن را در اردو انگڑائی گویند۔ (فق، ق، قن)

خندق: کھائی گندہ کہ صیغہ مفعول است از کندن یعنی خندق آبہ و گویند کہ خندق معرب است۔ (فق، قن)

خندۂ دندان نما: اُس ہنسی کو کہتے ہیں جو تبسم سے بڑھ کر ہو
اور اُس میں دانت ہنسنے والے کے دکھائی دیں۔ (آ)

خندیدن: ہنسنا۔ (قن) خنزیر: گراز، خوک

خنیاگر: چرگر، رامشگر، مغنی، مطرب۔ (آ، بر)

خواستن: بواو معدولہ، چاہنا۔ خواستن، خواستہ، خواہد،
خواہندہ، خواہ۔ (بہ، قن)

خواندن: خواند، خواندہ، خواند بحرکتہ نون۔ خوانندہ، خواں (بہ)

خواہش: آرزوی اشتیاق، شادخواست۔

خوب: فرو ہیدہ، اچھا۔

خودستائی
خودنمائی } سپاہی زدن۔

خوردن: بواو معدولہ، خورد، خوردہ، بواو صیغہ مفعول خوردن
خورد بحرکتہ را، خورندہ، خور، امراین باضافہ الف
نیز آید۔ (بہا، تیغ)

خورہ: بواو معدولہ، جذام، واسم مرضی است کہ آن را
داء الثعلب گویند۔ وآن فروریختن موی ریش و بروت
وابرو است درانتہای جذام۔ و نیز اسم کرمی است

کہ آن را در عربی آزمنہ نامند۔ (فق، ق)

خوشہ: برنج، سنبلہ، کتّیان۔ (د) خوک: گراز۔ خنزیر۔

خوی: بواوِ معدولہ و تحتانی، ترجمۂ عرق۔ (فق، ق)

خوی گیر: نمدِ زین را گویند کہ اسمِ دیگرِ آن تکلتو است ودر عرفِ اہلِ ہند خوگیر اسمِ اوست۔ (فق، ق)

خویلہ: بیای تحتانی بعد از واو ... ہمان لفظ است کہ بای واوِ معدولہ و الف در آخر زبان زد زنانِ ہند است یعنی خیلا۔ و این از توافقِ لسانین نیست۔ بعد استیلای مغول در ہند، چون مردم این قلمرو شنیدند، یاد گرفتند و تلفظِ واوِ معدولہ منظور نداشتہ بحسبِ ساعتِ خویش احمق و ناہموار را خیلا گفتند۔ (فق، ق)

خہی: آشتا، اینتا۔

خیارہ: ککڑی۔ (فق)

خیش خانہ: بیای تحتانی مجہول بروزنِ پیش خانہ، خانہ کہ از جامہ تنک سازند۔ و آن خانہ را بپاشیدنِ آب تر دارند۔ خیش خانہ آرامگاہِ صیفان است۔ (فق، ق)

خیکسا: بجای کسرہ، بکھال۔ (د)

د

دادخواه : کاغذی پیرہن - دادخواہی، جامۂ کاغذی پوشیدن
استغاثہ، مشغل بکف گرفتن -

دادستای : انصاف کی تعریف کرنے والا - (د)

دادن : داد، دادہ، دِہد، دِہندہ، دہ - (پ)

داروغۂ توشک خانہ : تحویلدار -

داس : ہندی آن درانتی - (پ، فن)

داشتن : رکھنا - داشت، داشتہ، دارد، دارندہ، دار صیغۂ
امراست از داشتن - اہلِ زبان بمعنی بایستن بھی استعمال
کرتے ہیں - ظہوری :

گر اسیرِ زلف و کاکل گفتہ باشم خویش را
گفتہ باشم، این قدر بر خویش پیچیدن چرا
(آ، سپ، فش، ق، فن)

داغ: دھبّا۔ (ق)

دام: جال۔ (ق)

دامن بدندان گرفتن: عجز کردن، و آمادۂ گریز شدن۔ (پ)

دامن زیرِ سنگ آمدن } عبارت از درماندہ شدن و عاجز
دامن زیرِ کوہ آمدن } شدن۔ (پ)

دانستن: دانست، دانستہ، داند، دانندہ، دان۔ دانم
صیغۂ متکلم است از مضارع دانستن۔ (پ، ش، ق)

دانگ: در جہانگیری اسم خورشی است کہ در شادیِ دندان
برآوردنِ کودکانِ سیر خوار پزند۔ (ش، ق)

داء الثعلب: خورہ۔

دایہ: زنِ شیر دہندہ را در عربی "مرضعہ" و در فارسی "دایہ"
و در ہندی "دائی" و "دھائی" بدالِ مختلط التلفظ بہای
ہوز و در روزمرۂ اردو "انّا" گویند بر وزنِ "بنّا" کہ
مرادفِ معمار است۔ (ش، ق)

دبدبہ: شکوہ۔

دختر: در ہندوستان "چھوکری" گویند بجیم فارسی مختلط التلفظ
و واوِ مجہول۔ (ش، ق)

دَخمہ : بدالِ مفتوح، قبرستان۔ (د، قغ)

دَر : بدالِ مفتوح برای فرشتہ زدہ، بزبانِ پہلوی درتشریجای باب آبد۔ وصیغۂ امر ست از دریدن۔ (فش، ق)

دَرا : گھنٹال۔ (ق)

در آب و آتش بودن : اشارہ بافراطِ زحمت و رنج۔ (پ)

دَرّاعہ : اصل لغت مشدّد ہے۔۔۔ مخفف بھی باندھتے ہیں (آ، ج)

دَرایش : بدالِ مفتوحہ[2]، تاثیر۔ (د)

در پسِ زانو نشستن : مراقبہ راگویند و تلمذ واستفادہ را۔ (پ)

درجۂ عمارت : اشکوب۔

درخط شدن : عبارت از شرمندہ شدن و درہم گشتن۔ (پ)

درخواہ : درخواست۔ (د)

درخود فرو رفتن : بمعنیٔ متفکر و متحیر بودن۔ (پ)

۱۔ لغتِ فرس : ۴۷۴ میں گورخانۂ گبران لکھا ہے، جو زیادہ صحیح تعبیر ہے
عام گورگاہ کا مفہوم تو قبرستان سے ادا ہوتا ہے اس لیے کہ آتش پرستوں
میں مردے کو قبر میں دفن نہیں کرتے اور یہ دخمے سے ادا ہوتا ہے کیونکہ
مکانوں میں مردے کو کسی عمارت کے طاق میں نہیں رکھتے۔

۲۔ مطبوعہ دستنبو کے حاشیے پر غالب نے اپنے قلم سے "بالفتحہ دال" لکھا ہے۔ مگر
دری کشا : ۲۷۲، میں بکسرِ اول درج ہے۔

دُردِ شراب : لای ۔

دَرَشت : بہر دو فتحہ[1] اشرفی ۔ (د، فغ)

در فراز کردن : بستن در ۔

درگیرنده : مُحتوی ۔ (د)

درمانده شدن : دامن زیر سنگ آمدن، دامن زیر کوه آمدن ۔

دَرْوا ۔ اندروا، سرنگون، مُعلّق ۔ (پ، د)

درودن : بفتح دال وضم را[2]، درود، درودہ، بِدَرَود بکسر دال وفتح را، درونده، بدرو ۔ (پ)

دُروغ : سماست ۔

دُرُدن : بدال مضموم ورای مضموم دوا و مرد دشت، لودن جنون آنچه برخوردنی و آشامیدنی دهند ۔ ہر آئینہ دربارۂ دُردن، کارگر افتادن و کارگر نیفتادن سرایند، یعنی تاثیر و عدم تاثیر ۔ (فق، ق)

دُرُونده : بدالِ ابجد مضموم بوزنِ آژنده و خرسنده، مردِ بیگانہ کیش، مخالفِ ملتِ خویش را گویند ۔ (فق، ق)

۱۔ رشیدی، سراج اللغۃ اور انجمن آرای ناصری میں بضم دال و را لکھا ہے۔

۲۔ رشیدی، سراج اللغۃ اور انجمن آرای میں بضم دال و را لکھا ہے۔

درہم گشتن : درخلط شدن۔

دریچہ[1] : کھڑکی۔ در کوچک کہ تازیان غرفہ گویند۔ طغرای مشہدی :

روز و شب دریچۂ مشرق و مغرب باز است

ورنہ از تنگیٔ این خانہ نفس می گیرد

(فش، ق، قن)

دری خانہ : دیوان خاص۔ (د)

دریدن : فتاریدن، فتریدن، فتالیدن، فتلیدن، پھاڑنا۔ (قن)

دریغ[2] : افسوس۔

دریوزہ گر : کاسہ گردان۔

دزد : شبرو، چور۔ (قن)

دزد افشار : کسی را گویند کہ دزد را با مال بگیرد و چیزی از وی بزور بستاند و بگذارد۔

۱۔ انجمن آرای ناصری میں لکھا ہے کہ اصل لغت دریچہ بکسر را ہے۔ اہل زبان حروف کی طرح حرکت میں بھی تغیر و تبدل کر دیتے ہیں طغرا کے شعر میں دریچہ، بحرکت یا، اسی قبیل سے ہے۔

۲۔ دری کتاب : ۳۳، میں بکسر اول و تحتانی و مجہول ضبط کیا ہے۔

و این لفظ مرکب است از دزد و افشار که صیغهٔ امر ست از افشردن بمعنیٔ افشرندهٔ دزد۔ و ترجمهٔ آن در ہندی "چور کا نچوڑنے والا"، یعنی چنانکہ بہیچ و تاب دادن از جامهٔ نمناک آب گیرند، ہمچنین مال از دزد گرفت۔
(ش، ق)

دِژ: بدال مکسور[1] قلعه را گویند۔ (پ، د، ش)

دُژخیم: بروزن اقلیم[2]۔ بمعنی[3] بدخو۔ (م)

دِژَم: بدال مکسور و زای فارسی مفتوح، بروزن دِرَم، مخفف دژشوم و بد و تباه و زشت۔ (د، فخ، م)

۱۔ سراج اللغة میں لکھا ہے کہ "دِز بکسر قلعه۔ و بعض بزای فارسی گفته اول اصح است"۔ رشیدی اور انجمن آرا میں بھی زای ہوز ہی کو اختیار کیا ہے۔

۲۔ رشیدی نے لکھا ہے کہ یہ لفظ دژ بضم دال ہے۔ انجمن آرا رشیدی کا ہمخیال ہے۔ سراج اللغة میں لکھا ہے کہ دال پر زبر، زیر، پیش تینوں حرکتیں ہیں۔ اس لیے اس کے مرکبات میں بھی تینوں حرکتیں لغات میں پائی جاتی ہیں۔ مگر "دژخیم" کے تحت دژخیم کو بضم دال ہی لکھا ہے۔ اور یہی درست اور صحیح بھی ہے اس لیے کہ دژ اور دُش دونوں کے معنے بُرے کے ہیں اور خیم عادت کو کہتے ہیں۔

۳۔ رشیدی، سراج اور انجمن نے بضم دال لکھا ہے اور دژ سے مرکب بنایا ہے۔

دساتیر: صحیفہ چند است کہ بر پیمبرانِ پارس نازل شدہ است
و آن زبان بہیچ زبان مشابہ نیست ساسانِ پنجم آن را
در زبانِ پارسی تا آمیختہ بعربی ترجمہ کردہ است۔ (دق)

دستہ: ترجمہ ہے جس کی ہندی ہاتھ، اور بمعنی قسم و نوع
اور بمعنی سند بھی مستعمل ہے۔ (قن، ل)

دستار: پگڑی۔ (قن)

دَستان: بدالِ مفتوح بمعنی آوازِ خوش، افسانہ نہیں۔ دستان
کے تین معنی ہیں: ایک تو رستم کے باپ کا نام، اور وہ علم
ہے۔ دوسرے ... تیسرے آوازِ خوش۔ اور یہ جو بلبل
کو ہزار داستان کہتے ہیں، سوتی اور فردا یہ لوگ کہتے ہیں
صحیح ہزار دستان ہے، یعنی بہت طرح کی آوازیں بولتا ہے
(اجگع)

دستِ برنجن: پارہ، کڑا۔

دست بند زدن: بمعنی فراہم آمدن گروہی از انسان خواہ
از حیوان۔ (دپ)

دست بہم دادن: بمعنی میسر آمدن۔ (دپ)

دستِ مرنجاد: دعا۔ (د)

دست زیر تیغ داشتن } اشارہ بحالتِ تحیر و سکوت است
دست ستون تیغ گشتن } (پ)

دست و دہن آب کشیدن: یعنی شستن دست و دہن۔ (پ)

دستور: بر نہاد، قاعدہ، قانون۔

دستوری: بمعنی رخصت و اجازت۔ (د، م)

دست یافتن: بمعنی غالب آمدن۔ (پ)

دشت: صحرا، جنگل۔ (فن)

دُشت: بدالِ مضموم، بی تغیرِ صورت در ہر دو زبان بمعنی مکروہ طبع و ناپاک۔ (فش، ق)

دِشتا: بروزنِ زِشتا، در ہندی بمعنی نگاہ۔ (فش، ق)

دُشتان[1]: بدالِ مضموم، زنِ حائض۔ مرکب از دُشت بضمِ دال بمعنی زشت و نجس، و الف و نون حالیہ۔ (د، فش، ق)

دُشتی ارگرہ بکافِ پارسیِ مکسور۔۔۔ اسم شہریست کہ بر قرا

۱۔ انجمن آرا میں بفتح دال لکھا ہے۔ سراج میں بالفتح لکھ کر یہ بھی کہا ہے کہ "می تواند کہ بضمِ اول باشد مرکب از دُشت بمعنی زشت و بد و الف و نون نسبتی، یعنی کسی کہ منسوب بہ بد و زشتی است۔"

کوہی آباد کردہ اند ـ ہما تا گر تخفیف گردد، و گرد با دیوار فادۂ
معنی تلدیر بمعنی شہر تبریز می آید ـ و دشخوار گر از آن گفتند کہ
آن کوہ بلند رہگذر ہای دشوار گزار دارد ـ (فش، ق)

دِشِشت : بروزن پرِشت یعنی بہر دو کسرہ،* در فارسی چیزی
کہ حسِ بصر مدرکِ آن تواند بود ـ (فش، ق)

دفترِ حساب : اوار، اوارجہ ـ

دقیقہ : خردہ ـ

دل : ترجمۂ قلب، و استعارۂ وسط، متن ـ (فش، ق)

دلیل : پاسبر، رہنما، رہبر ـ

دماغہ : کلاہی کہ بر سرِ باز و شاہین نہند ـ (پ)

دم گرفتن : کمر پیچ کردن، کمر راست کردن ـ

دمیدن : اُگنا ـ دمید، دمیدہ، دمیدہ ای، دمندہ، دمندہ، دم ـ (پ، ق)

دندان : دانت ـ (ق)

دو پیکر : جوزا ـ (د)

دو تخمہ : آکدیش، مجنس ـ

دوچار شدن : بہم رسیدن دو کس را باعتبارِ آن کہ دو چشم

---

* دری کشا : دِشِشت بکسر اول و دوم بمعنی مہندس ـ

چوں باد و چشمِ دگر پیوستہ ہر آئینہ چاچ شود، در چار شدن گویند۔ واین معنی وقتی حاصل آید کہ بعد از دال واو نویسند تا تلفظ پدید آید۔ (فش، ق)

دوختن: سینا۔ دوختنا، دوختہ، دوزد، دوزندہ، دوز (پ، قن)

دود: دھواں۔ (قن)

دودِلہ: متفکر، مشوش۔ (د)

دُودَہ: گھرانا۔ (د، تغ)

دورباش: ممانعت۔ (د)

دوروئی: بمعنی تند رستی۔ (بہ، م)

دوش: کل کی رات، کندھا۔ (قن)

دوشیدن: دوشید، دوشیدہ، دوشد، دوشندہ، دوش (پ)

دُوک: تکلا (قن)

دول: بمعنی ظرفی کہ بدان از چاہ آب کشند، فارسی ہا یا ستانیست کہ در ہندی بیال تقلیہ شہرت دارد (فش، ق)

دویدن: دوید، دویدہ، دود، دوندہ، دو۔ (پ)

دویم: بروزن جویم غلط۔ دُوُم ہے بغیر تحتانی بالفرض تحتانی بھی

لکھیں گے، تو دُیم پڑھیں گے۔ اگرچہ لکھیں گے دویم۔ واو کا اعلان ٹکسال باہر ہے۔ ہاں، دومی درست ہے۔ مگر نہ بحذفِ تحتانی مثلِ زمین بحذفِ نون، بلکہ بطریقِ قلبِ بعض دویم کا دومی ہوگیا۔ (آ، خ، دہ آک: ضحاک (د)

دھان دَرَہ: دم ساہان فائزہ است کہ بہندی جاتی گو بند ودر عربی تثاؤب و تمطی خوانند۔ (پ، فش، ق، قن)

دِہ کیا: مضاف اور مضاف الیہ مقلوب ہے۔ یعنی کیا ی دہ اور حاکم دہ، مالکِ دہ (آ، ق، م)

دی: بدال مکسور، روزِ گزشتہ۔ (د)

دیدن: دیکھنا مصدر ست۔ دید، دیدہ، بیند، بینندہ، بینا۔ (پ، فش، ق، قن)

دیرباز: بمعنی مدتِ کثیر است در ماضی۔ (فش، ق)

۱۔ رشیدی، سراج اور دریا کشا: ۴۳، میں لکھا ہے کہ آک کے معنی ہیں عیب۔ اس میں دس عیب تھے، اس لیے اس کا یہ نام پڑ گیا۔ میرزا صاحب نے اپنے قلم سے دستنبو کے حاشیے پر ضحاک کو بضمِ اول لکھ دیا ہے، جو سہوِ قلم ہے۔ صحیح بفتحِ ضاد ہے۔

دیریانہ: ترجمۂ بلی السیر است - بلی الحرکۃ - (فش، ق)

دِیس: بدالِ مکسور و یائے مجہول، لغتیست فارسی بمعنی مثل و مانند، و دیز بزائے ہوز بدلِ آنست چون اباز و ایاس - لاجرم معنی شبدیز مانا بشب ست - چون توسنِ خسرو پرویز سیاہ رنگ بود کہ آنرا در سرحدِ ہند مشکی نامند، آنرا شبدیز می گفتند - (فش، ق)

دیگدان: آتشدان، چولھا - (فن)

دیباس[1]: لغتی است دری و پہلوی، بمعنی توضیح و تفریح تیسار ساسانِ پنجم کہ ترجمۂ دساتیر رقم کردہ اند، دیباس را بمعنی توضیح چند جا آوردہ اند - (فش، ق)

دیوانگیِ محبت: یعنی وہ جنون جو فرطِ محبت میں بہم پہنچا - (مش)

۱- دری کشا: ۳۵، بکسرِ اول و تحتانیِ معروف بمعنی ترجمہ و توضیح
انجمن آرا کے مصنف کو اس لفظ کی تحقیق نہ ہو سکی -

ذ

ذَبْح : عبارت از گلو بریدن است۔ (فق، ق)

ذخیره : یخنی۔

ذَقَن : زنخ، ٹھوڑی۔ (فق)

ر

راد: بمعنی مرد کریم، سخی (پ، م)

راسته: سڑک۔ (د)

راشو: پیولا۔ (فن)

رامشگر: چیرگر، خنیاگر، مطرب، مغنی۔

راندن: راند، رانده، راند بحرکت نون، راننده، رانیدن (پ)

راه بر: قلاوز، راه نما۔ پاسبر، دلیل۔

راه خفته: و راه خوابیده، راهی را گویند که آمد و شد مردم
از آن راه شود، و هیچ کس در آن راه تردد نکند۔
(فن، ق)

راه نما: قلاوز، راه بر، پاسبر، دلیل۔

رایت: نشان۔

رُبان: لفظِ صحیح، رُبا مخفف۔ (آ، خ)

رُبع: پانو۔ (قن، ق)

رُت: بفتح، برہنہ و عریان، و بضم تہیدست و بینوا و برہنہ و خالی۔ (فش، ق)

رِجل: پا، پانو۔ (تیغ)

رُخ: گال۔ (قن)

رَخت: کاچار، کاچال۔

رخت آرایش کردن: بمعنیٔ رخت بدل کردن۔ (م)

رخشا و رخشان: ہر دو برای مہملۂ مفتوح است۔ بنای دعویٔ ما بر آن است کہ رخشیدن مصدری است از مصادر، و رخشد مضارع آن۔ و این تمام بحث بفتح رای قرشت است۔ بعد افگندن دال کہ علامت مضارع است۔ رخش باقی می ماند کہ کہ صیغۂ امر است چون الف در آخر آن در آرند، افادۂ معنیٔ فاعلیت می کند، مانندِ گویا و بینا و دانا۔ و ہم چنین چون در آخرِ صیغۂ امر الف و نون بیفزایند، معنیٔ حالیہ دہد

مثل گریان و خندان
دیگر باید دانست که این مصدر با مجموع مشتقات باضافۂ دال ساده نیز می آید یعنی درخشیدن، ہر آیینہ درخشا و درخشان[1] نیز گویند۔ رای غیر منقوط در ہر دو صورت مفتوح مقبول و مضموم مذموم است (ب، ش، ق)۔

رخنہ: روزن، چھید۔ (ش)

رَدَّہ: بہر دو فتحہ، صف، و ردہ ردہ، صف در صف۔ و خشتہای دیوار راکہ با ہمدگر بیا بہ نہند، نیز ردہ گویند (در فارسی)، و رَدَّہ بتشدید دال در ہندی۔ (ب، د، ش، ق، م)

ردیف: پیاوہ۔

رَژَہ: بتقدیم رای بی نقطہ بر زای نقطہ دار بفتحتین و مبدل منہ آن رَجَہ بجیم مفتوح، آنگنی۔ (ش، ق)

۱۔ لیکن فرہنگ انجمن آرای ناصری میں درخشان کو بضم دال و را لکھ کر بتایا ہے کہ "بفتح را و دال نیز گفتہ اند" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل ایران ضمہ کو ترجیح دیتے ہیں۔

۲۔ لغت فرس: ۵۰۲ / بزای فارسی رژہ۔

رُستاد: بروزنِ استاد، روزینہ، مرکب از رُستی و داد است۔ و رُستی، برای مفہوم، بمعنی با حضر، و داد صیغہ ماضی از دادن۔ و در این جا بمعنی مصدر در خور۔ بسبب کثرت استعمال رستاد شد۔ چون در دو حرف قریب المخرج برافگندن احد المتجانسین رسم است، رستاد ماند۔ (درفش، ق)

رُستن: برای مفہوم مصدر اصلی، رُستن، رستہ، روییدن، روئیدگی۔ و روئیدن مصدر مضارع نکلا ہوا روییدن سے جو رستن کا مضارع ہے۔ (پ، تیغ، ق)

رستخیز: یعنی قیامت۔ (رخ)

رستخیز اندازہ: قیامت کے مثل۔ (ن)

رَستن: بفتح را، رست، رستہ، چھٹا، پھندہ، رہ۔ و بکسرہا مضارع را مکسور می گرود۔ (پ)

۱۔ رشیدی، سراج اللغۃ، انجمن آرای اور ودی کشا: میں راستاد کا کھاتا لکھا ہے۔ اس لیے بفتح اول ہونا چاہیے۔

۲۔ ودی کشا: ۳۲۶، میں رستی کے معنی راحت، فراغ، شجاعت اور استیلا لکھے ہیں۔

رسن باز: بندباز، ریسمان باز، نٹ۔
رسول: وخشور۔ پیغمبر۔
رسیدن: رسید، رسیدہ، رسد، رسندہ، رس، رساندن
متعدی و رسانیدن نیز۔ (پ)
رسیدنِ بنا باآب: ہم بمعنیٔ استحکام بنا و ہم بمعنیٔ انہدام۔ (ع)
رشتن: بکسر را، کاتنا۔ رشت، رشتہ، ریسید، ریسندہ، ریس۔
(پ، فن)
رشتہ: دھاگا۔ (فن)
رصد: ہودل۔ اصدبند، ہودل بند۔
رضامند شدن: تن در دادن۔
رعب: شکوہ۔
رعد: آسمان غریو، تندر۔
رفتن: بفتح را، رفت، رفتہ، رود، روندہ، رو۔ (پ)
رفتنِ انتظام: از کار افتادن۔
رفتن: بضم را، جھاڑنا۔ رُفت، رُفتہ، روید، روبندہ، روب۔ (پ)
رفیق: سنگم۔ ہمراہ
رقیب: بمعنیٔ مخالف۔ (ع)

رَم : بصلاح آوردن چیز را در عربی رم می گویند، رمیدہ امر استفا از رمیدن، و مثلِ سوز و گداز بمعنی مصدری مستعمل۔ و رمیدن، مصدر مشہورہ فارسی است۔ (قش)

رمیدن : بھاگنا۔ رمید، رمیدہ، رمد، رمندہ، رم۔ (پ ۲ قن)

رنجور : نثر نار۔

رنجیدن : خفا ہونا۔ (قن)

رندِ عالم سوز : بمعنی رندی نام و ننگ۔ استادہ " رندِ عالم سوز را با مصلحت بینی چہ کار"؟ (ع)

رنگ : بوزنِ سنگ، بمعنی لون، و دگر طرز۔ و بمعنی محنت بہان

۱۔ میرزا صاحب تیغ تیز میں لکھتے ہیں: " رم، امر ہے رمیدن کا، اور بمعنی مصدری بھی مثلِ سوز و گداز مستعمل۔ مخفف رمد بھی "

۲۔ میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں: " رنگ ۔۔ لفظ فارسی الاصل ہے جب اس کو اردو میں منصرف یا بقول بعض متصرف کریں۔ تو نون کا تلفظ نہ ہوں سادہ جائے گا۔ رنگنا بوزنِ چندا نہ کہیں گے۔ بلکہ وہ لہجہ اور ہے جیسا کہ اس مصرع میں: ہم نے کپڑے رنگے ہیں شنگرفی۔ یہ صحیح ہے اور فصیح ہے۔ ع ہم نے رنگے ہیں کپڑے شنگرفی۔ یہ اعلانِ نون گنواری بولی اور غیر فصیح اور قبیح ہے۔" (آ)

مبدل منندرج است۔ (قق۔ ق)

روان : جان۔ (قن)

روانِ گویا : شید اسپید، اسپہبدی شید، نفسِ ناطقہ۔

روباہ : لومڑی۔ (قن)

رودبار : جائیکہ جوہا و رودہا باشد۔ (د، قط)

روز : یوم، دن۔ (قن)

روزِ آینده : فردا۔

روزِ اول : ناآغازِ روز۔

روزِ گزشتہ : دی۔

روزن : رخنہ، چھید۔ (قن)

روسا ختن : یعنی شرمندہ شدن۔ (پ)

روستا : گاؤں۔ (د)

رونگار : دیباچہ۔ (د)

روم : برای مضموم دواو مجہول[1]، و رُم، برای قرشتہ، دیبا چہ، بمعنیٔ موی زہار است، و در ہندی ترجمہ مسام۔ (قق، قش، ق)

۱۔ سراج در ی کتا : بواو مجہول۔

رونق: بارنامہ، فرچام، رنگ۔

رؤیا: پوشاسپ، پوشپاس۔

رو آورد: بمعنی سوغاتہ۔ (پ، پچ، د)

رہ انجام: ترکتا۔ (آ، د)

رہبر، رہنما: پاسبر، دلیل، راہ نما، قلاوز۔ (پ، فش، ق)

رہی: بمعنی غلام۔ (بر، د)

ریاضت: تپاس، تپتیا۔

ریچار و ریچال: برای مکسور و یای معروف، بمعنی آچار۔ (پ)

ریختن: ہم لازم و ہم متعدی۔ ریکشتن، ریختہ، ریزندا، ریزندہ، ریزہ۔ (پ)

ریدک[2]: ولد، ترجمہ طفل است۔ (فش، ق)

ریسمان باز: بندباز، رسن باز، نٹ۔

ریسمانِ گرہ دار: ہندی گورکھ دھندھا۔ (تیغ)

۱۔ دری کشا ص ۲۳، تا دو واحد۔

۲۔ سراج، دری کشا: ۳۹، بکسر را و تحتانی معروف۔ لیکن سراج میں ریدک ریدن سے مشتق بتایا ہے۔ اور اس کے معنی فضلہ اور کھاد کے لکھے ہیں۔

ریش : جراحت، زخم، گھاو۔
ریش : داڑھی۔ (ق)
ریمن : بہ یای مکسورہ و میم مفتوح، پلپلا۔[1] (د، ق غ)

۱۔ سراج اللغۃ میں بکسر اول و یای معروف و فتح میم لکھ کر چرکین معنی بتائے ہیں۔

ز

زاچ سور: بجیم سہ نقطہ، بچّی کی شادی۔ (کہا بیتج)

زاد: توشہ۔

زادبوم: مولد و مسکن۔ (د، قط)

زادشم: نام پیر تور است کہ جد پشنگ است۔ (م)

زادور: زہرہ۔ (د)

زاوش: بیای لفظ دار بر وزن طاوس و کاوس، اسم سعد اکبر است کہ آن را برجیس (مشتری) نیز گویند۔ و اگر بحسب ضرورت شعر ہمزہ را بیندازند نیز زاوش خواہد بود بروزن خاموش، چنانکہ حکیم سنائی غزنوی در حدیقہ "زاوش" را با "ہش" و "سرخوش" و "پوش" است، قافیہ کردہ است۔ ترکیب ساختہ است زاوش را کردہ است [illegible] (رہ ۱ق)

زبانِ اسرایش[1]: زبانِ قال، و زبانِ نااسرایش، زبانِ حال را نامند۔ (خق، ق)

زباشہ: شعلہ۔ (قن)

زُبدہ: ادومہ، خلاصہ۔

زچہ: بجیم سہ نقطہ، بفتحتین زنِ نوزائیدہ۔ و در ہندی نیز جچا گویند۔ (دیبج، م)

زُحل: کیوان۔

زحیر: شکماک۔

زخم: جراحت، ریش، گھاؤ۔ (قن)

زخمہ: بمعنی مضراب۔ (ب، د)

زدست: ای زدہ است۔ (کم)

زدن[2]: لازمی، ہندی لگ جانا، متعدی، مارنا۔ زد، زدہ،

۱۔ سراج اللغۃ میں لکھا ہے: "در رشیدی بالضم، آلتِ گفتار و در عرفِ مردم محاورۂ قومی۔ و بہر دو معنی ترجمۂ لسان است۔ مولف گوید: تخصیص بضم خطا ست۔ بفتح نیز آمدہ، بلکہ لہجۂ ایران ہمیں است۔ غالبش بفتح بستہ اند

۲۔ مرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے "زدن، لازمی بھی ہے اور متعدی بھی۔ لازمی کے معنی ہندی میں لگ جانا اور متعدی کے مارنا۔" (اُ)

زد، زننده، زن۔ (آپ)

زدودن: مصدرِ اصلی است، مانجھنا، وزداییدن مضارعی
آما قیاسی نہ سماعی۔ زدود، زدوده، زداید، زداییده،
زدای۔ (پ، قش، قن)

زرد: سونا۔ (قن)

زراعت: مزرعہ کاشت۔

زرِ پای غش: کُندن۔ (تیغ)

زُرّافہ: بشمیرا، جُوار۔ (پ)

زَردُشت: باعتقادِ مجوس پیمبر۔ (آ)

زرگر: سُنار۔ (قن)

زِشت: وشم، بد، نزند، بُرا۔ (قن)

زعن: خاد، غلیواز، چیل۔ (قن)

زغنگ: عربی فواق، ہندی ہچکی۔ (پ)

زمان: لفظِ عربی، آرمیدہ بمعنی زمانے، یکبا زمان، ہر زمان،
زمان زمان، درین زمان، دران زمان، سب صحیح اور
فصیح۔ چہ اس کو ملحقے دہ گرد ھا۔ اہلِ فارس نے مثل
موج و موجہ، یہاں بھی "ہ" بڑھا کر زمانہ استعمال کیا ہے۔

زبان و زمانہ کو میں پاگل ہوں جو غلط کہوں گا؟ ہزار جگہ میں نے نظم و نثر میں زبان و زمانہ کہا ہوگا۔ (آ، خ)

زمین لرزہ: بھونچال: (د)

زنِ باردار: آبستن، آبستنی، حاملہ۔

زنبور: بھڑ۔ (ق)

زنبیل: جھولی۔ (ق)

زنخ: ذقن۔ ٹھوڑی۔ (ق)

زنِ فاحشہ: جلب۔

زنِ نوزائیدہ: زچہ، جچا۔

زنہار: پناہ۔ (د)

زنہاری: بمعنی مستامن۔ (پ)

زوال: ڈھلنا[۱] آ، د۔ (ق، ن)

زوبعہ: جو ہڑ۔ (ق)

زود: بہت جلد۔ (د)

زودمستا: تنک شراب، تنک بادہ۔

زہرآلا: آلودہ زہر پید (ق، ن)   زہی: آفت، اہنت۔

۱۔ رشیدی کا: "بفتح دال و لام خفیف کہ آنرا ہندوستان زوالِ آفتاب ہم گویند و ہندکا پیڑ گویند"

زی : بزای مکسور و یای معروف، بر وزنِ سی، جہت و طرف۔ (د، قع)

زیرپیچ : بطانۂ دستار را گویند۔ (پ)

زیستن : جینا، زیست، زیستہ، زیید، زیندہ، زی۔ (د، پ، قن)

زیلو : بزای مکسور و لام مضموم، بر وزنِ لیمو، شطرنجی۔ (د)

زینہار خواستن : خس بدندان گرفتن۔

زیور : گہنا۔ (قن)

ا۔ رشیدی : "بفتحِ اول" سراج : "بیای معروف و لام بواو رسیدہ" انجمن آرا : "بکسرِ اول و ثانی مجہول بر وزن نیکو، پلاس و گلیم و قالی را گویند" دری کتا : ٥٣ "بتحتانی معروف و لام و واو معروف"

ژ

ژاپیژ[1]: بزای نخستین پارسی و زای آخر تازی، بمعنی شرارهٔ آتش۔ و پوپادران[2] را ژیژ گویند۔ (فش، ق)

ژالہ: میغچہ رنگارنگ۔

ژرف[3]: عمیق، گہرا۔ (ق)

ژکیدن: بزای فارسی مفتوح و کاف تازی مکسور و یای معروف، مصدر ہست فارسی بمعنی سخنہای زیرلبی کہ از روی خشم و غضب باشد۔ ترجمۂ آن در ہندی بڑبڑانا۔ (فش، ق)

ژوپیا: ضرب۔ (د)

۱۔ سراج: بہای ابجد بوزن قالیز۔

۲۔ پوپادران: گلی است پوپا کہ بر خیاسپ است۔ و پوپادران ... آشنا اکن

۳۔ دری کشا: ۱۲۴۰ بروزن حرفشا۔

س

ساتگین[1]: پیاله راگویند۔ و مخفف آن ساتگن، چون آستن مخفف آستین۔ (فق، اق، م)

ساتچه: چھترا (د، فع)

ساحل: کراڑا۔ (آ)

ساختن: بنانا۔ لازمی و متعدی۔ ساخت، ساخته، سازد، سازنده، ساز۔ (پ، فق)

ساز: باجا۔ (فق)

سازِ اسپ: ستام۔

ساسان: در فارسی دستیاسی بتغییر صورت لفظ در هندی، بمعنی درویش مجرد تا مقید است و این که ساسان نام

۱۔ در بی کتا: اسم، به تحتانی معروف۔

خسروی بود از خسروانِ ایران، ہم از ینجاست کہ آن خسرو
زادہ ترکِ لباس کردہ، بکسوتِ قلندران در آباد و
ویران و کوہ و دشت می گشت۔ چون این چنین درویش
را در ایران ساسانی گفتندی، و او در ایران بیان
پوشش چیر شدہ لاجرم سمر شد، و ہمین نام بر تخمہ و نژاد
وی ماند۔ درویشِ قلندر ریش و بروت و ابرو سترده
را نامند۔ (فق، ق)

ساعد: پہنچا۔ (عو)

ساق: پنڈلی۔ (ق)

ساکن: اجنبان۔

سالِ شمسی: منقسم بچہار فصل است، و ہر فصل مشتمل بر سہ ماہ، و ہر ماہ ہست ماندنِ آفتاب در یک برج۔ شروعِ سال از رسیدنِ آفتاب بحمل گیرند۔ حمل و ثور و جوزا این سہ ماہ فصلِ بہار است۔ سرطان و اسد و سنبلہ این سہ ماہ فصلِ تابستان است۔ میزان و عقرب و قوس این سہ ماہ فصلِ خزان است۔ و این را پاییز و پاژ و برگریز نیز نامند۔ جدی و دلو و حوت این سہ ماہ زمستان است۔
(فق، ق)

سالخوردہ: بزاد معمر شدہ، پیر و کہن۔ (ر)

ساماکچہ: پوششی است مرزنان را کہ ہندی آن انگیاست۔ (پ)

سان: بمعنی طرز و آسلوب۔ (فق، ق)

ساو: باج، خراج۔ (د، م)

سایہ: چھاؤں۔ (ق)

سباحت: تیرنا۔

سبد: ٹوکرا۔ (پ)

سپسچین: میوہ را گویند کہ پایان موسم بر شاخسار ماند، و چون آن را چینند، شاخسار بی بار ماند۔ (س)

سپری بودن جای: خالی بودن جای۔ (بر)

سبک: ہلکا پھلکا، ہلکی پھلکی۔ (آ)

۱- لغت فرس: اسپسین بمعنی "پسینہ" انگور باشد کہ در باغ ماندہ بود جای جای"۔ اس تشریح میں انگور کی صراحت صرف مثالی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ معنی وہی عام ہیں۔ آم، امرود، ناشپاتی، کوئی پھل ہو، اختتام فصل پر دو چار پھل ادھر ادھر ضرور لگے رہ جاتے ہیں۔ باغ والے جب تلاش کر کے انھیں توڑیں، تو یہ سپسچین کہلا سکیں گے۔

سپک دستا: مشاق۔ (ل)

سپک سر: چھچھورا۔ (د)

سَبَلتا: بروت؛ مونچھ۔ (ق)

سپاس کردن: عبارت از فروتنی و ترک دعوی است۔ (پ)

سپو: تھیلا۔ (ق)

سُپُردن[1]: سپرد، سپرده، سپارد، سپارنده، سپار۔ بحیثیت مضارع بحذف یا الف نیز آید۔ (پ)

سُپُری[2]: بضم سین و بای فارسی، بمعنی آخر۔ (پ، د، ق)

سپنج: بمعنی عاریت، و نیز بمعنی خانه کرایه در زبان بر کنایه

۱- سراج اور انجمن آرا میں بکسر اول لکھا ہے، حالانکہ صحیح بفتح اول ہے

۲- اس مصدر اور اس کے مشتقات کے تلفظ میں اختلاف ہے۔ سراج میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ سپردن بضم سین و کسر آن اختلاف لیجہ وم است و ہمچنین بای فارسی کہ بعضی مضموم خوانند و بعضی مفتوح۔ ازینجاست کہ سپاردن بالف نیز صحیح است و بدون الف تخفیف این است۔ و یا بردن و مردن نیز قافیہ کردہ اند۔ ان لہجوں میں سے غالب کے نزدیک بضم ہر دو صحیح معلوم ہوتا ہے۔

کشت سازند- از نی و علت[۱] - (پ)

سپندان: ہندی رائی- (پ)

سپوختن: بزور فرو کردن چیزی در چیزی- سپوختہ، سپوختہ
سپوزد، سپوزندہ، سپوز- (پ، ق)

سپہر: آسمان، چرخ، فلک، گردون-

سپہرہ: طلسم- سپہرہ ساز، طلسم ساز- (پ)

سپہری سپید[۲]: مریخ- (د، ق)

سپیدیو[۳]: سپید دیو، پس از امضای قاعدۂ ترخیم سپیدیو می ماند
فردوسی در شاہنامہ گوید:

سپیدیو از افلاک آمدست   مرا دیدن تو سزاکہ آمدست

(ش، ق)

سپید کردن خانہ: سیم گل کردن-

۱- لغت فرس: ۶۵، میں بمعنی منزل یک شبہ لکھا ہے-

۲- سراج اور دری کشا: ام، بکسر اول- مگر سراج میں یہ بھی صراحت کی ہے
کہ بعض لوگ بفتح سین بھی بولتے ہیں-

۳- میرزا صاحب اور ان کے معاصر صاحب دری کشا دونوں اس لفظ
کو بضم با لکھتے ہیں، لیکن صحیح بفتح با ہے-

ستارۂ روز: آفتاب، سورج۔ (د، قغ، فش، ق)

ستاک: شاخ نورستہ۔ ہندی کونپل۔ (م)

ستام: سازِ اسپ، گھوڑے کا ساز۔ (د، قغ)

ستان: بکسرہ، چہ در فارسی قدیم لفظی است بمعنی مقام و محل، چون گلستان و دبستان۔ و نظائر این بسیار است آستان، بمعنی دہلیز، ہمان ستانی است یا در دِن الفِ ممدودہ قبل از آن۔ در ہندی قدیم "استھان" بفوقانی مختلط التلفظ بہائی ہوز، بمعنی تشیمن و محل و مقام است علی الاطلاق کہ اکنون در عرف اہلِ ہند بہ تکیۂ فقیر اشتہار دارد۔ (د، قغ، فش، ق)

ستد: بسینِ مکسور و تای فوقانی مفتوح مضارع ستادن ست (فش، ق)

ستدن: بسینِ مضموم و تای مضموم، در معنی با گرفتن مرادف ستد بفتحتین صیغۂ ماضی است از ستدن۔ و مضارع آن ستاند و امر آن ستان است۔ و ہم ازین مرکب

۱۔ لغت فرس: ۲۹۹ بکسر سین۔

استاجانستان و جانستان ۱ - (پ، ف، ق)

سُتُر^۲: مخفف اُشتر

سُتُردن^۳: مٹانا، پونچھنا -

ستم‌شکوہ: ظلم کی برائی کرنے والا - (ف)

سُتُور: مزید علیہ سُتُر -

سَجّادہ: جانماز، مصلیٰ - (ف)

سَجع: ہم وزن ہونا دو لفظوں کا فقرتین میں یا مصرعین میں [illegible]

۱- پ میں اس کی پوری گردان یوں لکھی ہے: "ستدن، ستد، ستدہ، ستانندہ، ستانندہ، ستان"

۲- رشیدی اور سراج نے بہ دو فتحہ لکھا ہے اور رشیدی نے سند میں [illegible] جامی کا یہ شعر پیش کیا ہے: "زاہد ادانی، زفقی اشادہ، [illegible] بود ہم چو اشتر چو ران چون ستر" - انجمن آرا میں بہ دونوں پر زبر لکھ کر مذکورۂ بالا شعر لکھا ہے - اس سے یہ امر متعین ہو جاتا ہے کہ ستر اور ستردن کی "ت" مفتوح ہے - اس صورت میں مرزا صاحب کا یہ لکھنا کہ اشتر کو بہ ضم الف و تا کہنا چاہیے، درست نہیں معلوم ہوتا -

۳- رشیدی، سراج اور بہار کی کتاب میں بہ ضم اول و فتح فوقانی و سکون مہملہ فتح دال لکھا ہے، اور انجمن میں بکسر اول، جس سبب سے یہ تحریر کی ہے کہ ستر بمعنی [illegible] نسبت ہے [illegible]

سحر: اور صبح مرادف بالمعنی ہیں۔ اور وہ انجامِ لیل اور آغازِ
نہار ہے۔ مگر بخلافِ صبح، سحر بطریقِ مجاز بعدِ نصفِ
شب سے صبح تک مستعمل ہے۔ طعامِ آخرِ شب کو سحری
اور سحرگہی کہتے ہیں۔ (بک)

سختن: بضمِ سین[1]، مصدرِ اصلی، بمعنیٔ وزن کردن۔ تولنا۔
سخت، سنجد، سنجیدہ، سنجندہ، سنج۔ سنجیدن مصدرِ
مضارعی۔ (ب، د، غ، م، ق)

سخن: کا دوسرا حرف مضموم بھی ہے اور مفتوح بھی ہے۔
اور اس پر متقدمین و متاخرین اور اہلِ ایران و اہلِ
ہند کو اتفاق ہے۔ (ص)

سخنہای زیرلبی: ژکیدن، بڑبڑانا۔

سخی: راد، کریم۔

سالیدہ: گزشتہ ماہ، دراصل لیبین اصفہا۔ (رد)

۱۔ دری کتا: ۴۴، بفتحِ اول و ضمِ آن نیز، لیکن سراج میں بھی بعد لیا ہے۔
اور انجمن آرا میں فردوسی اور نظامی کے اشعار کے پیشِ نظر بفتحِ سین ہی
کو صحیح قرار دیا ہے اور جن شعروں سے ضمہ ثابت ہوتا ہے ان کے متعلق
یہ لکھا ہے کہ یہاں یعنی وزن کردن سمجھنا چاہیے، بلکہ سوختہ کا مخفف ہے۔

سراپا: خلعت۔ (د)

سرایان: سرای صیغۂ امر است از سرودن، بالف و نون حالیہ پیوند یافتہ، مانند گریان و خندان و افتان و خیزان۔ (قش، ق)

سرایش: ترجمۂ قال است۔ (قش، ق)

سرچراغ افگندن: بمعنی گل گرفتن چراغ۔ (پ)

سرخ: آل۔

سرخاریدن: مفہوم این کلمہ آنست کہ انسان دران حالت کہ فرو ماندہ باشد، و ہیچ کار نتواند کرد، بکاری دیگر پیش گیرد چنانکہ عرفی فرماید:

مرا زمانۂ طناز دست بستہ و تیغ
زند بفرقم و گوید کہ "ہان سری میخار" ۱

(قش، ق)

سردار سپاه: اسپہبد۔

سرزنش: جھڑکی۔ (ن)

سرشتن: سرشتن، سرشتہ۔ ازین جملہ ہم از مصادر خالی است۔

۱- دری کشا: سر سر، بکسر یای یعنی دیان قال و سخن گفتن۔

سرشار: لبریز۔[1] (ع)

سرطان: خرچنگ، کیکڑا۔ (قن)

سرکشیدن و پیچیدن: بمعنی نافرمانی۔ (پنج، قطعہ)

سرمست: کسی را گویند کہ شراب نوشیدہ باشد و دماغش رسیدہ باشد۔ (قن، ق)

سرمۂ سلیمانی: کتابی است موسوم بدین اسم۔ آن سرمہ کہ اسمائے پری از قاف آوردہ در چشم عمرو عیار کشیدہ بود تا بسبب آن سرمہ او پری را می دید۔ (قن)

سرنگون: آونگان، اوندھا، دروا، شتالنگی۔

سرنہادن: بمعنی اطاعت کردن۔ (پنج)

سروبرگ: بمعنی سازوسامان۔ (ع)

سرودن:[2] گانا، کہنا، سرود، سرودہ، سرایندہ، سرائیدہ۔

١۔ میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں، "سرشار لسانِ فارسی میں اسم فاعل ہے پیمانے کی۔ معنی لفظی اس کے لبریز۔ لیکن شراب کو لبریز کیوں کہیں گے۔ اور یہ جو اردو میں مستعمل و سرشار مترادف المعنی استعمال میں آتے ہیں، اور بد اتنا نہ سمجھے۔ فارسی میں تتبع اردو کا ناجائز ہے۔"

٢۔ رشید حسن، سراج اور انجمن آرا میں بضم سین ثبت کیا ہے۔

سرای ۔ (پ، قن)

سترہ مرد: کھرا آدمی۔ (د، قط)

سرتیچہ: کراک، صعوہ، ممولا۔

سریر: در ہر دو زبان بمعنیٔ جسم و کالبد است۔ و در عربی تخت را گویند۔ (قش، ق)

سزا: بادا فراہ، کیفر۔

سعادت: نیک بختی۔ (قن)

سعدِ اکبر: زاوُش، برجیس، مشتری۔

سفتن: سفت، سفتہ، این بحث را مضارع نیست۔ (پ)

سفتہ: ہنڈوی۔ (د)

سفتہ گوش: بمعنیٔ محکوم و فرمانبر۔ (م)

سفیر روز: ایوار۔

سفیر شب: شبگیر۔

سقّا: آب کش۔

سقف: آسمانہ، چھت۔ (د، قن)

سگ: کتا۔ (قن)

سگالیدن: بمعنیٔ اندیشیدن، با مجموعِ مشتقات، سگالیدہ

سگالیده، سگالد، سگالنده، که ازان جمله سگال صیغهٔ امر ست و سگالش حاصل بالمصدر، همه بکافِ فارسی است نه بکافِ کلمن۔ (پ، فش، ق)

سَمراد: بسینِ مفتوح، وہم۔ (پ، د)

سَمّی: اداش، ہمنام۔

سُنبله: خوشه، کلّیان۔

سَنج: بسینِ مفتوح، جهانج۔ (د)

سَنجَر: چنان که درویشِ قلندر ریش و بروت و ابرو ستردہ را ساسان نامند، سنجر نقیبِ متورع متشرعِ صاحبِ خرقه و عامه را خوانند۔ (فش، ق)

سنجرستان: خانقاه۔ (فش، ق)

سنجیدن: سختن، تولنا، مصدرِ مضارعی۔ سنجد مضارع۔ (د، تغ، قن)

سنگ: پتھر۔ (قن)

سنگ‌پشت: کشف، باخه، کچھوا۔ (پ، قن)

سنگچه: اولا۔ (د)

سنگلاخ: جائی که سنگ بسیار بود۔ (د فط)

سنگم: بسین وکاف پارسی مفتوح، در ہر دو زبان بمعنی رفیق وہمراہ۔ (قش، ق)

سوختن: مصدر، جلنا، لازمی و متعدی، سوخت، سوختہ، سوزد مضارع، سوزندہ، سوز۔ امر، سوزش حاصل با مصدر (آ، پ، قش)

سودن: سود، سودہ، ساید، سایندہ، سای۔ (پ)

سور: خوشیا۔ (د)

سورنای: شہنائی۔ (د)

سوزن: آلۂ بخیہ۔ (نش، ق)

سوگیر: جانب دار۔ سوگیری، بمعنی طرفداری۔ (د، س)

سوم: بسین مضموم وواو مجہول، در ہر دو زبان اسم ماہ۔ (قش، ق)

سومنہ: خنہ۔ (د)

سولیس: بسین مفتوحہ وواو مکسور بیا زدہ بروزن انیس، بخیری (د، قخ)

۱۔ لغتنامۂ فرس، ۱۴۲، بمعنی مہمانی باشد با نیوہی۔ دری کشا: بواو معروف واجنن آرا بروزن شور، بمعنی جشن و مہمانی و عروسی در ترکیب سرخ۔

۲۔ دری کشا، ۴۴، بواو معروف۔

سَوِیق : پشت، ستّو، آردِ بریان۔ (قن)

سہ شنبہ : بہرام روز، منگل۔ (قن)

سَہلِ مُمتَنِع : کسرۂ لامِ توصیفی، سہل موصوف، ممتنع صفت،
اُس نظم و نثر کو کہتے ہیں کہ دیکھنے میں آسان نظر آئے، اور اُس کا جواب نہ ہو سکے![1] (آ، عس)

سہیتا : بر وزنِ سعید، عمارت۔ (د)

سہی : نہیں۔ (قن)

سیاہہ : فہرست۔ (د)

۱۔ میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں: "کسرۂ لام توصیفی ہے۔ سہل موصوف ممتنع صفت۔ اگرچہ بحسبِ ضرورتِ وزن منبع ہو سکتا ہے، لیکن مخلِ فصاحت ہے۔ اور لام موقوف تو خود سراسر قباحت ہے۔ سہلِ ممتنع اُس نظم و نثر کو کہتے ہیں کہ دیکھنے میں آسان نظر آئے اور اُس کا جواب نہ ہو سکے۔ بالجملہ سہلِ ممتنع کمالِ حسنِ کلام ہے۔ اور بلاغت کی نہایت۔ ممتنع دراصل ممتنع النظیر ہے۔ شیخ سعدی کے بیشتر فقرے اُس صفت پر مشتمل ہیں، اور رشید وطواط وغیرہ شعرائی سلف نظم میں اس شیوے کی رعایت منظور رکھتے ہیں۔ خود ستائی ہوتی ہے۔ اگر سخن فہم غور کرے گا، تو فقیر کی نظم و نثر میں سہلِ ممتنع اکثر پائے گا۔" (آ، عس)

سپاہی زدن: بمعنیٔ خود نمائی و خودستائی۔ (پ)
سپاہی کردن: بمعنیٔ ظاہر شدن۔ (پ)
سپیر: لمس۔ (قن)
سپل: نالا۔ (قن)
سیلاب چین: چلچی۔ (ع)
سیلی: کھیا۔ (قن)
سیم: چاندی۔ (قن)
سیمراغ: بوزنِ نیم باز، آنچہ از حق بتضرع خواہند۔ و سیمراغ را بہ پذیرفتہ شدن و ناپذیرفتہ شدن ستایند، یعنی اجابت و عدمِ اجابت۔ (فش، ق)
سیم گل: بکافِ پارسیٔ مکسور، باضافۂ لفظِ کردن یعنی سپید کردنِ شاخ۔ (پ، م)
سیمناد: بروزنِ پیرباد، بمعنیٔ سورہ (فش، ق)
سینہ: چھاتی۔ (قن)

۱۔ میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے: "سیلاب چین، ایک لفظ ہے ہندیٔ فارسی دان کا۔ اصلِ لغت چلچی، اور یہ لغت ترکی ہے۔" (ع)

ش

شِ[1]: خطابِ واحدِ غائب۔ (عس)

شاپور: بہای فارسی و واو، مخففِ شاہ پور یعنی پورِ شاہ، اسمِ پادشاہ (فش، قز)

شاخ: ٹہنی: (فق)

شاخابہ: اُس نہر کو کہتے ہیں کہ جو کسی دریا میں سے کاٹ کر

۱۔ میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں: "خطابِ واحدِ غائب، نہ "اش" بالفتح، اگر آخرِ لفظ میں ہای اخفای حرکت پر ہو، مثلِ غمزہ و چشمہ و خانہ و دانہ، تو اُس کو یوں لکھتے ہیں: چشمہ اش، غمزہ اش، خانہ اش، دانہ اش اور باقی سب الفاظ کا حرفِ آخر شینِ سے مل جاتا ہے" (عس)

جاری کریں۔ (آ)

شاخ نورستہ: شاک، کونپل۔

شاخُل:[۱] بخای مضموم۔ بر وزنِ کاکل، اسم غلہ ایست کہ آن را در ہندی ادہر گویند۔ (پ، فش، ق)

شادخواست: خواہش از روی اشتیاق۔ (د، قنغ)

شاد شدن: کلاہ انداختن۔ کلاہ گوشہ بر آسمان سودن۔

شار: عمارت۔ و ازین مرکب است شارستان۔ و شارسان مخفف آن است۔ و شارستان، عمارتہای بسیار۔[۲]
(پ، د، قنغ، فش)

شانہ: کنگھی۔ (فن)

شاوُور: بہر دو واو، مصوری بود در زمانِ خسرو پرویز کہ در شکارگاہ شیرین تصویر خسرو کشید، و پیامِ آن پیکر، خاتون نزدِ خسرو مہر تمثال آورد۔ (فش، ق)

شاہین: عربی میں ایک باجے کا نام ہے۔ (غ)

۱- انجمن آرا میں داغول کا ہم وزن بتا کر لکھا ہے کہ اسے شاخول بھی کہتے ہیں۔ سراج میں ہے کہ خ پر تینوں اعراب پڑھے جاتے ہیں مگر صحیح ضمہ ہے۔ اس لیے کہ شاخول لیوا کلی اس معنی میں آتا ہے

۲- قنغ میں شارستان کے معنی عمارت لکھے ہیں۔

شب: رات۔ (فش)

شب درمیان دادن: عبارت از وعدہ کردن، خواہی وعدۂ یک روز، خواہی زیادہ۔ (پ)

شبدیز: نامِ اسپ۔ چون توسنِ خسرو پرویز سیاہ رنگ بود کہ آنرا درعرفِ ہند مشکی نامند، آن را شبدیز می گفتند۔ (فش، ق)

شبرو: لفظِ مرکب است، کنایہ از دزد۔ و شبروان، جمع است یعنی دزدان۔ (د، فش، ق)

شب غم کا جوش: بمعنیٔ اندھیرا ہی اندھیرا۔ (ع)

شب گرد: شحنہ و عسس و کوتوال را گویند۔ (د، فش، ق)

شب گیر: سفر شبا۔ (پ، و)

شبنم: اوس۔ (فش)

شت: بشینِ منقوطہ مفتوحہ، ترجمۂ حضرت است۔ (فش، ق)

شتاب رفتن: قطرہ زدن۔

شتافتن: شتافت، شتافتہ، شتابد، شتابندہ، شتاب۔ (پ)

ا۔ میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں: "شب گیر اس سفر کو کہتے ہیں کہ پہر ڈیڑھ پہر رات رہے چل دیں۔" (خ، عس)

شتالنگ: کعب، ٹخنا۔ (قن)
شتر سواری: ہیون۔
شتر مست: بُختی۔
شحنہ: شبگرد، عسس، کوتوال۔
شدن: در رفتن در یک معنی ترادف دارد، یعنی، جانا، چنانکہ
آمد در رفت و آمد و شد، ہم بر زبان و ہم بر قلم جاریست
(قش، ق)
شدی: بیای مجہول، بمعنی می شد۔ (عس)
شراب: تاہو۔
شراب خرما: نبیذ۔
شرارۂ آتش: ژاپیز۔
شرر بہ پیرہن افشاندن: بمعنی بیقرار کردن۔ (پ)
شرزہ: بشین و زای مفتوح، صفت شیر بمعنی خشمگین۔ (آ)
شرق: خاور، پورب (قن)
شرق تا غرب: آفتاب گردش۔
شرمندہ شدن: درخط شدن، رو ساختن۔
شرمندگی: خجالت۔

شرنگ[1] : ثمری است تلخ طعم کہ در صورت بتحریرہ مانند پیہ آن در مسہلات بلغم و سودا بکار رود، و در عربی آن را حنظل گویند، و در فارسی شرنگ و در ہندی اندراین۔ (فق)

شریعت : فرسنداج۔

شستن : مخفف نشستن است بحذف نون و بقای شین متعدی نشستن و شستن نشاندن است و نشانیدن مزید علیہ۔ (فق، ق)

شستن دست و دہن : دست و دہن آب کشیدن۔

شست و شو : پاد یاب، پادیاد۔

شعاع : سورج کی کرن۔ (قن)

شعلہ : زبانہ۔

شغال[2] : گیدڑ۔ (قن)

۱۔ سراج اللغۃ: "بفتحتین و نون ساکن و کاف فارسی، حنظل و بعضی گویند زہرہ کہ نباتی است معروف و بعضی بمعنی مطلق زہر گفتہ اند۔ اول اقوی است"۔

۲۔ انجمن آرا میں بر وزنِ زغال لکھا ہے۔ اور زغال کتاب میں مذکور نہیں لیکن عام طور پر زغال کی زے مضموم پڑھی جاتی ہے، چنانچہ لغت فرس میں پروفیسر عباس اقبال (طہران) نے زغال کو بضم اول ہی ضبط کیا ہے۔ اس سے یہ قیاس کیا جائے گا کہ صاحب انجمن آرا کی رائے میں شغال بضم شین ہے لیکن سراج اللغۃ میں بکسر شین اور اشتائن گاس کی لغت میں بفتح شین لکھا ہے۔

ششتاهنگ: و ششتاهیج، تختهٔ فولادِ مُشبّک که تارهای زر و سیم بدان درکشند۔ ہندی آن جنتری[1]۔ (پ)

شفق: سُرخی که بر اُفُقِ آسمان پدید آید، اگر بصبح است و در بشام، آن را شفق گویند، بی تفرقهٔ شام و بام۔ (فق)

شکرد: بشینِ مکسور و کافِ مفتوح و رای مفتوح بدال پیوسته، یعنی شکار کند۔ یارانِ خود را جز میدہم که شکار نیز مثلِ شکوه، اسمِ جامد بوده است، و آن را بعد حذفِ الف متصرف ساخته اند، یعنی شکاریدن و شکرد و دیگر مشتقات (د، فق، ق، م)

شکستن[2]: شکست، شکستم، شکند، شکننده، شکن۔ (پ)

شکم: پیٹ۔ (قن)

شکم بنده: لت انبان، پرخوار۔

شکوه: بضمِ شین زنهار نیست۔ همان بکسرهٔ شین و ضمهٔ کاف و واوِ مجہول، اسمِ جامد است بمعنی دبدبه و شان و رعب و شکوهیدن، مصدرِ جعلی است بمعنی متاثر شدن از

۱۔ لغتنامهٔ فرس، ص ۷۰، بمعنی "شکنجه"۔

۲۔ انجمن آرا: با اولِ مکسور۔

مہابت و عظمت ۔ ترجمۂ آن در ہندی رعب میں آنا[1]۔
ہانا در قصیدہ بیتی دارم کہ نخستین مصرعش این است:

دانش اندوز نباید کہ شکوہد ز سوال

چون آن قصیدہ شہرت یافت، یکی از علما در بزمی کہ من نبودم، برین لفظ خردہ گرفت و گفت کہ شکوہد معنی ندارد۔ ہم از اہلِ بزم پاسخ یافت کہ نظامی در سکندرنامہ میفرماید:

شکوہید دارا ز نزلی چنان

خندہ زد و فرمود کہ شکوہید سند شکوہد نتواند بود۔ ہای برین علم و فضل کہ ماضی را مسلم داشت و مضارع را نادروا پنداشت۔ مردی سخت کوشش گرم خون فردای آن روز برہانِ قاطع را بخانۂ آن فرزانہ برد و شکوہد را بوی نمود و بخود فرو ماند۔ پنداری، برہانِ قاطع کلام آسمانی است کہ ہیچ کس را از تسلیم آن گزیر

۱۔ لغت فرس: ۴۵۲، میں بمعنی حشمت و بزرگی لکھا ہے اور مصحح کتاب نے شین پر ضمہ لگایا ہے۔ دری کشا: ۴۶ میں مندرج ہے کہ بمعنی حشمت و دبدبہ بضم شین اور بمعنی ترس و بیم بکسر شین ہے۔

نیست۔ دیجو، خندید و گفت کہ من میدانم۔ حاجت بدیدنِ
برہانِ قاطع نیست۔ دیروز ظریفانہ سخنی گفتہ بودم۔ زنہار
پیشِ میرزا حکایت نخواہی کرد۔ آہ، از عربی خوانانِ
فارسی ناشناس! (فش، ق)

شگافتن: مصدر بسیط، ترجمۂ آن چیرنا۔ ماضی، شگافت، و
مضارع شگافد و مفعول شگافتہ۔ (پ، فش، ق)

شِگَرف: بشینِ مکسور، و اِشگَرف، بہمزۂ مکسور، یعنی نادر و
عجیب است، و صفتِ خوبی و ندرت می افتد، چنانکہ
فتحِ شگرف، و شانِ شگرف، و شوکتِ شگرف۔ (فش، ق)

شِگفت: یعنی عجب۔ شگفتی، مزید علیہ۔ (پ، ع)

۱۔ پنج آہنگ مطبوعۂ ۱۸۵۳ء اور قاطعِ برہان میں بکافِ عربی لکھا ہے
اور درفش کاویانی اور کلیاتِ نثر (مطبع نولکشور، طبع دوم) میں بکافِ
فارسی۔ سراج میں ہے "مولف گوید، بکافِ تازی و در اکثر فرہنگہا آمدہ
و شہرت بکافِ فارسی دارد۔"

۲۔ رشیدی و سراج میں معنیٔ عجیب شین اور کافِ عربی دونوں کے کسرے کے
ساتھ ضبط کیا ہے اور دری کشا ۴۶ میں شین مکسور و بکافِ عربی و
فارسی مفتوح لکھا ہے۔ فو پنج آہنگ کے ۱۸۵۳ء والے نسخے میں بکافِ عربی
اور کلیاتِ نثر میں بکافِ فارسی درج ہے۔

شگفتن: شگفت، شگفتہ، مضارع شگفد۔ امر ندارد۔ (پ)
شگوہ کردن: بمعنیٔ قی کردن، (پ، م)
شلوار: پاجامہ یعنی جامۂ پا۔
شمردن: شمرد، شمردہ، شمارد، شمارندہ، شمار۔ بحثِ مضارع بحذفِ الف نیز آید۔ (پ)
شمس: آفتاب، خورشید، مہر، نیر، ہور، سورج (تن)
شمن: بوزنِ چمن، بت پرست۔ (پ)
شمیدن: بمعنیٔ پوشیدن[1]، ٹکسال باہر ہے[2]۔ (تیغ)
شنا: بوزنِ بنا در فارسی ترجمۂ سباحت است۔ و آشناہ و آشنا ہم بمعنیٔ مصدر ست و ہم بمعنیٔ فاعل۔ در ہندی اشنان بفتحۂ اول و اضافۂ نون، غسل، ارتماسی دریا را گویند خصوصاً و ہر گونہ غسل را گویند عموماً۔ (فش، ق)

۱۔ لغت فرس: ۴۳۴، سراج، رشیدی اور دری کشا وغیرہ میں شمیدن کے معنی دمیدن لکھے ہیں۔ سراج میں یہ بھی لکھا ہے کہ: بمعنیٔ پوشیدن، شلیدن بنون پیش ابہ اسیر فصاحت شہرت دارد۔ ہر چند ماخذ آنہ شم کہ لفظِ عربیت نیز می تواند شد از عالمِ طلبیدن و فہمیدن و طبیدن چنانکہ روزمرۂ بعضی عوام است۔"
۲۔ لغت فرس: ۹۔

شناختن: شناخت، شناختہ، شناسد، شناسندہ، شناس۔ (پ)

شنودن: شنود، شنودہ، مضارع ہر دو (شنیدن و شنودن) یکی است، شنود بکسر شین و فتح نون و فتح واو، شنودہ: شنو۔ (پ)

شنوسہ[1]: بشین مکسور و نون مفتوح و ہای مختفی، عطسہ را گویند (فق، ق)

شنیدن: سننا، سونگھنا، حافظ۔

بوی خوش تو ہر کہ ز بادِ صبا شنید
از یارِ آشنا سخنِ آشنا شنید

شنید، شنیدہ۔ این بحث بواو نیز آید و درین حالت نون مضموم گردد (شنودن)، شنود، مضارع ہر دو یکی است

۱۔ قاطع برہان میں شنوسہ اور درفش کاویانی میں اشنوسہ ہے۔ سراج میں بالفتح اول و شین معجمہ بعد واو اختیار کر کے لکھا ہے کہ بعضے بکسر اول بھی پڑھتے ہیں اور برہان میں واو کے بعد سین کو بھی صحیح بتایا ہے۔ فرہنگ انجمن آرای ناصری میں دونوں کو صحیح بتایا ہے، مگر حرف اول ہر دو صورت مفتوح ہے۔ لغت فرس: ۱۹۱ ۴ میں شنوسہ ہی اختیار کیا ہے، اور رودکی کا ایک قطعہ مثال میں پیش کیا ہے، جس کے پہلے شعر کا قافیہ آفردشہ ہے۔

شنو (بکسر شین و فتح نون و فتح واو، شنونده زیبا)
شور و غوغا کردن: نمک بر آتش افگندن۔
شوق کردن: کلاہ انداختن، کلہ گوشہ بر آسمان سودن۔
شوکت: اروند، اورند۔
شوم: بفتحتین، ترجمۂ سبب۔ (د، م)
شوی: خاوند۔ (قتی)
شہتیر: فرسب۔
شہر: گرد۔
شہرکیا: بکاف عربی مفتوح، حاکم شہر۔ (د)
شہ نشان: نشانندۂ شاہ۔ (د)
شید: بشین مکسور و یای معروف، بر وزن عید، در معنی با فروغ متحد است۔ روشنی۔ (خ، د، فن، ق)
شید اسپہبدا[۱] و اسپہبدی شید: عبارت از نفس ناطقہ است کہ پارسیان آن را روان گویا نیز گویند۔ (قتی، ق)

۱۔ میرزا صاحب اور ان کے معاصر صاحب برہان قاطع دونوں اسپہبد کی ب کو مضموم قرار دیتے ہیں، لیکن صحیح بفتح با ہے، اور یہ فتحہ موبد، ہیربد وغیرہ دوسرے مرکبات میں بھی پایا جاتا ہے۔

شیدستان : بشین مکسور، ترجمۂ نور الانوار۔ (م)

شیر : دودھ۔ (ق)

شیشہ در جگر شکستن : بمعنی بیقرار کردن۔ (پ)

شیلان : مائدۂ دعوت۔ (م)

شیون : مویہ، نوحہ۔

شیہہ : بمعنی صدای اسپ، لغتِ فارسی، بشین مکسور و
یای معروف و ہای ہوز مفتوح و ہای ثانی زدہ۔
عربی صہیل۔ (خ)

۱۔ سراج: "بیرون گیلان"!

ص

صحابی: دوست۔ جمع اصحاب۔ (ق‌ن)
صبح: سحر، انجامِ لیل، آغازِ نہار۔
صحرا: دشت، جنگل۔ (ق‌ن)
صدا: آواز۔ نوبتی در مدرسۂ دہلی چنانکہ قانون و قاعدۂ مدارس است، بزمِ امتحان آراستند و کارِ امتحان یکی از علمای جلیل القدرِ اسلامیہ کہ دران عہد از بہرِ این مہم بطریقِ دورہ از کلکتہ بدہلی رسیدہ بود، حوالت داشت۔ یکی از طلبۂ علم بجشمداشتِ عرضِ جوہرِ لیاقتِ خویش عبارتی عربی بنظرِ آن بزرگوارِ ممتحن گزرانید۔ مگر لفظِ "صدا" دران عبارت داخل بود۔ ممتحن خشمگین شد و فرمود کہ اندراجِ لفظِ پارسی در عبارتِ عربی گمراہی است۔ اشعارِ شعرای نام‌آور

عرب و قاموس و منتہی الارب آوردند، تا صدا را در اشعارِ عربی و کتبِ لغات عربی دید و خشم فرد خورد۔ چون این حکایت بمن رسید، گفتم: "این بزرگ نیز از فریب خوردگان و گمراہ کردگانِ جامعِ برہانِ قاطع خواہد بود۔ و بالِ این گمراہی نیز برگردنِ اوست۔" (دفش، ق)

صَدَقَہ: برخی۔

صرصر: آندھی۔ (قن)

صعوہ: کراک، صربچہ، ممولا۔

صف: رِدہ۔ صف در صف: رِدہ رِدہ۔

صلوٰۃ: نماز (دفش، ق، قن)

صمد: اسم صفت۔ معنی، نہ چیزی از وی بیرون رود و نہ چیزی بدرون آید۔ نہ زیادہ شود، نہ کم گردد۔ (تیغ)

صوبہ: خمرہ۔

صورت: باشد، ہیئت۔

صوم: روزہ۔ (دفش، ق، قن)

صَہیل: آوازِ اسپ را گویند، بصادِ مفتوح و ہای مکسور و یای

۱۔ تیغِ تیز میں میرزا صاحب نے لکھا ہے کہ "عربی میں گھوڑے کے ہنہنانے کو صہیل بوزنِ دلیل کہتے ہیں۔"

معروف، در لسانِ عرب، و شیہہ بشینِ مکسور و یای معروف و ہای ہوزِ مفتوح بہای ہوزِ دیگر پیوسته، در زبانِ پارسی۔

اینک دبیرانِ دسخنورانِ ہند را می بینم که صہیحہ را بوزنِ شیہہ یعنی بصادِ مکسور، آوازِ اسپ می گویند و بفارسی بودن معتقد شده و نمی فہمند که صہیحہ بصاد لغتِ پارسی نمی تواند بود، عربی است۔ و در عربی نیز بمعنیٔ آوازِ اسپ نیست۔ (قش، ق)

صیحہ: بصاد و تحتانی و حای حطی بر وزنِ بیضہ، لغتی است عربی بمعنیٔ آوازِ ہولناک، چنانکہ خروشِ تندر و آسمان غریو، که تازیان آن را رعد گویند، و دیگر اصواتِ سہمگین۔[۱]

(ع، قش، ق، ن)

۱- عود میں میرزا صاحب نے لکھا ہے کہ "بوزنِ بیضہ عموماً بمعنی ہر صدای ہولناک و مہیب"۔

ض

ضحّاک : دَه آک.

ضرب : تَرُوپ.

ضَغْطه : فِشارِ قبر.

ضلع : خُره.

ضمان : مصدرِ عربیست و افادهٔ معنیٔ فاعلیت نیز کند، معنیٔ ضامن آید. آنانکه از تصرفِ پارسیان ناآگهند، در صحتِ لفظِ ضمانت تأمل دارند. ما که پیروِ فارسی‌گویانیم، تصرفِ آنان را چون نپذیریم و آنچه پیشروانِ ما گفته‌اند چرا نگوئیم. صاحب قدرتان نه تنها آخرِ لفظِ ضمان فوقانی افزوده‌اند، بلکه فارغ را فراغت و قرب را قربت و یاب

را بابت نیز نوشتہ اند۔ یکی از شیوا بیانانِ ایران در بہاریہ گوید:

شد از داغِ شقائق تا پرِ زاغ
ضمانت نامۂ سر سبزیٔ باغ

ہمچنین یای مصدری در آخرِ مصادرِ عربی آوردہ اند، و انتظار را انتظاری و حضور را حضوری و سلامت را سلامتی و حیرانی را بمعنیٔ حیرت بلکہ ہمانا بمعنیٔ حیران و نقصانی بجای نقصان آرند و ما را از تسلیم گزیر نیست۔
(قش، ق)

ضَیمَران: بروزنِ زرگران، لغت عربی ہے نہ معرب۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ پھول ہندوستان میں ہوتا ہے یا نہیں۔ اس کی تحقیقات از روی الفاظ الادویہ ممکن ہے
(آ۔ غ)

ط

طارمِ نُہم : عرش است (فش، ق)

طارمِ ہشتم : کرسی راگویند (فش، ق)

طافت : پایاب۔

طالع : شبھ گھڑی، بری گھڑی۔ (رخ)

طاؤس : مور۔ (قن)

طَبل : تبیرہ، تبیرہ، کوس۔

طبیب : پزشک، حکیم۔

طَرح : بسکونِ رای قرشت، بمعنیٰ فریب ہے۔ لیکن اردو میں یہ لفظ مستعمل نہیں۔ وہ دوسرا لفظ ہے طَرَح بحرکتِ رای قرشت بروزنِ فَرَح۔ اس کو بسکونِ رای بولنا

عوام کا متعلق ہے ... غزل کی طرح، زمین کی طرح
بہ سکون ہے۔ اور بمعنی روش و طرز طرح ہے بفتحتین۔
طرح بالفتح، بمعنی نمونہ اور بمعنی فریب، صحیح۔ لیکن
طرح بفتحتین اور چیز ہے۔
طرح، بفتح اول و سکون ثانی، بمعنی فریب ہے۔ اور
تصویر کے خاکے کو بھی کہتے ہیں۔ اور بمعنی آسایشِ
دنیا بھی مجاز ہے۔ طرح بفتحتین مرادف طرز و روش
(خ، عس)

طرز: ساں، اسلوب۔

طرف شدن: بمعنی مقابل شدن۔ (پ)

طرّہ: زلف۔ (خ)

طری: ز ... طاری حطی لغت عربی است بمعنی تازہ و تر (فش ق)

طفل: ریدک، رید، لڑکا۔ (فش، ق، قن)

طلب[1]: یعنی بطلب، مانگ۔ (آ)

طلسم: سپہر، طلسم ساز: سپہر ساز۔

ا۔ میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے کہ "طلب لفظ عربی الاصل ہے۔ یہ کلیہ ہے کہ لغت اصل عربی آخر کو امر بن جاتا ہے" (آ)

طمع کردن: چشم بچیزی سیاہ کردن۔

طواف: گرد پھرنا۔ (قن)

طوس: نام پہلوانی بودہ است از گردان ایران، و اسم شہریست از بلاد خراسان۔ واو معروف است نہ مجہول۔ (قن، ق)

طیّار: صیغہ مبالغے کا ہے لغت عربی۔ املا اس کی طائے حطی سے طیر ثلاثی مجرد، طائر فاعل، طیور جمع۔ بازداروں میں اس لفظ نے جنم لیا۔ حقیقت بدل گئی۔ طوئے، تے بن گئی۔ یعنی جب کوئی شکاری جانور شکار کرنے لگا، بازداروں نے بادشاہ سے عرض کی کہ "فلاں باز فلاں شکرہ طیار شدہ است و صید میگیرد" بہرحال اب تائے قرشت سے یہ لفظ نیا نکل آیا۔ اس لفظ کو مستحدث اور دراصل اردو اور تائے قرشت اور بمعنی آمادہ اشخاص و اشیا پر عام تصور کرنا چاہیے۔ اور عبارت فارسی میں اس کا استعمال کبھی جائز نہ ہوگا۔ (آ)

۱۔ میرزا صاحب کا یہ بیان خان آرزو کی تحقیق پر مبنی ہے۔ ملاحظہ ہو سراج اللغۃ اور چراغ ہدایت۔ مگر میرزا صاحب کا اس لفظ کو بمعنی آمادہ و مہیا اردو قرار دینا اور فارسی عبارت میں اس کے استعمال سے

(بقیہ صفحہ ۱۷۱) روکنا درست نہیں۔ یہ لفظ بمعنیٔ مذکور ایران ہی میں پیدا ہوا ہے، چنانچہ بہارِ عجم میں جمال الدین سلمان کا یہ شعر نقل کیا گیا ہے:

چنان بعہدِ تو میزانِ عدل شد طیّار — کہ میل سوی کجی نمی کند شاہین

اس کے علاوہ محمد سعید اشرف اور ملا طغرا نے بھی بمعنیٔ آمادہ ہی استعمال کیا ہے۔ چراغِ ہدایت میں آرزو نے اپنے کسی دوست کے حوالے سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ عربی میں تیار، بتائی قرشت کے معنی جہندہ (تڑپنے والا، بالفاظِ دیگر تیزرو) آتے ہیں، اس صورت میں اسے ت کے ساتھ لکھنا چاہیے میں اس کی تائید میں لسان العرب کے حوالے سے یہ اضافہ کرتا ہوں کہ تیّار کے معنی عربی میں موج یا سمندر کی موج ہیں، اور ایک محاورہ "قطع عرقاً تیاراً" بھی پایا جاتا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے تیزی سے خون بہانے والی رگ کاٹ ڈالی۔ دوسری دلچسپ بات یہ ہے کہ آج کل ہوائی جہاز کو طیارہ کہتے ہیں۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ پہلے پانی کے جہاز کے لیے بھی لفظ استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ اب اس سے زیادہ تیزرو ہوائی کشتی کو طیارہ کہنے لگے ہیں۔

ظ

ظاهر شدن: سیاهی کردن، گل کردن. ظاهر شدن امری پوشیده: بخیه بر روی کار افتادن. ظاهر شدن راز: پچه گل کردن.

ظرف: آوند، برتن.

ع

عاجز شدن : دامن زیر سنگ آمدن، دامن زیر کوه آمدن۔

عاریت : سپنج۔

عافیت : بہباد۔

عبادت : بندگی۔

عجب : شگفت۔

عجب نیست : نشگفت

عجز : پوزش، نیاز۔ (ق)

عجز کردن : دامن بدامان گرفتن۔

عجیب : شگرف۔

عربی : تازی۔

عرش : نُہم، طارم نہم، فلک نہم۔

عرض: پہنا۔
عُرفت: مہرخوان۔
عَروس: بیوگ، بہو۔ عروسی: بیوگانی۔
عُریان: رُت، برہنہ۔
عَسَس: شبگرد، شحنہ، کوتوال۔
عَسَل: انگبین، شہد۔
عَطسہ: شنوسہ۔
عظمت: اورمند، ارومند۔
عقرب: کژدم، بچھو۔
عقیمہ: استروَن، سترون، بانجھ۔ (قن)
عَلَوی: برینی۔
عَلیٰ: ابر، بر، فرا۔
علی الخصوص: ویژہ۔
عَمّ: اودر، چچا۔
عمیق: ژرف، گہرا۔
عنان: جلو، باگ۔
عُنُق: گردن، (قن)

عنکبوت : جولاہہ، سکارتن، کلاش، مکڑی۔ (فن)
عوض : بدلہ۔

غ

غالب آمدن: دست یافتن۔

غرب: پچھم۔ (ق)

غِربال: غینِ نقطہ دار مکسور اور رای قرشت اور یای موحدہ اور لام، یہ لغت فارسی ہے، ہندی اس کی چھلنی اور مرادف اس کا پرویزن۔ یعنی فارسی میں چھلنی کو غربال اور پرویزن کہتے ہیں۔ غربال بمعنی چھلنی کے لفظِ فارسی الاصل صحیح اور فصیح ہے۔ (آ، ق)

غُرفہ: دریچہ۔ کھڑکی۔

غزل: چامہ۔ غزلخوانی: چامہ سرائی۔ غزلِ درانۂ چگامہ (پ، د، فق، ق، م)

غژغک و غچک : تامبورهٔ سازی. (قتیل، ق)

غسل : اشنان۔ — غلبہ : چیرگی۔

غلطیدن : غلتید، غلتیده، غلتد، غلتنده، غلت، ۳ شکل را با واو نوشتن این بطای حطی غلط است۔ بلکہ چون این را بطای حطی نویسند خود بصورت غلطیدن می شود بمعنی غلط کردن۔ (پ)

غلہ : اناج۔ (قتیل)

غلیواژ : غاد، زغن، چیل۔ (قتیل)

غمخواری : تیمار۔

غمزده : ژند۔

غمگین : ژند۔

غنودن[1] : اونگھنا۔ غنود، غنوده، غنود، غنونده، غنو۔ (پ، قتیل)

غنی : بے پروا۔ (تیغ)

غوشاک : بغین مفتوح[2]، اسم پاچک است کہ اوپلا، پالتھ

۱۔ سراج : بفتح عین بر وزن ربودن۔

۲۔ لغت فرس، رشیدی، سراج اور انجمن آرا میں بضم غین و واو مجہول لکھ کر بتایا ہے کہ بعض لوگ بفتح عین کہتے ہیں۔

مضمر، ہندی آلسنا۔ (فش، ق)

غوطہ: پاغوش۔

غیبت کردن: بہ پوستین افتادن۔

غیر ارادی: ناخواستی۔

ف

فاجرہ: تھلسپ،

فارسیٔ مستعرب شد: آنست کہ چون عرب و عجم باہم آمیخت،
اہلِ عجم مقاصدِ اہلِ عرب را در زبانِ خویش تا حمایتا دہند
(رش، ق)

فاژہ: دہان درہ، آسا، یاسکپ، عربی: تثاؤب دکنی ہندی: جمائی

امیرزا صاحب نے "فاژہ" لکھا ہے، لیکن لغت فرس: ۵۸۸، فرہنگ رشیدی، سراج اللغۃ، انجمن آرای ناصری اور دوسری کتابوں میں بالاتفاق زای فارسی کے ساتھ ضبط کیا گیا تھا، اس لیے متن میں تصحیح کر دی گئی ہے۔ قاطع برہان اور دفش کاویانی دونوں کتابوں میں سہو میرزا صاحب سے یہ بھی ہوا ہے کہ انھوں نے فاژہ کو عربی لفظ بتایا ہے حالانکہ یہ صحیح نہیں۔ فاژہ بالاتفاق فارسی لفظ ہے۔

فاسق: تردامن، گنہ گار۔

فائدہ: دایہ، نفع۔

فتاریدن[1]: مبدلِ آن فتالیدن، بمعنیٔ دریدن و گسستن آمدہ است۔ و آن را فتریدن و فتلیدن ہم گفتہ اند۔ و چون مصدر بتبدیل و تخفیف چہار صورت دارد، لاجرم سراسر مشتقات نیز بچہار صورت خواہد بود۔ (فش، ق)

فتویٰ[2]: دچر، فتوی دہندہ؛ وچرگر، مفتی۔

فخر کردن: بہ خود بالیدن۔

فدک: بفتحتین ریسمان کہ بران جامہ اندازند۔ آن را در ہندی الگنی گویند۔ (ق)

فر، فرہ: لفظِ فارسی، مرادفِ جاہ[3]۔ (آ، غ، ق)

۱۔ رشیدی، سراج میں بفتح فا اور انجمن آرا میں بالکسر لکھا ہے، مگر صاحب سراج نے بقولِ بعض کسرۂ فا بھی درج کیا ہے۔

۲۔ اس لفظ کی تحقیق کے لیے ردیفِ واو کا ملاحظہ ضروری ہے۔

۳۔ میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے کہ "فر اور فرہ لفظِ فارسی ہے مرادفِ جاہ۔ پس جاہ کو اور اس کو کس نے کہا ہے کہ بغیر ترکیب دیے نہ لکھیے۔ عالی جاہ اور سکندر جاہ اور مظفر فر اور فریدون فر یوں بھی درست اور عزت جاہ اور فر، یوں بھی درست ہے۔"

فَرا: مرادفِ بر بمعنیٔ علی/ اَبر- (فش، ق)

فراز: بند- باید دانست که ضدِ نشیب است- چون ہنگام بستن تخته‌ہای دراز ہر دو سه مرئی می شود و در آن صورت بلندی است- پس آئینه بستن در را «درفراز کردن» گویند چنانکه سعدی گوید:

بروی خود درِ طمّاع باز نتوان کرد
چو باز شد، بدرشتی فراز نتوان کرد

باز کردن بمعنیٔ کشادن و فراز کردن بمعنیٔ بستن یعنی طمّاع مبرم را سوی خود راه مده، و چون چنین اتفاق افتاد، دیگر در بروی وی مبند- (آ، فش، ق)

فَرازمان: حکم- (د)

فرشا: بروترین تماشا که تشعریه عربی آنست- (فش، ق)

فرامُشت: مزید علیه فرامش است- (فش، ق)

فراہم آمدن: دست بہم زدن- فراہم آمدن اسباب مراد: نان بروغن افتادن-

فَرّتاب: «پرتاب» در ہر دو زبان بمعنیٔ بزرگی و قدرت و وجاہت و کرامت- (آ، ب، د، س، فش، ق، م)

فَرتاش: دجود۔ (د)

فَرجام: ہم بمعنیٔ رنگ و رونق وہم بمعنیٔ انجام گزارش۔ (پ)

فَرجُود: لغتی است پہلوی بمعنی کرامت۔ و فرجد، بضم جیم مخفف آن و درین مصرعِ امیر خسرو ع:

فَرِ جد از فَرجُدِ خود یافتہ

ہمان فرجد است بضم جیم۔ ومعنیٔ مصرع اینکہ ممدوح من فرِجد، یعنی سلطنتِ جد، از کرامت و یاوری اقبال یافت۔ (فق، ق)

فردا: روزِ آیندہ۔ (د)

فَرزبُود: بفای مفتوحہ رای زدہ وزای موقوفہ، حکمت۔ (د، تخ، م)

فرسب[1]: بفا ورای مفتوحہ وسین و بای موقوفہ، شہتیر۔ (د)

فِرِستادن: مصدر، فرستاد، ماضی، فرستادہ، فرستد مضارع، فرستندہ، فرست امر۔ واین را مضارع "فریسد" نیز گویند، لاجرم فاعل فریسندہ وامر نیز فریس خواہد بود۔ لیکن الاول افصح۔ (پ، تخ)

۱۔ سراج میں فرسپ لکھا ہے اور بقولِ بعض فرسب بتایا ہے۔

فرسنداج: ہم بمعنی امت و ہم بمعنی شریعت۔ (فش، ق)

فرسودن: فرسود، فرسوده، فرساید، فرساینده، فرسای۔ (پ)

فرشاد: و پرشاد، ہم در پارسی باستانی و ہم در ہندی قدیم ترجمۂ تبرک۔ (فش، ق)

فرشتۂ رحمت: امشاسپند

فرفر: یا دفر یا دفره۔ پھرکی۔ (پ، دہلی اردو اخبار، قن)

فرقدان: ایک صورت ہے یا ایک کوکب ہے آٹھویں آسمان پر۔ (آ، خ)

فرگاه: بمعنی بارگاه و ترجمۂ حضرت۔ (پ، د، س، فش، ق)

فرگفت: بمعنی حکم۔ (د، م)

فرمانبردار: شفتہ گوش۔

فرمودن: مصدر اصلی فارسی، فرمود، فرموده، فرماید، مضارع، فرماینده، فرمای، امر، حاصل بالمصدر فرمایش۔ (آ، پ)

فروتنی: سبلت شکستہ کردن۔

فروختار: لغتیست اصلی است مرکب از صیغۂ ماضی و آر، مانند خریدار و پرستار۔ (فش، ق)

فروردین: مدت ماندن آفتاب در حمل۔ (د)

فروزه[1]: ترجمۂ صفت۔ (د،م)

فروغ: سپیدی، روشنی۔

فروکاس[2]: مرادف فرومایہ۔ (دا)

فروہل: بمعنی گلزار۔ (نکتہ)

فرہیدہ: بمعنی خوب و نیک، اچھا۔ (پ،د)

فرّه: شکوہ، جاہ۔ (پنج، د)

فرہنگاخ: درمیان، وسط۔ (د، تیغ)

فریور: صاحب درجہ، بزرگ۔ (پ، د، تیغ)

فسانہ: کہانی۔ (ق)

فسوس: بہ دو ضمہ و واو معروف لفظی است فارسی، ترجمۂ استهزا۔۔ این نیز دانستنی است کہ فسوس در فارسی لفظی است جامد، مصدر ندارد۔ آری مانند شکار و شکوه و غیرها در آرام، اگر این را از راہِ تفنن متصرف گردانند رواست۔ ما ہان بمعنی استهزا۔ (قتیل، ق)

۱۔ دری کشا ۵۸: بضم اول و ضم را و واو مجہول۔

۲۔ دری کشا: ۹۴: بفتح اول و رای مہملہ و کاف تازی با الف و شین مہملہ۔ اردوی معلی میں فروکاش چھپ گیا ہے۔

فشارِ قبر: ترجمۂ ضغطہ است۔ (فش، ق)
فُضُل: تُنُک۔
فَغ: بفتحِ فای سعفص، در فارسی بت را گویند۔ (فش، ق)
فَغاک: مرکب از "فغ" و "اک" کہ افادۂ معنیٔ نسبت کند، چون خوراک و پوشاک، مردِ بجس و حرکت را گویند، خواہی از راہِ تکبر باشد و خواہی بعارضۂ دیگر۔ (فش، ق)
فَغِستان: مرکب از "فغ" و "ستان"، یعنی بتخانہ۔ (فش، ق)
فغفور: فغپورست، یعنی پسرِ بت۔ پادشاہی را پسر نمی زیست۔ گلیا، چون زنش پسر زاد، او را بہ بتخانہ بُرد و در پای بت انداخت و گفت: "این فرزندِ بت است"۔ قضارا آن کودک نمرد و این قصہا ہمان صورت دارد

۱- انجمن آرای ناصری میں فغ کو بضم فا لکھا ہے اور اسی لیے اس کے تمام مرکبات بھی اس کے نزدیک مضموم الاول ہیں۔ فرہنگِ رشیدی: ۲، ۱۰۷ میں زیر اور پیش دونوں طرح ضبط کیا ہے، مگر فتحے کو قولِ ضعیف بتایا ہے۔ سراج اللغۃ میں زیر کو قولِ بعض بتایا ہے، مگر آخر میں یہ لکھ دیا ہے کہ "چون حرکتِ حرفِ اولِ آن، بتحقیق نہ پیوستہ، جمیع لغاتی کہ از آن ترکیب یافتہ با لفتح باشد یا بضم۔"

کہ ہندوستانیان دختر و پسر را بزنند و در صحن مسجد
اندازند و مبیتا و مبیتی نام نہند۔ آری، نظر بدان
شخصِ مجہول الاب را بطریقِ طنز فُغفور گویند۔ (فق، ق)

فکاشہ[1]: کفاشہ، بچہ را گویند کہ نارس از شکم بیفتد۔ (فق، ق)

فَلَق: بمعنی دریدن است۔ و اندروی استعارہ، ظہورِ فروغ صبح را فلق گویند در عربی و چاکِ صبح در پارسی و پو پھٹنا در ہندی۔ (فق)

فلک: آسمان۔ چرخ، چنبرِ واژگونہ، گردون۔ (د، فق)

فلکِ مکوکب: عبارت از فلکِ ہشتم است۔ (م)

فلکِ نہم: عرش است۔ (ق)

فوفل: چھالیا۔ (فق)

فولاد: پھولاد

فوہ[2]: بفای مضموم و واو بہای زدہ، چیزی کہ برای افروزشِ رنگِ نگین زیرِ آن نہند، و

ا۔ اس لفظ کی تحقیق کفانہ کے تحت ملاحظہ کیجیے۔
۲۔ میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے: "یعنی ڈانک کہ جونگ کے تلے رکھتے ہیں۔" (د، ا)

ہندی، ڈانگ، گویند۔ (آ، پ)

فہمایش: کا لفظ میاں بدھا ولد میاں چھا اور لالہ گنپتی داس ولد لالہ بھیروں ناتھ کا گھڑا ہوا ہے۔ میری زبان سے کبھی تم نے سنا ہے؟ اب تفصیل سنو۔ امر کے پیچھے کے آگے شین آتا ہے، تو وہ امر معنیٔ مصدری دیتا ہے اور اس کو حاصل بالمصدر کہتے ہیں۔ سوختن مصدر، سوزد مضارع، سوز امر، سوزش حاصل بالمصدر۔ اسی طرح ہیں خواہش و کاہش و گزارش و گدازش و آرایش و پیرایش و فہمایش۔ فہمیدن فارسی الاصل نہیں ہے، مصدر جعلی ہے۔ فہم لفظ عربی الاصل ہے طلب لفظ عربی الاصل ہے۔ ان کو موافق قاعدۂ تفریس فہمیدن و طلبیدن کر لیا ہے۔ اور اس قاعدے میں یہ کلیہ ہے کہ لفظ اصلی عربی آخر کو امر بنجاتا ہے۔ فہم یعنی بفہم، سمجھ، طلب یعنی بطلب، مانگ، فہمد

۱۔ سراج اللغۃ میں لکھا ہے کہ "بدین معنی عربی است کہ در زبان متاخرین بمعنی چیزی کہ زیر چوبہا برای از دیوار دیگیہا بر نصب کنند، آمدہ۔ و این را بہندی ڈانگ گویند بیاء ہندی و نون غنہ"

مضارع بنا، طلبد مضارع بنا۔ خیر، یہ فرض کیجیے کہ جب
تم نے مصدر اور مضارع اور امر بنایا، تو اب حاصل
بالمصدر کیوں نہ بنا لیا۔ سنو۔ حاصل بالمصدر فہمش
اور طلبش ہونا چاہیے۔ "فہم" تھا صیغۂ امر، "فہمد" سے
نکلا تھا۔ الف اور یے کہاں سے آیا؟ فہمائی تو نہیں ہے
جو فہمایش درست ہو۔ کہیں فرمایش کو نظیر گمان نہ کرنا۔
وہ مصدر اصلی فارسی فرمودن ہے۔ فرماید مضارع،
فرمائے امر، حاصل بالمصدر فرمایش۔ (۳)

ق

قابلہ: بانا پچ، پیش نشین، دائی، جنائی۔ (پ، ریخ، فق، ق، قم)

قافیہ: پیوند۔

قافیۂ شایگان: عربی ایطا۔[1] (ع س)

۱۔ میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں: "قافیۂ شایگان کہ جس کو عربی میں ایطا کہتے ہیں، وہ دو طرح پہ ہے: خفی و جلی۔
ایطا وہ قافیہ ہے کہ جو دو حرف ایک صورت کے ہوں جیسے الفِ فاعل، گویا، و بینا و شنوا۔ شعر اسیرؔ

ای دانۂ تسبیح خیالت دلِ دانا　　　سر حلقۂ مستانِ رخت دیدۂ بینا

اور نون والی مضارع کا، جیسا استاد کے اس مطلع میں ہے:

دل شیشہ و چشمانِ تو ہر گوشہ بہ نوش　　　مست است، مبادا کہ بیا کہ شکستند ش

اور ایسا ہی الف و نون جمع کا: مثل چراغان و جوانان۔ اور ایسا ہی الف نون حالیہ، مانندِ گریان و خندان۔ پس اگر یہ مطلع میں آپڑے، تو ایطای جلی ہے۔ اگر غزل یا قصیدے میں بطریق تکرار قافیہ میں آپڑے تو ایطای خفی ہے۔" (ع س)

قالب: در عربی دکالبد، در فارسی بمعنیٔ تن است، و چیزی را نیز گویند کہ آن را در ہندی "سانچا" نامند۔ (فش، ق)

قانون: لفظِ عربی الاصل است۔ جمعِ آن قوانین۔ فاعلِ آن مقنن۔ (فش، ق)

قبچاق: بفتحِ قاف، در اصل درختِ میان تہی را گویند۔ چون سلطان آغوز خان، جدِ آلنقوا پادشاہ شد، مغول را فرقہ فرقہ ساختہ، و ہر فرقہ را نامی دیگر نہادہ، ایغور، قلج، کلاتہ، قبچاق ... پس قبچاق نام گروہیست از مغول۔ (فش، ق)

قُبلہ: بوسہ، چُمّی۔

قُبّہ خشخاش: پوست کے ڈوڈے۔ (غ، عس)

قتلِ عام: مرگِ سرخ۔

۱۔ تاج العروس میں لکھا ہے کہ یہ لفظ بقولِ بعض رومی اور بقولِ دیگر فارسی الاصل ہے۔ صاحبِ محکم نے بھی اسے دخیل قرار دیا ہے۔ لغت الفاظ: ۲۳۶، میں رومی الاصل یعنی لاطینی اور بمعنی مسطر بتایا ہے۔ اصل اور قاعدہ یہ دونوں مجازی معنی ہیں۔ بہرحال میرزا صاحب کا اسے عربی الاصل کہنا درست نہیں، ہاں عربی کی وساطت سے فارسی میں آیا ہے۔

قحط: نانِ شیرینی، کلل۔ (قن)

قدح: کاس، کاسہ۔

قدر: ارج، ارز۔

قدرتا: قرتاب، پرتاب۔

قدم افشردن: پا استوار کردن۔ گاڑھنا۔

قدیم: باستان۔

قراب: لغتِ عربی الاصل صحیح۔ (آ، رخ)[1]

قشلاق: بمعنی لشکرگاہ و زمستان۔ (قش، ق)

قصد: بسیچ۔

۱۔ میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے کہ "قراب اور سراب دونوں لغتِ عربی الاصل صحیح ہیں" (آ۔ رخ) میں نے جستجو کی تو قراب کے معنی ہم قافیہ ادہم قیمت معلوم ہو گئے، مگر سراب کوئی عربی لفظ نہ نکلا۔ اس سے میں یہ گمان کرتا ہوں کہ سراب کو کسی نے سرآب لکھ دیا ہے۔ چنانچہ سراج اللغۃ میں سراب کے متعلق آرزو نے بھی لکھا ہے کہ یہ عربی لفظ ہے۔ لیکن ادّی شیر نے "الفاظ الفارسیۃ المعربۃ" (مطبع بیروت ۱۹۰۸ء ص ۸۸) میں لکھا ہے کہ یہ فارسی لفظ ہے اور سرنجی فوق اور آب "پانی" سے مرکب ہے۔ ممکن یہ بھی ہے کہ یہ سریانی الاصل ہو۔

قصر: کُشکوی، محل۔

قصیدہ: چکامہ۔

قطرہ زدن: اشارتست بہ شتاب رفتن۔ (پ)

قفس: پنجرہ۔ (ف)

قلاوز: راہبر و راہنما را گویند۔[1] (پ)

قلب: کھوٹا، کاسد۔ دل۔

قلعہ: بارہ، دژ (د، ق، م)

قلندر: ساسان، سنیاسی۔

قلم کشیدن: مطلق بمعنی باطل کردن و محو کردن چیزی باشد۔ (پ)

قمار: نیرنگ۔

قوی ہیکل: تہمتن۔

قیام: ایستادن، استادنی۔

قی کردن: شکوفہ کردن۔

قیمت: آرز، آرج، نرخ، بہا، مول۔ (د، ق، ن، ف)

۱۔ رشیدی میں اس لفظ کی تین شکلیں اور لکھی ہیں، قلاوز، قلاوزہ اور قلا وز۔ اور یہ بھی بتایا ہے کہ اصل میں یہ لفظ ترکی ہے۔

ک

ک : تازی ہی بپارسی و در آخر اسما معنی تصغیر دہد، چون مردک
و مردکہ و کودک و دربدک۔ بمانا کودک و ریہ ترجمۂ طفل
است۔ (فش، ق)

کاچار و کاچال : ترجمۂ اثاث البیت، رخت، متاع خانہ،
اسباب خانہ (پ، د، م)

کار از بنِ دندان کردن : یعنی بذوق تمام کردن۔ (پ)

کارتن : کلاشِ عنکبوت۔ مکڑی۔

کاردِ خردہ : کزلک است۔

کارکیا : بہر دو کاف عربی مفتوح و سکون ثالث۔ کدرای

۱۔ در فرہنگ نظام، ۱۸۳ میں کبیرنا لکھ دیا ہے۔ مزید تفصیل لغت کاک کے حاشیے میں دیکھیے۔

فرشت است، بمعنیٔ خداوندگار، مالک و حاکم، چون وہ کیا بمعنیٔ مالک وہ کارکیائی: مالکی، حکومت۔ (آ، د، ق، م)

کازہ: خانۂ گل، کوخ، گومہ۔ چھپر مٹی کا گھر۔ (آ، پ، د، قغ، م)

کاس و کاسہ: مانندِ موج و موجہ، بمعنیٔ قدح عربی است۔ (فق، ق)

کاس و کوس: بمعنیٔ نقارہ فارسی۔ (فق، ق)

کاستن: گھٹانا۔ کاست صیغۂ ماضی از کاستن، و بمعنی و درجع مستعمل۔ کاستہ، کاہد، کاہندہ، کاہ۔ مصدرِ مضارعی کاہیدن (پ، د، قن)

کاسہ: بہرہ، قلب۔

کاسہ گردان: کنایہ از دریوزہ گری۔ و گدا را کاسہ گردان نامند۔ (بہا)

کاشتن: بونا، کاشت ماضی کاشتن و بمعنیٔ زراعت۔ کاشتہ کارد، کارندہ، کار۔ بحذف مصدری بحذف الف نیز آید کشتن و کشتہ، و کشتہ بکسر کاف۔ لیکن بحذف مضارعی در ہر حال بحالِ خود باشد۔ (پ، فق، ق، قن)

۱۔ اس لفظ کی تحقیق حرف کاف میں لفظ کرس کے تحت ملاحظہ ہو۔

کاغذ: دال مہملہ سے ہے۔ اس کا ذال سے لکھنا اور کاغذہ کو اس کی جمع قرار دینا غریب ہے بہ تحقیق۔ (ع)

کاغذی پیرہن: دادخواہ [1] (د)

کافتن: مصدر، ترجمہ آن کھودنا۔ ماضی کافت، و مفعول کافتہ و مضارع کاود۔ کاوندہ کاو۔ کاویدن مصدر مضارعی است چنانکہ رستن برای مفہوم مصدر اصلی و روئیدن مصدر مضارعی۔ ہر آئینہ کاو صیغہ امر است و کاوش حاصل بالمصدر۔ (چہ قش، ق)

کالبد: در فارسی بمعنی تن است۔ سر بر جسم۔ و چیزی را گویند کہ آنرا در ہندی سانچا نامند۔ (قش، ق)

کالیوہ: پاگل۔ کالیوگی، پاگل پن۔ (د)

کام: بکاف عربی در پارسی بمعنی مقصد است عموماً و در ہندی

۱۔ میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے کہ "ایران میں رسم ہے کہ دادخواہ کاغذ کے کپڑے پہن کر حاکم کے سامنے جاتا ہے، جیسے مشعل دن کو جلانا یا خون آلودہ کپڑا بانس پر لٹکا کر لیجانا۔" (ع)

۲۔ میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے "کام بمعنی مقصد و مدعا۔ 'کام' دشمن کام، دوست کام لکھتے ہیں۔ تشنہ کام اور ترکیب ہے۔ کام بمعنی تالو کے ہے نہ بمعنی مقصد و مدعا۔" (ح)

بمعنیٔ شهوت جماع خصوصاً. «کاما» با افزایش نون والف
در آخر، مطلق بمعنیٔ خواهش. تشنه‌کام، کام بمعنیٔ تالو، نه
بمعنیٔ مقصد و مدعا. (غ، فق، ق)

کان: معدن و بهندی کمان. (فق)

کانون: اسم آتش دان است. (فق، ق)

کاه: خشک گیاس. (ق)

کاه به دندان گرفتن: اظهار عجز. (غ)

کپک: چپکه. (ق)

کچکول: کشکول.

کچه: بکاف تازی مفتوح و جیم فارسی مفتوح، بهندی آن
پتھلا. (پ، دلی اردو اخبار)

کچه‌گل کردن: عبارت از ظاهر شدن راز. (پ)

کچگل: سرمه. (ق)

کدبانو: بی بی. (دقط)

کده: بمعنیٔ خانه. یکی از پروردش آموختگان قتیل در کلکته
بمن گفت: اوستاد دربارهٔ «کده» ... از روی اجتهاد که
که بدانست پیروان خویش داده، جز اسمی چند که شمار آن

از هیچ پاسخش نگریزد، ما قبل کده آوردن ... جانشینی
شمارند. پاسخ گزاردم که بیخبران نگفته، چون خودی کار به
دنگ نگیرند؟ آگاه ذلان را چه اوفتاده که توقیع ناروا
پریزند. حیرتکده، ظلمتکده، و شفق کده، و خرکده، و امثال
اینها در نظم و نثر اهل عجم بسیار است. فخر المتاخرین فرماید:

خاموش، حزین! از نفس سینه خراشت
نشترکده گردید جگر مرغ حرم را

(دفش، ق)

۱۔ قتیل کے شاگرد کا یہ بیان خود قتیل کے قول کے خلاف ہے۔ انھوں نے یہ کبھی نہیں کہا کہ کدہ سے پہلے پانچ چھ مخصوص الفاظ کے علاوہ ناجائز ہے، بلکہ نہر الفصاحت ص ۲۵ میں یہ لکھا ہے کہ "کدہ بمعنی مقام با مقدار پنج لفظ ملحق شدہ سوای آں مسموع نیست: بتکدہ، دنم کدہ، آتشکدہ، و میکدہ، و گلشن کدہ، و غیر آن چون آسیاکدہ، اتفاق وا هم کردہ است یا نادرست۔ یعنی اینها از صرف شعرا و سوای اینها پنج آنچه در کلام اساتذه یافته باشد فروع است یا خطا، و مراد بیت فروع در اصل داخل است، چون حیرت کده، مستعمل کرده دیوان کده احمد کرده الخ" اس صورت میں مرزا صاحب کا اعتراض غلط نہیں ہے۔

کدیوره: بکاف تازی مفتوح و دال مکسور و یای مجهول، فرامرز و باغبان۔ (پ)

کَر: آگنده گوش، اصم۔

کَرّ: بکاف عربی، اسم مصدر، استعفا۔ (فق، ق)

کراسه: دفتی، بمعنی مصحف مجید۔ (فق، ق)

کراع: پاچه گاؤ و گوسپند وغیره۔ (فق)

کراک: بر دو کاف عربی و اول مفتوح بوزن هلاک، و با افزایش الف در آخر "کراکا" بوزن تماشا، دیگر اسم هریسه، مصنوع از گوسپند که بالفتح اول و ضمه ثانی و واو مجهول هندی آن است۔

در مناقب العارفین دیده ام که یکی از نیاسته طوطی کرده حبا از فتایح مولانا روم بود، "کراکا" نام داشته۔ بهانا این هم خوان خواهد بود و اسم هندی آن۔ (فق، ق)

کرامت: فرهود، فرهنگ، فرتاب، چپتاب۔

کران: کنار۔ (ق)

کردارگزاری: تاریخ نگاری۔ و کردارگزار: مورخ۔ (د)

۱۔ رشیدی کی املا اور دری کشا: ۱۵ میں پنج کلات لکھا ہے۔

گرنگ: بے رونق تفنگ، اسپ سرخ رنگ۔ (آ)

گروہ: فارسی اسم ہے کہ بکاف فارسی مضموم و واو مجہول
بمعنی جماعت۔ (قش)

گرہ نالہ: اثر

گریم: مادہ، شکن۔ گرہ کا ایسا حصہ۔ (ریختہ عرس)

گریبان: پیشانی پر کا گھیرا۔ (م)

گزم: منظر ہے، گھیرے میں منظر ہے۔ (د، تج، قن)

گساری: مستی خشیت۔ (ن، قش، ق)

گستاخی: ستم کی نارسائی پہ نہیں تاسف کہ ہے یا شکستہ میں
جہاں اس کا ہے، مگر دنیا کی نہیں۔ (تج)

گستاخ: شوخ، گستاخ۔ (آم)

گشتا: ... مکسور کا ہونا نادری وا و مفتوح ۔ ...
پیشانی ... گشتہ ... لگا ...
... گشتہ ... مشہور ... امرا ...

اس طرح ... ادب ... اصل ... گئی ... ہوئی ...
... گستاخ ... ہے ... لگا ... ہے ... صاحب ... ہے ... کی ...
... مشہور ... میر ... صاحب ... ہے ...
... ہے ... اسعدی ... صاحب ... گئی ... نے ... ہے۔

و چون باگشت مرکب گشت، معنی فاعل بخشید، یعنی در
زندہ گشت۔ و اینہا را گشتا ور نیز می گفتند۔ و گشتاورد
مخفف آن است۔ (د، قع، نش، ن)

گیشتن : بچھیر کاٹ کاشتن، پونا، گشتن، کشتہ، کاردہ کا ریشہ
کاٹا۔ (پ، قن)

گشتن : یکا صیغہ مجہول گشتن، گشتہ، گشتہ، گشتند، گشتن (پ)

گشتنی : یا ... سنگ پشت، کچھوا۔

گشتگول : یکا صیغہ مشتق در او مجہول، یعنی دکھا ... کہ
... ساختہ باشند، و آن را گشتگول بخوانیم ...
(قن، ن)

گشتی : یعنی خوش۔ (پ)

گشتیدن : گشتیدا، گشتید، گشتیدہ، گشتد، گشتہ، گشتہ
(پ، فوپن)

گشتیہ : ... ، ... ۔ (قن)

گشتیم : جیسے اکرام۔ (قن)

گفتا : ... را گویند کہ ... از شکم ... ۔ و این قلب ... شد
است، مثل شام و شام و گناہ و گرانی ۔ این قدر ...

در آگہی میفزاییم کہ کفانہ و فکانہ ہر دو لغت بکاف عربیت و در ہر لفظ حرف ثانی کسورا۔ (فق، ق)

گفش : پاہنگ، یا افزار۔

کفن پارہ کردن : یعنی از مرض مہلک و حادثۂ سخت نجات یافتن ۔ (پ)

کلاش : عربی عنکبوت و اسم دیگر آن کارتن، مکڑی ۔ و خانۂ آن را تنیدہ گویند۔ (پ، فق)

کلاغ گرفتن : عبارت از تمسخر و استہزا۔ (پ)

کلاوہ کردن : بمعنی جمع کردن ۔ (م)

کلاہ انداختن : کلہ گوشہ بر آسمان سودن، عبارت از شاد شدن و شوق کردن ۔ (پ)

۱۔ اس لفظ کے اعراب اور املا دونوں میں لغت نویسوں کا اختلاف ہے انجمن آرا اور فرہنگ فرس دونوں میں بفتح اول لکھا ہے، اور موخر الذکر کے مصحح نے اسے بکاف فارسی ضبط کیا ہے ۔ خان آرزو نے سراج اللغہ میں لکھا ہے کہ فکانہ ممکن ہے کہ فگندن سے مشتق ہو، اس صورت میں اسے مقدم کو گفانہ ہونا چاہیے ۔ مگر فرہنگ رشیدی کے مصنف نے اشتقاق کو صحیح تسلیم کرتے ہوئے فکانہ کو فکندن سے متعلق بتایا ہے جو فگندن کی دوسری شکل ہے ۔

کَلپتَرہ : بمعنی احمقانہ کلام ۔ (س)

کَلَند : بکاف و لام مفتوح[1]، ہندی کُدال ۔ (پ، د، تیغ)

کِلّہ : بکاف مکسور و لام مشدد، شامیانہ ۔ (د)

کلیم : بروزنِ فعیل، صیغہ اسم فاعل، مثلِ کریم و رحیم و سمیع و بصیر[2] ۔ (ع)

کم : تھوڑا[3] (قتغ، ق)

کم آزار : یعنی نیازآزرندہ (ن)

کم صبر : تنک شکیب ۔

کم ہمت : یعنی بے ہمت ۔ (ن)

کم ہنستا : یعنی بے ہنستا ۔ (ن)

کمیاب : نایاب : (ن)

۱۔ میرزا صاحب نے دستنبو کے نسخے میں اپنے قلم سے "بر دو فتح" لکھا ہے۔

۲۔ میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے کہ "کلیم اگر بمعنی ہم کلام لیجیے، تو اسم الٰہی اس کو کیونکر قرار دیجیے" (ع)

۳۔ میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے: "یہ لفظ اہلِ فارس کی منطق میں کہیں افادۂ معنی سلب کلی بھی کرتا ہے، جیسے کم آزار یعنی نیازآزرندہ نہ یہ کہ کم آزار دہندہ، کم ہنستا یعنی بے ہنستا۔ لیکن کمیاب اور نایاب ایک چیز ہے" (ن)

کنایہ: تعریض۔ (ق)

کمر راست کردن: بمعنی کمر راست کردن و دم گرفتن۔ (م)

گشن: شگفتہ ہونا۔

کنار: آغوش۔ (ق)

کنار گستردہ: عالم بہ [illegible] بازو، [illegible] (د، ق)

کنارۂ خاوری: افقِ شرقی۔ (د، ق)

کناس: پاخانہ صاف کرنے والا۔

کناسہ: [illegible] اسست [illegible] (د، پ)

کنام: [illegible] (د، پ)

کنجکاو: [illegible]۔

کنجد: [illegible]۔ (ق)

کنجشک: [illegible]۔ (ق)

کند: [illegible] (ق)

[illegible]

[illegible] اسم [illegible] است۔ (ق)

کندن: [illegible] اول [illegible] مصدر [illegible]

کنندہ: [illegible] مصدر [illegible] اول [illegible]

و اسم کنگره و کنگاره به افزودن الف در وسط نیز
گفته اند. و این که در جهانگیری به تغییر لفظ کنگاره گوینده را
از توافق لسانین است، یا هندیان لفظ پارسی را استعمال
کرده اند چنانکه تازیان کنگره را از روی تعریب
قنفره نام نهاده اند (رشیدی، ق)

کندوره: بکاف فارسی مفتوح و نون ساکن و دال مضموم و واو معروف
[illegible] مستطیل را گویند که از چرم دوزند برای نهادن [illegible]
طعام ساختن [illegible] نیز - چنانکه آن را [illegible] - (ق)

کنگوری: [illegible] را گویند (ق)
کنگلو: [illegible] مجهول است [illegible]
[illegible] است - [illegible]
کنگله: [illegible] تا [illegible]
[illegible] - (ق)
کنگری: [illegible] است [illegible]
آن را [illegible] - (ق)
کنوره: [illegible] - (ق، م)
کنول: پیاله.

کوخ[۱]: خانہ کہ از نی و علف سازند، و آن را کازہ نیز نامند، و کومہ نیز بکاف فارسی مضموم چھپر۔ (کپا، دم)

کودک و دیرک: بچا، لڑکا، بدیں ترتیب طفلی است۔ (نش، ق)

کور نمک: نمک حرام، کور نمکان، نمک حرامان۔ (د، تیغ)

کوس: نقارہ، تبیر، تبیرہ، طبل، کاس۔ (قن)

کوفتن: کوفتہ، کوفتہ، کوبید، کوبندہ، کوب۔ (کپا)

کوفتہ: مشد پور، ماندہ۔

کول: بکاف عربی مضموم و واو مجہول، در فارسی بوم را گویند کہ اُلّو ہندی آن است۔ لاجرم، مرد احمق را کول گویند۔ (قن)

کول: بفتحہ کاف عربی، بروزن پول رکول، فریب را گویند۔ (قن)

کول: بروزن فتحہ، ہم بکاف تازی، پوستین کہنہ گدایان را نامند، خواہی از گلیم باشد و خواہی از نمد۔ (قن)

۱۔ انجمن آرا: بروزن مشوخ۔

۲۔ سراج میں کودک کے معنی فضلہ اور کھاد بتائے ہیں۔

کومہ : بکافِ فارسی مضموم۔ خانۂ کاہ و علف۔ کوخ۔ چھپر۔ (دیبا، دکم)[1]

کوہ : پہاڑ۔ (قن)

کوہچہ : پہاڑی۔ (د)

کوہہ : موج و لہر۔ (د)

کہن : سالخوردہ۔

کی : بکافِ مفتوح بروزنِ مَی، بمعنیٔ خداوند و مالک، و کبھا مزید علیہ، کیسے، یعنی کس وقت[2]۔ (آ، قن، ق)

۱۔ دستنبو: ۴۴، اور مہر نیمروز (کلیاتِ نثر ۳۷۲) میں بھی کومہ لکھا ہے لیکن تمام فارسی لغت کی کتابیں اس پر متفق ہیں کہ یہ لفظ کافِ عربی سے شروع ہوتا ہے۔ غیاث اور فرہنگ نے بھی لکھا ہے کہ بعض لغت نویسوں نے گومہ لکھا ہے، وہ کاتب کی غلطی سے گومہ پڑھ گئے ہیں۔

۲۔ میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں: "کی بکافِ مفتوح بروزنِ مَی ایک لفظ فارسی ہے ذو معنیین یعنی دو معنی رکھتا ہے، ایک ترکیب یعنی کس وقت، اور دوسرے معنی اس کے ہیں حاکم اور مالک۔ الف جہاں سے آ گیا ہے، وہ کثرت کے معنی دیتا ہے، جیسے خوشا، بہت خوش رہا، بہت بچ گیا، یعنی حاکم کا ایک کیا، کیا بزرگ ... کیانی بزرگی کا نام، عکس ... کیا مضاف اور مضاف الیہ مقلوب ہے یعنی کیا کی دہ اور حاکم دہ ... کیا، مثلاً یعنی کیا کی کار و مالک کار۔ یہاں ناقل اس کے وای کسور لائیں گے۔ وہاں کار موصوف اور کیا صفت ہے۔" (آ)

کیسہ : تھیلی - (اردو)

کیفر : بکاف مفتوح و فای مفتوح - یعنی سزای کردار بد آید - و آن را بادافراہ و پادافراہ نیز گویند (ب، ج، م)

کیمیا : جو اشیا کی تاثیر سے تعلق رکھتی ہے وہ کیمیا، اور جو اسما سے متعلق ہے وہ سیمیا - (آ، ح)

کیوان : زحل - (د)

گ

گاوه: پیچ ثور - (ر)

گاوشنگ: یعنی چوبی که بدان گاو را رانند - (آ)

گاومیش: جاموس - (ق)

گدا: کاسه گردان، دریوزه گر

گر: اسم دریا، در فارسی بکاف فارسی است - (فق)

گرا: بکاف فارسی و رای مشدد، حجام، مردی سرتراش - (تیغ، تیغ، فق)

گزارش: بکاف پارسی بضم و الف فارسی است، اسم مصدر به مرادف [illegible] و سرگذشت، و خواب را نیز گویند - و بمعنی خرام نیز آید. گزاران مرکب از این است، چون نازان و شادان - (فق)

گران مند: قیمتی، بیش قیمت۔ (د، قط)

گرایش: بکسرۂ کاف پارسی، توجہ۔ (د، قغ)

گربہ: بلی۔ (قن)

گرد: شہر۔

گرداندن: برگاشتن۔

گرداگرد: پیرامن۔

گردن: عُنُق۔ (قن)

گردن کشیدن و پیچیدن: بمعنیٔ نافرمانی۔ (پ، قط)

گردن نہادن: بمعنیٔ اطاعت کردن۔ (پ)

گردون: آسمان۔ (قن)

گرده: بفتح کاف نیز جو اندر و بہندی گُردا گو بیند۔ (پ)

گرزن: بہر دو فتحہ، بمعنیٔ تاج۔ (آ، قغ، د، س)

گرزه: بوزن شترزه، قسمی از مار۔ (آ)

گرفتن: در اصل بکسرۂ اول و فتحۂ ثانیست، چنانکہ فردوسی در

---

۱ میرزا صاحب کا یہ استدلال مفید یقین نہیں ہو سکتا۔ خسروی نے بضم اول و ثانی باندھا ہے۔ ملاحظہ ہو لغت نامۂ فرس ص ۵۴۴۔ سراج اللغۃ میں بکسرتین لکھا ہے اور آج کل بکسرتین ہی مستعمل ہے، چنانچہ لغت فرس کے مصحح نے اسی طرح ضبط کیا ہے۔

شاہ نامہ جائی کہ کاوۂ آہنگر محضر نکو نامی ضحاک درانجمن
دریدہ است، گوید:

سر دل پر از کینہ کرد و برفت
تو گوئی کہ عہد فریدون گرفت

گیر، صیغۂ امر از گرفتن۔ (فق، ق)

گرفتنِ ماہ: چاند گہن۔ (د)

گرگ: بھیڑیا۔ (فق)

گرگدن[1]: جانوری کہ بر سر بینی شاخی دارد۔ کاف دوم ساکن نیز
فارسی است۔ (فق)

گروہ[2]: ایل۔

گریوہ: بکاف مفتوح و رای مکسور و یای مجہول، اسم بلندی کہ
در صحرا باشد، یعنی پشتہ و تل بفتح تای قرشت۔ (پ)

گزاردن: گزارش، گزارش گر، گزارشنامہ ہمہ بزای ہوز است۔
(فق، ق)

گزشتن: گزرنا۔ گزشت، گزشتہ، گزرد، گزرندہ، گزر، گزاشتن

۱۔ رشیدی، سراج اور انجمن آرا میں کرگ اور کرگدن ضبط کیا ہے۔

۲۔ انجمن آرا اور دری کشا: ۴۲۰ میں بضم اول بتایا ہے۔

گزاشتن، گزاشته، گزارد، گزارده، گزارے باعتقاد نامہ نگار، نگاشتن این هر دو بحث برای هوز روا است و بذال خطا ست۔ (برہا قن)

گزیدن: بفتح کاف فارسی، گزید، گزیده، گزد، گزنده، گزه (بپ)

گزیدن: بکاف فارسی مضموم، گزید، گزیده، گزید، گزینده، گزین۔ (ب)

گزیر نباشد: نگزیرد۔

گزین: بجای گزیده مستعمل اہل زبانست۔ (مک)

گستردن: گسترد، گسترده، گسترد بتای مضموم و رای مفتوح، گسترنده، گستر۔ (ب)

گسستن: فنا رسیدن، فنریدن، فنا ابیدن، فنابیدن، گسست، گسسته۔ گسیختن، گسیخت، گسیخته۔ مضارع این هر دو یکی است گسلد، گسلنده، گسل۔ (بپ)

گسیل: بکاف پارسی مضموم و سین مکسور و یای معروف،

۱۔ میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے کہ "گزاشتن، درگزشتن و پذیرفتن سب زے سے ہیں" (ع) لیکن حقیقت حال یہ ہے کہ صرف گزاردن زے سے ہے بقیہ الفاظ میں ذال ہی لکھنا چاہیے۔

بمعنی رخصت و مرخصی، و مراد دینا بدرود۔ (پ، د، م)

گشتن: بکاف فارسی مفتوح، پھرنا۔ گشت، گشتہ، گرد، گردندہ گرد۔ مصدر مضارعی گردیدن، متعدی گرداندن۔ و باضافۂ با نیز آید، یعنی گردانیدن۔ (پ، فن)

گشتہ: بکاف فارسی، مرادف گُزشتہ است۔ (پ)

گفتن: کہنا۔ گفتی، بیای مجہول میں خطاب حاضر مقرر رہتا ہے نظائر اس کے فارسی میں بہت ہیں۔ (ع، فن)

گُل: پھول۔ (فن)

گِل: خاک بآب آمیختہ۔ (ع)

گلبانگ بر قدم زدن: محاورۂ شاطران است کہ چون در جست و خیز خواہند کہ تیز روی کنند، گویند "گلبانگ بر قدم زدگے"۔ (م)

گُلخن: بھاڑ۔ (فن)

گِل کردن: بمعنی ظاہر شدن است۔ (پ، فن، ق)

گل گرفتن چراغ: سر چراغ افگندن۔

گلو بریدن: ذبح۔

گلولۂ آرد: زوالہ۔

گماشتن: گماشت، گماشتہ، گمارد، گمارندہ، گمارہ (پ)
گنج شایگان: نام گنجی است از ہفت گنج پرویز۔ (م)
گندہ: بکافِ فارسی مفتوح بمعنیٔ بوی بد است۔ و گندہ

وگندا، اول با ہای ہوز در آخر و دوم با الف، ترجمۂ
متنن است، یعنی بدبو۔ حالیا در عرفِ عام گندا بمعنیٔ
نجس و ناپاک آید۔ (فش)

گُند: بروزنِ تُند، خصیہ را گویند۔ و چون این عضو علامتِ
رجولیت است، ہر آئینہ معنیٔ مردی و مردانگی نیز
دہد۔ و ازین مرکب است گند آور، بمعنیٔ طاقت و
نبردی دل۔ و "آور" بمعنیٔ صاحب، چنانکہ دل آور۔
دنور، آور۔ ہمچنین گند بمعنیٔ سطبری و بزرگی جثہ آید۔
و ہر جسم کہ کمیتش افزون بود، گندہ نام یابد۔ طرفہ این
کہ مردِ تنومندِ فربہ اندام را گند والہ نیز گویند۔ و این ترکیب
با ترکیبِ ہندی تطابق دارد، چون اندرین ملک
"والا" بہ الف در آخر، بمعنیٔ مالک و خدا وند مستعمل است
و لشمردنِ نظائر این ترکیب احتیاج نیست۔ از استاد
کہ بروانش در دو باد، شنیدہ ام کہ گند چنانکہ معنی قوتِ

جیسی دہد، افادۂ معنیٔ قوتِ عقلی و عملی نیز کند
ازینجاست کہ مردِ دانشمند را گندا گویند۔ (فن)

گنگ: لال، گونگا۔

گنہ گار: تر دامن، فاسق۔

گورگاہ: قبرستان۔ (د)

گوسپند: بکری۔ (فن)

گوش: کان۔ (فن)

گوش انداختن: 'گوش' کا استعمال 'انداختن' کے ساتھ اگر شعرای ہند کے کلام میں آیا ہوتا تو ہم اُس کی سند اہلِ زبان کے کلام سے ڈھونڈتے۔ جب وہ خود عرفی نے لکھا ہے، تو ہم سند اور کہاں سے لائیں۔ قواعدِ زبانِ فارسی کا ماخذ تو ان حضرات کا کلام ہے۔ جب ہم انھیں کے قول پر اعتراض کریں گے، تو اس اعتراض کے واسطے قاعدہ کہاں سے لائیں گے۔ (مک)

گوش داشتن: اگر باضافۂ سمت و جہت نباشد، افادۂ معنیٔ نگاہداشتن می کند۔ و گوش دار صیغۂ امر است از گوش داشتن۔ خواہی گوشدار گویند و خواہی دار گوش (پ، فش، ق)

گوشت بسر ناخن گرفتن : نشگنج، چٹکی۔

گوشوار و گوشوارہ : چیزیست زرنگار یا مرصع بجواہر آبدار کہ بر دستار پیچند۔ و ہر گونہ پیرایۂ گوش را نیز گویند (فش، ق)

گوشۂ چشم : بھیگولہ۔

گول : بہ کافِ پارسیٔ مضموم و واوِ مجہول، در ہندی ترجمۂ مدور است، و مردِ مجہول الحال و سخنی را کہ بخوبی فہمیدہ نشود، نیز گول گویند۔ و در زبانِ قدیمِ پارسی آبی را کہ از زمین جوشد و مقدارش در درازا و پہنا اندک و در ژرفا زیادہ باشد، گول و گولاب نامند۔ ہم ازین روست کہ خمِ دراز را گول گویند۔ و این کہ در ہند نیز برین معنی زبان زدِ خلق است، از توافقِ لسانین نیست، بلکہ ہمان لفظِ پارسی است کہ بعد از استیلای مغول بر ہند در ہند رواج یافتہ است۔ و این کہ مردمِ ہند گول را کہ بکافِ عجمیٔ مضموم و واوِ مجہول است، ہم بمعنیٔ احمق و ہم بمعنیٔ فریب دانستہ اند، از بی اعتنائی است۔ حاشا کہ چنین باشد۔ (فش)

گوہر آمای : موتی پرونے والا۔ (فش)

گردر رشتہ کشیدن: آسودن۔

گیا، گیاہ: بکاف فارسی مکسور، سبز گھاس۱۔ (آ، قن، ق)

گیتی: دنیا، گیہان۔ (قن)

گیہان۲: دنیا، گیتی۔ (قن)

۱۔ میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں: "گیا اور گیاہ بکاف فارسی مکسور سبز گھاس کو کہتے ہیں۔ گیا بکاف فارسی مفتوح کوئی لفظ نہیں۔" (آ)

۲۔ دری کشا: ۵۵، بفتح اول۔ و بکاف عربی نیز ہمین معنی دارد۔

ل

لابہ و لابغ: اختلاط و انبساط۔ (د)

لاد: اسمِ دیوار، پشتہ۔ لاد برآن: بنا برآن۔ (پ، د، م)

لال: بمعنیٔ گنگ کہ در ہندی گونگا گویند۔ (پ)

لای: بمعنیٔ دُردِ شراب۔ (م)

لای یا لائی: جس کپڑے میں سالٹ کو چھانیں، اردو میں بیاہی معروف۔ (آ)

لابیدن: بمعنیٔ بیہودہ گفتن است۔ لابید، لابیدہ، لابہ، لابندہ، لای۔ ملای، یعنی بیہودہ مگو۔ (پ، فش، ق)

لبِ بام، لبِ فرش، لبِ گور، لبِ چاہ، لبِ دریا، لبِ ساحل، بمعنیٔ کنارے کے ہے مستعملِ اہلِ ایران۔ لبِ بام

اُس مقام کو کہتے ہیں کہ جہاں ایک قدم آگے بڑھائیے تو دھم سے اتھاہ پانی میں آ رہیے۔ پس لبِ دریا اُسے سمجھیے جہاں سے قدم بڑھائیے، تو پانی میں جا رہیے۔ "لبِ ساحل" وہ ہوا، جہاں سے آگے بڑھیے، تو دریا میں گر پڑیے "لبِ دریا" سے پانوں پانی پر رکھا جاتا ہے، جیسا نہانے کے واسطے، اور لبِ ساحل، سے دریا میں کودتے ہیں، جس طرح سلطان کی باولی میں لبِ بام سے تیراک کودتے ہیں۔ اسی طرح تیراک جہاں دریا کا پانی نشیب میں ہوتا ہے، وہاں کراڑے کے کنارے پر سے کودتے ہیں۔ کراڑا ساحل اور کراڑے کا کنارہ، لبِ ساحل۔ (۳)

لَت: یا مرادفِ لکد است یا مخففِ لتہ کہ ہم در فارسی و ہم در اردو بمعنیٔ پارہ و لخت آید۔ (نق)

لُت انبان: بلامِ مضموم، شکم بندہ و پرخوارہ۔ (فن)

لَجَن: بفتحتین، ہندی کیچڑ۔ (م)

لَحم: گوشت۔ (فن)

لَخت: برخ، پارہ، لت، لتہ۔

۱- مزید تفصیل "لوت" میں دیکھیے۔

لرزیدن: لرزید، لرزیدہ، لرزد، لرزندہ، لرز۔ (پ)

لشکرگاہِ زمستان: قشلاق۔

لطیفت: بچی۔

لغزیدن: پا ازجیش رفتن، لغزید، لغزیدہ، لغزد، لغزندہ، لغز۔ (پ)

لکور[1]: ایک انگریزی شراب ہوتی ہے قوام کی بہت لطیف اور رنگت کی بہت خوب اور طعم کی ایسی میٹھی جیسا قند کا قوام پتلا۔ (خ)

لمس: بسودن، چھونا۔

لوت: بلام مضموم و واو معروف، خورشِ چرب با مزہ را گویند لُت، بہ بقای ضمہ و حذفِ واو تخفیفِ آن۔ چون پیداست کہ اشکم بندہ و پرخوار غذای لذیذ را دوست دارد، چندان کہ یابد، بخورد، لاجرم این چنین کس را لُت انبان، لُوان گفت، بلام مضموم۔ (فق)

لولہ: انبوبہ۔

لولو: مفرد است مروارید را گویند، و لآل و لآلی جمع لام

۱- یہ انگریزی لفظ Liqueur ہے۔

مفتوح جمع۔ (فش، ق)

لَون : رنگ۔ (آ)

لہٗ : اسم شراب۔ (ق)

لَہجَہ : عربی، فارسی، کاشکی۔ (غ)

لیسیدن : چاٹنا، لیسید، لیسیدہ، لیسد، لیسندہ، لیس۔
(پ، قن)

لَیل : رات۔ (قن)

م

م: خطابِ واحد متکلم، و حرفِ نفی است و جز صیغهٔ امر بهیچ صیغهٔ دیگر ربط نیابد- (عس، فش، ق)

ماء: آب- پانی-

مابه الامتیاز: جداشناس، تفرقه-

ماحضر: حُرستی- (فش، ق)

مادر: مان- (فش)

مادندر و مادندر: بمعنیٔ زنِ دویمینِ پدر- (فش)

مادّه: مایه-

مارافسای و مارافسا: کسی که مار را به افسون رام کند و زهر مار را از تنِ مارگزیده بدر کشد- (فش، ق)

مالک: کیا، کار کیا۔

مالکِ دہ: دہ کیا۔

مالکِ زمین: کنارِ تنگ، مرزبان۔

مالکی: کار کیائی۔

مالیدہ: چنگالی۔ طبیدہ۔

ماں: مع النون بمعنیٔ ما را مستعمل اہل زبانست یعنی ارادمان صیغۂ امر از ماندن یعنی بگذار مصحح (مخ، کش)

ماندہ: سندلبور، کوفتہ۔

ماندن: مانستن، مانستہ، ماند، مانندہ، ماں۔ (پ)

مانند: آسا، بوار، دلیں، دہر، مثل۔

ماوجدائمۃالنہر: ورا رود۔

ماہ: چاند۔ (فن)

ماہ پروین: اسمِ جدوار۔ (پ)

ماہ گرفت: چاندگہن ہوا۔ (دقط، فخ)

ماہِ ماتم: ماہِ محرم۔ (د)

ماہی: حوت۔ مچھلی۔ (فن)

مائدۂ دعوت: شیلان۔

مایہ: مادّہ: (د)

متاثر شدن از مہابت : شکوہیدن، رعب میں آنا۔
متاعِ خانہ : کاچار، کاچال۔ اثاث البیت، اسبابِ خانہ۔
مُتفکّر : دودلہ۔
متفکر و متحیر بودن : بخود فرو رفتن، در خود فرو رفتن۔
مُتورّع : خشک دامن، پرہیزگار۔
مِثل : ولیں، وید، مانند، آسا، بوار۔
مجمع : جرگہ۔
مُجلّس : آدرش، ددنجہ۔
مُحادثت : صوفیہ کی اصطلاح میں عبد اور معبود کے درمیان
گفتگو ہونا۔ (ن)
محصول : تمغا۔
مُحتوی : دربرگیرندہ۔
مُزعفَر : لٹیم۔
محکوم : سفتہ گوش۔
محل : بستان، استفان، قصرِ مشکوی۔
محنت : ادرنگ، رنج، رنگ۔
محو کردن : خط کشیدن، باطل کردن، قلم کشیدن۔

محیط: شراب کا وہ خط جہاں تک شراب بھری ہو۔ (ن)

مخالفت: دور باش۔

مخالف طینت: دروند۔

مخمور: آن کہ نشاۂ از بادہ اش بدر رفتہ باشد و او را فازہ
و خمیازہ فرو گرفتہ باشد۔ (فش، ق)

مدینۂ کبیرہ: دیہاڑ۔

مدعا بر آری: کاتبوں کا لفظ ہے۔ میں اس طرح کے الفاظ
سے احتراز کرتا ہوں۔ (خ)

مدوّر: گول۔

مدہوش: لغت عربی الاصل است مفعولِ دہشت۔ و چون
صیغۂ مفعول در عربی بواوِ مجہول نیست۔ پارسیان تصرف
کردہ بواوِ مجہول مرادفِ مست و بیخود می آرند۔
(فش، ق)

مراقبہ: در پیش خدا نشستن۔

مرحبا: آفریں، آباد۔

مرخص: ترسیل، پردہ۔

مرد لیکیا: میم مضموم و دال مفتوح و رای مکسور و یای معروف

و مردہ ری بحذفِ کافِ پارسی نیز بمعنیٔ چیزی کہ از مردہ باز ماند، یعنی میراث، مالِ میراث۔ (پ، م)

مُردُم، مردمک: آنکھ کی پتلی۔ (ق)

مُردان: مرد، مردہ، میرد، میرندہ، میر (پ)

مَرز: ارض، زمین۔ (ق)

مرزبان: کنارنگ، حاکم۔ مالکِ زمین۔

مُرسَل: نبی۔ (ق)

مُرضِعہ: دایہ، دائی، انّا۔

مرغولہ: گھنگھری۔ (آ)

مِرفق: آرنج، کہنی۔

۱۔ مردری کشا: ۶۵ میں بکافِ عربی لکھدیا ہے۔ سراج اللغۃ میں خانِ آرزو نے لکھا ہے کہ "در اکثر نسخ بمعنیٔ میراث کہ از کسی ماند، نوشتہ اند۔ لیکن در اشعارِ متاخرین بمعنیٔ فرومایہ آمدہ۔ چنانچہ محمد قلی سلیم گوید در ہجو: "مردہ ریگی چند ہیچ ساکنان یا دیدہ طرفہ آنکہ از بعضی مردم کہ عالم و فاضل و زبان دانِ ولایت نیز بودہ اند، تحقیقِ این لفظ کردہ شد جواب دادند "مردہ ریگ بتون خواہد بود" و این غلط است۔ صحیح ہمان است کہ مرقوم شد۔

مرقعِ تصویر: ارتنگ۔

مرکب: ۔: انجام

مرگ: موت۔ (ق)

مرگِ سرخ: قتلِ عام۔ (واقعات)

مریخ: بہرام، منگل۔

مژدہ: خبرِ خوش، و نوید بنونِ مفتوح و یای مجہول، مرادفِ آن۔ (فق، ق)

مژدگانی: نقد و جنسی را گویند کہ در صلۂ مژدہ بمژدہ آور دہند۔ (فق، ق)

مژگان: پلک۔ (ق)

مس: تانبا۔ (ق)

مسامرت: صوفیہ کی اصطلاح میں عبد اور معبود کے درمیان گفتگو ہونا۔ (ن)

مست: مدہوش۔

مستراح: پائخانہ، پاخانہ۔

مشتاق: سبک دست۔

مشتا: مٹھی۔ (ق)

مشتری: اورمزد، ہرمزد، زاوش، سعدِ اکبر، برجیس۔

مشعل بکف گرفتن: استغاثہ و دادخواہی۔ (پ)

مشکوی[1]: بضم میم و کاف، محل، قصر۔ (د)

مشمش: بروزن کشمش، بمعنی خوبانی کہ نوعی از زرد آلو ست (ق، ق)

مشورہ با کلاہ کردن: عبارت از ترک و تجرید۔ و نزد بعضی کنایہ از کمال حزم و احتیاط۔ والاول اصح۔ (پ)

مشوش: دو دلہ

مصلّی: جا نماز، سجادہ۔ (ق)

مضراب: زخمہ۔

مطرب: چنگر، مغنی، خنیاگر، رامشگر۔

مطیع: ایل، فرمان بردار۔

معترف: مستو، اقرار کنندہ۔

معدن: در فارسی کان و در ہندی بافزودن ہای مضمرہ کھان گویند۔ (ق)

معشوقہ: ہمان معشوق، نہ اینکہ مرد را معشوق گویند و زن را

۱۔ رشیدی و دساتیر ... میں بفتح اول لکھا ہے۔ سراج اللغات میں بالفتح و نقل یا ضم اور انجمن آرا میں میم اور کاف کو مضموم اور واو کو مجہول بتایا ہے۔

معشوقہ ۔ دگوار من و من دو بی از ایں رباعی شعر ثانی
است ۔ و ایں رباعی از میرزا محمد علی حکیم طہرانی است۔

مطلعش چو بشکیم دیدہ آمد دیم
معشوق فرید دید دیبا کہ اسستعدا

(ق ، ق)

قشلق : جدا ، سرگولت ۔
ملوم : بمعنی مصدوم (ن ع)
مغمی : بیتم ، مبتالی چیز ۔ (ع خ)
متاک : گوڑھا ۔ (د)

مغرب : باخبر دیکھو ۔
مغز در سر کردن : کنایہ از خاموش شدن ۔ (پ)
مغمی : چھگرہ ، فتنہ گر ، شاکر ، مغرب ۔

---

۱ ۔ میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے کہ یہ جو اہل عرب کے
محاورے کے خلاف تقریر کرتے ہیں کہ ان کے معنی کیا ہیں ، یا اس
شعر کے معنی کیا خوب ہیں ، اس میں دخل نہیں کیا جاتا ۔ خاص و عام کی
زبان پر یوں ہے ۔ معانی کو ہم نے یہ طے کیا ہے " (۔۔)

مفتی: دچرگر، فتوی دہندہ۔

مقابل شدن: چہرہ شدن، طرف شدن، مقابلہ کردن

مقام: ستان، استان۔

مقدس: جی۔

مقدمہ: پیشیرو۔

مقدور: پایاب۔

مقصود: کام، مدعا۔

مکاس: بمیم مفتوح، بردن حواس، لغت اصلی است بمعنی [1]

۱- انجمن آرا میں لکھا ہے۔ "مکاس دکنیں بضم اول، بمعنی تاکید و مبالغہ کردن در معاملہ و باشد۔ معنی عربی است۔ بمعنی خراج و باج گیرندہ و عشور گیرندہ کہ در فرہنگ جہانگیری آمدہ، بکسر میم، ہم عربی است۔" اس لفظ میں مرزا صاحب نے تو یہ غلطی کی ہے کہ مکاس بمیم مکسور کو بفتح میم لکھ دیا ہے اور صاحب انجمن آرا نے مکاس، بکسر میم کو بضم میم اور مکاس بفتح میم و تشدید پیدا کیا ہے کہ جو باج گیرندہ کا مترادف ہے، بکسر میم و تخفیف کاف ہے۔ سراج اللغۃ میں لکھا ہے کہ دکن میں تحصیلدار کو مکاس دار کہتے ہیں۔ برہان میں جو مکاس کو باج گیرندہ لکھا ہے یہ غلطی ہے، اصل میں مکاس دار ہونا چاہیے تھا۔

ابرام در طلبِ چیزی۔ و مکیں امالۂ آنست (پ، فن، ق)

مکتوب: پاتی

مکروہ طبع ۔ دیشت۔

مکیدن ۔ مکید، مکیدہ، مکد، مکسد۔ (پ)

مگس: مکھی۔ (قن)

ملفوف: لفافہ۔

ممکن الوجود۔ نادر قماش ۔ من: ہیں (قن)

من: بمیم مفتوح، در ہر دو زبان بمعنی دل است کہ در تازی

قلب نام دارد (فن، ق)

منجم: ہندول بند۔

مند: افادہ بمعنی صاحبی می کند۔ (فن، ق)

مندپور: بفتح میم و ضمۂ بای موحدہ، کوفتہ و ماندہ[1]۔ (م)

مندل: لغت ہندی نیست، فارسی الاصل است۔ در ہند

مندل را کھادج می گویند۔ (پ، فن، ق)

منصوبہ: نامِ یک گونہ بازی است از بازیہای ہفتگانہ نرد۔ (فن، ق)

---

[1] انجمن آرا میں لکھا ہے کہ یہ اصل میں مندپور تھا۔ یعنی صاحب اولادِ بسیار چونکہ کثیر العیال ہمیشہ پریشان رہتا ہے، اس لیے مندپور سے پریشاں مراد لیا جاتا ہے۔

مشکوه: یعنی بدگوئی۔ (آ)

مشکا: بمیم مفتوح اسم قبا را است۔ (ش، ق)

مشکا: بمیم مکسور و ذال ساکن، هزار۔ (ش، ق)

مشکل: اسم مریخ باشتراک معانی است۔ (اسم مریخ در پارسی) "مشکل" توضیحی دارد۔ در توضیح آمده است که بزبان دری "مشکا" بمیم مفتوح، اسم قبا است۔ و [illegible] بلام مفتوح در [illegible] یکی بودن اسم [illegible] چون [illegible] و [illegible] از منتسبات مریخ است، هر آینه آن را مشکل نامیده [illegible] آخر۔ (ش، ق)

مشکوبه: بمیر [illegible] آتش کده کے پجاری کو کہتے ہیں۔ (آ)

۱- [illegible] بالاول مضموم و واو معروف و یای مفتوح بدال [illegible] [illegible] [illegible] در این لغت [illegible] اول [illegible] [illegible] آن [illegible] است، چنانکه [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] است [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] آن معنی است که [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]۔

موبج : لغتیست عربی الاصل ، موجہ ، مزید علیہ ۔ (ع)

مورہ : چیونٹی ۔ (قن)

مَوَزر : کیلا ۔ (قن)

موش : چوہا ۔ (قن)

مَوَکَدہ : گراد یوم ۔

موی زہار : ردم ، زُم ۔

مُوَیہ : نوحہ ، شیون ۔ (د)

مُوَیبیدن[1] ۔ مویید ، مویبیدہ ، موید ، مویندہ ، موی ۔ (پیا)

مہ : بمیم مکسور و اعلان ہای ہوز ، در پارسی بزرگ راگویند ۔ مہان بمیم مکسور جمع مہ ۔ و ہندیان ، بتبدیل کسرۂ میم بفتحہ و افزودن الف در آخر ، ہمین معنی جویند ۔ مہا دیو ، بمعنی دیو بزرگ ، و مہاراجہ ، بمعنی راجۂ بزرگ ۔ لطف درین است کہ در پارسی الفی کہ افادۂ معنی کثرت دارد ، چون خوشادبا ، شگفتا کہ الف مہا ازین قبیل باشد ، بمعنی بسیار بزرگ ، و فتحۂ میم از تغیر لہجہ ۔ (د ، فش ، ق)

مہ آباد : بکسرۂ میم ، نام نخستین پیمبر اسعد الپیمبران عجم ۔ (فش ، ق)

۱۔ سراج : ‌‌بوزن بوسیدن بمعنی نوحہ کردن ہے

مِہر: آفتاب، سورج، محبت۔ (آ، فن)

مُہرِ خُم: خشتِ شراب را گویند۔ و آن خشت مانع بدر رفتنِ شراب از خُم است۔ (فش، ق)

مِہر خوان: بمیم مکسور، نامی کہ از مہر بر اطفال نہند، عرف[۱] و خطابی کہ شاہان بامرا دہند۔ (د، قغ، م)

مِہر ولی: بمیم مکسور بہای زدہ و رای مفتوح بہ واو پیوستہ و لام مکسور و یای معروف، دہی است بہ ہفت کروہی دہلی کہ مزارِ خواجہ قطب الدین در آنجا ست۔ (د، قغ)

مہمان: در فارسی ترجمۂ ضیف و در ہندی ترجمۂ ضیافت است بلکہ در فارسی نیز بمعنیٔ مصدری مستعمل می شود، چنانکہ سعدی فرماید:

چہ کم گردد، ای صدرِ فرخندہ پی ز قدرِ رفیعت بدرگاہِ حی
کہ باشند مشتی گدایانِ خیل بمہمان دار السلام از طفیل

یعنی بمہمانی و ضیافتی کہ در عقبیٰ بجنت خواہد بود (فش)

۱- میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں: "مہر خوان کے دو معنے ہیں، ایک تو خطاب کہ جو سلاطین امرا کو دیں، اور دوسرے وہ نام جو لڑکوں کا پیار سے رکھیں، عرف" (خ)۔

مہیا : آمادہ

مہیشر : بروزنِ یکے دُرٗ بیای مجہول، گویند در اصلِ سنسکرت میشور است بشینِ موقوف و واوِ مفتوح۔ میشور و مہیشُر و مہیش یکی است۔ (غش، ق)

مَی : شراب۔ می گسار۔ شراب پینے والا۔ (نش، ق)

مے : ہرگاہ خواہند کہ ماضی استمراری سازند، میم و تحتانیٗ مجہول ماقبلِ صیغہٗ ماضی آرند، چنانکہ رفت ماضی، و میرفت استمراری۔ ہمچنین تحتانیٗ مجہول تنہا در آخرِ صیغہٗ ماضی ہمان کار می کند کہ میم و یای مجہول ہر اول، چنانکہ میرفت و رفتے بیک معنی است۔ و ہمین میم و یای مجہول ہست کہ ماقبلِ صیغہٗ ماضی معنیٗ تمنا و شرط دہد۔ و تنہا تحتانی مابعدِ صیغہٗ ماضی نیز ہمیں کار کند، لیکن جز شرط است کہ بہرِ افادہٗ معنیٗ و تمنا الحاقِ لفظِ کاش و کاشکی و مانند اینہا و برای حصولِ شرط وجودِ لفظ اگر شرط است۔ دیگر این میم و تحتانی مجہول در اولِ صیغہٗ مضارع افادہٗ معنیٗ دوام در استقبال می کند، اما مانند صیغہٗ ماضی تنہا تحتانی مضارع بہرِ این امراد بیارند۔ زیرا کہ یای علی

در آخر صیغهٔ مضارع جز زائده نیست، لیکن حسن کلام میفزاید، بی فائده نیست۔ (فق، ق)

میان: قلب پیام است، و افادهٔ معنیٔ وسط نیز می کند۔ و معنیٔ حقیقیٔ میان ترجمهٔ وسط است۔ و تقلیب پیام اتفاقی است۔ (فق، ق)

میانجی گری: توسط، وساطت۔ (د)

مایز. سد۔

میسر آمدن: دست بہم دادن۔

میش: بھیڑ (فن)

میغ: بمعنی ابر سیاه؛ مرادف ژاله و تگرگ (آ)

میل: سلائی۔ (فن)

میو: قلب موی است۔ (فق، ق)

ن

ناآغاز رفتہ: ترجمۂ روز ازل۔ (د، م)

نا امید: بمعنی مایوس، در تحریر دفتر چندان بکار رفتہ و می‌رود که شمار نتوان کرد۔ (ش)

ناپ: خالص۔ (ق)

ناپارسا: در ہندی اسیلا، بہ ایہام اختلاط۔ (خ، ق)

ناپاک: اوچھا، زشت، نجس

ناپیود و ناپسودہ: اچھوتا۔ (د)

۱- ناشستہ ہونا چاہیے جو شستہ کی ضد ہے۔

۲- دریائے لطافت ص ۸۵ میں ناپیود، بکسر پائے اپہلے، بواو معروف لکھا ہے۔ اسی طرح رد لینے یا ہمیں پیود ان کو بھی بکسر پا ہی کا قرار دیا ہے۔ مگر حروف پائے فارسی پیوند لکھی درج کیا ہے۔ اور آصفیہ نے دونوں کو درست بتایا ہے۔

ناخائیدہ فرو بردن: آو باریدن۔
نادان: احمق، انجان، اُوتا۔ (ق)
نارونده: در ہندی اچل۔ (فش، ق)
ناز کردن۔ بر خود بالیدن۔
ناشتا: ہندی نہار منہ۔ (آ، خ)
ناطوری: در اصل لغت نگہبانِ کشت و باغ را گویند[1]۔ (فش، ق)
نافرمانی: سر کشیدن و پیچیدن۔
ناکارہ: آن کہ کار نتواند کرد۔ (ش، ق)
ناکس: آن کہ کسائی، یعنی شخصیت، مراد را نبود (فش، ق)
ناگاہ: ناگرفت۔
ناگرفت: بمعنیٔ ناگاہ۔ (بر، پ، د)
نالۂ شبگیر: آہ و زاری آخر شب۔ (ص)
نامراد: آن کہ ہیچ مراد وی بر نیاید۔ و این بہایت عناست، محتاج۔ (ج، فش، ق)

۱۔ ناطور عربی لفظ ہے۔ مگر بمعنیٔ مذکور صرف ناطور ہے ناطوری نہیں

۲ میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں: "نامراد وہ ہے کہ جس کی کوئی مراد کوئی خواہش، کوئی آرزو نہ بر آوے۔ (ص)

نامیرندہ: امیرا، در ہندی امر بفتحتین۔ (ق)

نان: روٹی۔ (قن)

نان بروغن افتادن: عبارت از فراہم آمدنِ اسبابِ مراد۔ (پ)

نانِ شیرین: قحط۔ (د)

نانو: بنونِ مضموم، زمزمہ ایست از بہرِ خوابانیدنِ اطفال و ہندی آن لوری۔ (پ)

نادرد: لڑائی۔ (د)

ناوَر: بروزنِ باور، ممکن۔ (دق)

ناور قرتاش: بواو و رای مفتوح، ممکن الوجود۔ (د)

ناوک اندازِ ادبا: ادب آموز، یعنی استاد۔ (آ)

ناہار: مخففِ ناآہار۔ (ع)

نبودی: نیستی۔

نبشتن: بدلِ نوشتن است۔ (قن، ق)

نبہرہ: زبر قلب و کاسہ را گویند۔ (قن، ق)

نبید: بفتح نون و یای معروف شبیہ بروزنِ رسید، بہ عربی شراب

۱۔ لغت فرس: ۹۸، یعنی آوردہ، دا آورد یعنی جنگ کردن نباد زتا۔

غربا را گویند و یائے تحتانی مجہول - بدل نو پیدا است کہ لفظی

است فارسی بمعنی تعبیر خوش (فش، ق)

نثر: بندہ کی تحقیقات یہ ہے کہ نثر تین قسم پر ہے:

مقفّیٰ: قافیہ ہے اور وزن نہیں۔

مرجّز: وزن ہے اور قافیہ نہیں۔

عاری: نہ وزن ہے، نہ قافیہ۔

مسجّع میں معنی ہے کہ دونوں فقروں میں الفاظ ملائم و متناسب ہوں۔ نظم میں یہ صنعت آ پڑے، تو اس کو مرصّع کہتے ہیں، اور نثر اس صنعت پر مشتمل ہو، تو اس کو مسجّع کہتے ہیں۔ (ع ہ، ص ۱)

نجس: گندہ، ناپاک۔

نجشک: بلبل را نیز نامند است۔ (فش، ق)

نحس: منحوس، شوم۔

نحوست: بمعنی مشتق بر معنی منحوس و مشئوم است۔ و در اصل کلمہ نحوی منحوس و مشئوم است۔ (فش، ق)

۱- انجمن آرا میں بفتح اول و کسر ثانی و یائے مجہول لکھا ہے، اور فرہنگ میں بفتح اول و ثانی بتایا ہے۔

نَدافت: دُھنیا۔ (ق)

نَدامت: فعل پر مترتب ہوا کرتی ہے۔ ترجمہ اس کا پشیمانی۔ (س)

نِرخ: بھاؤ، قیمت، مول۔ (ق)

نَرمہ: کان کی لَو۔ (ق)

نَژم[1]: بوزن و تای فارسی، بروزن عدم، میغ و رطوبتی که در صحرای زمستان از ہوا ریزد و تیرگی در جہان پدید آید آن را بہندی کہر گویند لیکن مضموم و ہای مضموم ہم زدہ۔ (بہا، قن، ق)

نَژَند: بہر دو فتحہ، بروزن سمند، افسردہ و غمزدہ، غمگین، پژمردہ، تباہ، زشت، خستہ، رنجور۔ (د، ام)

نُشک[2]: بوزن مضموم، بوزن خشک، بزبان دری درخت

۱۔ سراج میں السامی قاموس کے حوالے سے نژم بضم نون و سکون زای فارسی کو صحیح بتایا ہے۔ اور آگے آیا ہے نژم بکسر نون و سکون زای فارسی کسرۂ آذری یہ شعر نہایت میں پیش کیا ہے جو لسانیات کی تحقیق سے بیخ رزدہ از ہوا نژم دائرہ انگیزد۔ دری کشا: ۹۵، میں بھی یہی اعراب لکھے ہیں۔ اس صورت میں مرزا صاحب کا بروزن عدم کہنا محل تامل ہے۔

۲۔ دری کشا: ۹۰ میں بکسر نون لکھا ہے۔

بمحلِ نصل آرند (فش، ق)

نسیج : لغتِ منصرفِ معربست ـ نسج و نسیج و نساج و منسوج بمعنیٔ بافتن و بافندہ و بافتہ عموماً، یعنی ہر جامہ را کہ بافند، خواہی از ریسمان و خواہی از ابریشم، خواہی زر بافتہ، خواہی سادہ۔ (فش، ق)

نسیج : تنیدۂ عنکبوت، خانۂ عنکبوت۔ (پ، فش، ق)

نشاختن : بکسرۂ نون، نیز متعدی نشستن و مرادفِ نشاندن آمدہ است۔ (فش، ق)

نشان : رایت ۔ (د، قتل)

نشتر : دراصل نیشتر است۔ و آن را نیشو نیز گویند۔ و چون تبدیلِ شین و سین باہم روا ست، نیسو نیز بجا ست۔ (فش، ق)

نشستن : نشست، نشستہ، نشیند، نشیننده، نشین، نشاندن متعدی و نشانیدن نیز و مخففِ نشستن، ششتن است بحذفِ نون و لبقای ششین ا۔ (پ، فش)

۱۔ میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے کہ "طوطیوں کی منطق میں غدودنا اور اہلِ پارس کے روز مرے میں عموماً نشستن استعارہ ہے رہنے کا۔" (ع ہ)

نشکنج: بنونِ مکسور بشین زادہ و کافِ تازی مفتوح[1] بنون زدہ، گوشت بسر ناخن گرفتن کہ ہندی آن چٹکی است۔ (پ)

نشگفت: بفتحۂ نون و کسرۂ کاف، یعنی عجب نیست۔ (د، م)

نشیمن: استھان۔ (ق)

نصفہ: آدھا۔ (قن)

نظر: فکر کو بھی کہتے ہیں اور نگاہ کو بھی۔ (آ)

نظر شگفتن: دگوش شگفتن ہم نہیں جانتے۔ اگر نظر کا خوش ہونا اور کان کا شاد ہونا جائز ہوتا، تو ہم اُس کا استعارہ شگفتگی کر لیتے۔ خوش ہونا جب صفتِ چشم و گوش نہ ہو، تو کیا کریں۔ (آ۔ خ)

نعل در آتش: بے آرام، بے چین۔ (قن)

نعل در آتش نہادن: بمعنیٔ بیقرار کردن۔ (پ)

نعل واژون زدن[2]: عبارت از آن کہ وضعی پیش گیرند کہ مقصود بر مردم پوشیدہ ماند۔ (پ)

نعناع: نزہ، پودینہ۔

۱۔ سراج میں بکسر اول و ضم کاف لکھا ہے۔

۲۔ بہار عجم میں واژگون ہے۔

نغمہ : راگ۔ (قن)
نفسِ ناطقہ : اسپہبد، سشید اشپہبد، اسپہبدی سشید، روانِ گویا۔
نفع : وایہ، فائدہ۔
نقاب : جو چیز ایک چیز کی مانعِ نظارہ ہو۔ (ع)
نقارہ : کاس وکوس۔
نقشِ ناتمام : انگارہ، بیرنگ، گردہ، خاکا۔
نقیب : چاؤش۔
نکوہیدہ : بد، برا۔ (د)
نگاشتن : نگاشت، نگاشتہ، نگارد، نگارندہ، نگار۔ (پ)
نگاہ داشتن : گوش داشتن۔
نگہبان : حارس۔
نگہبانِ کشت و باغ : ناطورسی۔
نگزیرد : گزیرد چارہ نباشد، لفظی است صحیح و فصیح، لیکن لغت نیست
مضارعِ اصلی نیست، زیراکہ اگر مضارعِ اصلی بودی، پیوستہ
بہ مصدری داشتی۔ و این را مصدر مسموع نیست۔ لیکن اہلِ
جامدرا متصرف می گردانند و از مصدر تا امر ہمہ صیغہا می سازند
مانندِ شکوہیدن از شکوہ و شکریدن از شکار، اما از

گزیردگمان مصدر نمی سازند، ماضی نیز نخواہد بود۔ ہمین مضارع بکار می آرند، گزیرد گماند۔ چون این ہمہ دانستی، بدان کہ نگزیرد ہمان مضارع مجہول است با فزایش نون نفی۔ (تم د، قش، ق)

نُما نُما: نمود۔ (د)

نُمایہ: نمونہ۔ (د، تیغ)

نمدزین: آدرم، تکلتو، خوگیر۔

نمک برآتش افگندن: بمعنیٔ شوروغوغا کردن۔ (پ،م)

نُمود: نُما نُما۔

نمودار: چہرہ، آشکارا، ہویدا۔

نمونہ: نُمایہ، نمویہ۔

نمویہ: نمونہ (د)

نمید: مخففِ نومید۔ و نمیدی مخففِ نومیدی مسلم۔ نونِ نومید و نومیدی مفتوح الاصل است۔ (قش، ق)

نو: را در ہندی نیا گویند بروزنِ جیا۔ (قش، ق)

نوا: بمعنیٔ آواز، دہم بمعنیٔ توشہ دہم بمعنیٔ اول۔ (پ، قش)

نواخانہ: حوالات۔ (د)

نواختن: دو معنی دارد، نوازش کردن، و چنگ و نی و امثال این را بنوا آوردن۔ نواختن، نواختہ، نوازد، نوازندہ، نواز۔ (پ، فش، ق)

نو رہان[۱] و نو رہاون: بمعنی سوغات۔ (پ)

نوازش کردن: نواختن۔

نوان: بمعنی خرامان است[۲]، اما خرامندہ بدان رفتار کہ از روی ناز و ادا باشد، و جنبیدن شاخہای نہال از باد مانند۔ چون این حالت را در عربی تمایل گویند، اگر لرزان نیز گفتہ باشد روا باشد، خواہی لرزہ ترجمۂ تمایل باشد، خواہی نتیجۂ خوف یا غضب۔ (فش، ق)

نوحہ: مویہ، شیون۔

نورالانوار: شیدستان۔

نوردہ: ملفوف۔ (د، تنط)

۱- سراج بفتح نون و واو بالف کشیدہ و رای مہملہ مفتوح و الف و نون۔

۲- لغت فرس: ۳۸۰، بمعنی جنبیدن بر خود مانند جہودان روز شنبہ۔ دری کشا: ۱۲۱، بر وزن روان حرکتی کہ طفلان در وقت خواندن کنند و عزیمت خوانان ہنگام عزیمت خواندن۔

نورقاہر: خورہ۔

نَوَشتن: بفتحِ واو، نوشت، نوشتہ، نوردد، نوردندہ، نورد۔ مصدرِ مضارعی نوردیدن۔ (پ، فق، ق)

نُوِشتن: بکسرِ واو، نوشت، نوشتہ، نویسد، نویسندہ، نویس در بعضی مصدر بجای واو یا نیز آید، یعنی نبشتن۔(پ، فق، ق)

نوشیدن: پینا۔ (فق)

نوید: بنونِ مفتوح و یای مجہول[1]، لغتی است فارسی بمعنیٔ خبرِ خوش، مرادفِ مژدہ، و نبید بدلِ نوید است۔ (فق، ق)

نویم: بروزنِ نسیم، محض۔ (د، قغ)

نُہ: ترجمۂ تسعہ است۔ (فق، ق)

نِہادن: نہاد، نہادہ، نہد، نہندہ، نہ۔ (پ)

نِہفتن[2]: نہفت، نہفتہ۔ واین را مضارع نباشد۔ (پ)

نہنبن[3]: سرپوش۔ (س)

۱۔ انجمن آرا میں بنونِ مضموم لکھا ہے۔

۲۔ سراج: بکسرِ اول وضمِ دوم بمعنیٔ پنہان کردن۔ لیکن مشہور بفتحِ اول است!

۳۔ لغتِ فرس: ۳۹۱ کے مصحح نے بکسرِ نون و فتحِ ہا و باضبط کیا ہے۔ لیکن رشیدی اور انجمن آرا میں بفتحتین و سکونِ نون و فتحِ بای تازی اور سراج میں بفتحِ اول بقیہ مثلِ رشیدی مندرج ہے۔

نہیب: لفظِ عربی۔ (خ)

نَی: بانسلی۔ (ق)

نیا[1]: بنونِ مفتوح، جد و پدر را گویند۔ و نیاگان جمعِ آنست بمعنیٔ اجداد۔ (پ، د، ق، م)

نیاز: ترجمۂ احتیاج و مراد ازین عجز است۔ (ش، ق)

نیام: میان (ق)

نیایش: افد ستائی۔

نیّر: آفت، آفتاب۔ ایت، خور، خورشید، ستارۂ روز، شمس، مہر، ہور، سورج

نیرو[2]: زور۔ نیرو و نیرویش: بہرہ و تقدیر و پرورده حال (د، ق)

نیستی: بہرہ و قسمت، بمعنی نبودن۔ (د)

نیسو: نشتر۔

نیش: ڈنک۔ (ق)

نیشتر: نشتر۔

۱۔ انجمن آرا، رشیدی، سراج، دری کشا: ۷۸ اور لطائف غریبی: ۷۶ میں بکسر اول بمعنی جد لکھا ہے۔ اور نیاگان کو دری کشا میں لغتِ عربی بتایا ہے۔

۲۔ رشیدی، اور دری کشا: ۶۰ میں بکسر نون و یای معروف قرار دیا ہے اور سراج میں یا اور واو دونوں کو مجہول بتایا ہے۔

نیک : بخشش۔

نیم : بمعنی اندک۔ (آ)

ا۔ میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے کہ "نیم گناہ، نیم نگاہ، نیم ناز، یہ روزمرہ اہل زبان ہے۔ نیم بمعنی اندک، ورنہ گناہ کا آدھا، نگاہ کی ادھواڑ، اور ناز کا آدھا یہ مہملات میں ہے۔ ان چیزوں کا مناصفہ کیا؟" (آ)

و

و: ائمهٔ فن لغت برین معنی اتفاق دارند که ما قبلِ واوِ معدوله مکسور نمی باشد مگر در دو جا: یکی در لفظِ خویش، دوم در لفظِ خویله - (فش، ق)

واژه: لفظ - (فش، ن)

واگویه: چه چا - (د، فغ، تظ)

والا: در لفظِ والا معنیٔ رفعت ملحوظ است. لیکن خدمت و رتبت و شان و آستان و جاه و نگاه را بوالائی ستایند نه در و دیوار و سرو چنار را - چون والا آستان نویسند، از آستان پایه و مقام مراد باشد، نه دهلیز و سنگی که هنگامِ در آمدن و بر آمدن از خانه، پای یا پای افزار بر آن نهند - (فش، ق)

وُجود: فرتاش -

وچه: بواوِ مفتوح و جیم پارسیٔ مفتوح، فتوی را گویند -

ہر آینہ "دچرگر" فتوی دہندہ را نامندہ لاجرم "دچرگر" ترجمۂ مفتی می تواند بود[1]۔ (فش، ق)

وحی: فرتاش، پرتاب۔

وخشور: بواوِ مفتوح، بخای زدہ و شینِ مضموم و واوِ معروف بروزنِ منشور، بمعنیٔ ایلچی عموماً و بمعنیٔ پیغمبر خصوصاً، ترجمۂ رسول۔ (پ، فش، ق، م)

وراءود: ترجمۂ ماوراء النہر است۔ (فش، ق)

وردیج: بوزنِ زرریج[2]۔ در فارسی اسم مرغیست اند پودنہ کوچکتر۔ (فش، ق)

وردنہ: بواو و دالِ مفتوح، بیلن است بو مدۂ مکسورہ و تحتانیٔ مجہول۔ (فش، ق)

ورزہ: برزہ۔

ورزیدن: ورزید، ورزیدہ، ورزد، ورزندہ، ورز۔ (پ)

۱- رشیدی و سراج نے اس لفظ کو بے اصل بتایا ہے اور انجمن آرای ناصری میں سرے سے داخلِ لغات ہی نہیں کیا گیا۔ اس صورت میں یہ امکان ہے کہ قدیم فارسی کا لغت ہو، اور میرزا صاحب نے کسی پارسی عالم سے دریافت کر کے دچرگر کے معنی فتوی نگار

۲- سراج اللغۃ میں لکھا ہے کہ "بوزنِ تدریج و بعض بیای مجہول گفتہ اند"

وزن: تقطیعِ شعر۔ (عس)
وزیدن: وزید، وزیدہ، وزد، وزندہ، وز۔ (پ)
ویران: لغتِ فارسی الاصل۔ ویرانہ مزید علیہ ثنا و مارکزت مرتا (ع)
ویران شدنِ خانہ: آستان برخاستن۔
ویژہ: بواوِ مکسور و یای تحتانی مجہول و زای فارسی مفتوح
لفظِ فارسی قدیم است بمعنی خاصہ و خلاصہ و خاص و خالص و پاک و پاکیزہ، و بجای خصوصاً و علی الخصوص نیز مستعمل می شود۔ ویژگان: خاصان۔ (آ، ب، د، پ، فن، ق، م)
وَساطت: میانجی گری۔ توسط[1]
وَسَط: فرہنگا خ، درمیان۔
وُضو: آبدست۔
وعدہ کردن: شب در میان دادن
وَقارہ: آسا، اورند، اورنگ۔

---

[1] یہاں ترتیب غلط ہو گئی ہے۔ آخری پانچ لفظ شروع صفحہ کے ۲ لفظوں کے بعد آنا چاہیے تھے۔ عرشی۔

ہ

باگ : بروایتی ضعیف بیضۂ مرغ را گویند و چون تبدیل
های ہوز بکاف تازی شگفتہ جستہ و شنفتہ، تاگ، نیز می توان
گفت۔ و تاگینہ[1] از این اسم مرکب توان دانست۔ (ق)

ہراسیدن : ترسیدن، ڈرنا۔ (ق)

ہرگز : [illegible]۔

ہیشتہ[2] : بدوران تیر، نشین و تصرف۔ (ق)

---

۱ - دیوان کلکتہ، ص ۲۰۷ [illegible]

۲ - ایضاً : ص ۲۰۹ بفتح اول و سکون را [illegible] و تحتانی معروف [illegible]
قرار دادن۔ لیکن سراج میں بوزن 'دلیر' لکھا ہے اور 'ہژیر' کو بفتح میم و یای
مجہول قرار دیا ہے۔ اس سے میرزا صاحب کی تائید ہوتی ہے

ہزار: منگ۔

ہزارہ: بلبل را گویند۔ و ہزار دستان و ہزار آوا نیز نامند۔ ع

ہزار داستان نگویند مگر سوقیان و فرومایگان و کودکان
دستان بمعنی آواز خوش ست و داستان بمعنی افسانہ۔
بلبل نوا میزند، افسانہ نمی گوید۔ ہر آیینہ ہزار دستان
است، نہ ہزار داستان۔ (فش، ق)

ہزار پیشہ: ہکڑ۔ (د)

ہستو: بہای مفتوح و تای مضموم و واو معروف، بمعنی معترف،
اقرار کنندہ، و خستو بجا نیز آید۔ (سپ، م)

ہشت: آٹھ۔ (قن)

ہشتن: بکسر ہای ہوز، ہشت، ہشتہ، ہِلَد، ہلیدہ، ہِل۔ (پ)

ہفتا: بمعنی کارگاہِ جولاہ یا بمعنی شانہ جولاہ۔ (تیغ)

ہفتاد: ساٹھ۔ (قن)

ہفتہ: فارسی است۔ و اسبوع عربی و ہندی اٹھوارہ۔ (فش، ق)

ہفدہ: عددی است مرکب از دہ و ہفتہ۔ (فش، ق)

ہلیوش: اسم طعام۔ (تیغ)

ہفہفا: بمعنی آواز سگ۔ (تیغ)

ہمہ : ترجمۂ تمام است۔ یکی از پرورش آموختگانِ قتیل در کلکتہ بمن گفت: "اوستاد اسمِ مفرد را بعد لفظِ ہمہ نشستن جائز نمی شمارد" پاسخ گزاردم کہ ہمہ روز و ہمہ شب و ہمہ عالم و ہمہ جا در کلامِ گرانمایگان ہزار جا دیدہ ایم حافظ علیہ الرحمہ راست:

گر من آلودہ دامنم چہ عجب ‌ ہمہ عالم گواہِ عصمتِ اوست

سعدی رحمۃ اللہ علیہ راست:

بجہان خرم از آنم کہ جہان خرم ازوست ‌ عاشقم بر ہمہ عالم کہ ہمہ عالم ازوست

محمد حسین نظیری نیشاپوری کہ مینو نشیمنش باد، می سراید:

چو سگان از آن بکویت ہمہ شب فتادہ خاکم
کہ ہوای صید دارم نہ خیالِ پاسبانی

دیگری گوید:

ہمہ جا خانۂ عشق است، چہ مسجد، چہ کنشت (فش، ق)

ہمارہ : مخففِ ہموارہ۔ (س، ک)

ہمراہ : ہمدم، رفیق۔

ہمشیرازہ : بمعنی ترجمہ[1]۔ (فش، ق)

۱۔ دری کشا: بفتح اول و سکون میم و سین مہملہ و تحتانی معروف، ترجمہ و تفسیر

ہمگر: بہای مفتوحہ) جولاہہ۔ و آن را پای باف نیز گویند۔(پ)
ہمنام: آداش، سمی۔
ہمیدون: اکال۔(د، قط)
ہمیشہ: سدا۔ (د، آ، فش، ق)
ہندوانہ: تربز۔ (قن)
ہنوز ہنگام فرمانروائی ستارۂ روزنگذشتہ بود: یعنی رب الشاقہ آفتاب بود۔ (د)
ہودل: بہای مضموم و دال مفتوح[1]، رصد۔ (د)
ہودل بند: منجم، ہودل بندان: رصد نویسان۔ (د، نخ)
ہور: بہای ہوز مضموم و واوِ معروف[2]۔ اسم آفتاب، سورج (د، نخ، م)
ہویدا: جہر، آشکار، ہویدا است

۱۔ سراج میں بروزن مقبل اور انجمن آرا میں بضم با وکسرۂ دال اور دری کشا میں بواو مجہول لکھا ہے۔

۲۔ دری کشا: ہور سے معلوم ہوتا ہے کہ بواو مجہول بھی شعرا نے باندھا ہے، مگر افصح معروف ہے۔ انجمن آرا سے بھی اس روایت کی تائید ہوتی ہے۔ رشیدی اور سراج نے صرف بواوِ مجہول ہی لکھا ہے۔

ہیربد : اور موبد آتش کدے کے پجاری کو کہتے ہیں۔ (آ)

ہَیُوْن : بہای مفتوح و یای مضموم، شتر سواری و اسپ را گویند۔ و الف و نون از بہر جمع آرند۔ (م)

ہیئت : یا ڑندہ، صورت۔

ی

ی ، تحتانی[1] جس طرح پر ہے، جزوِ کلمہ:

ہمای بر سرِ مرغان ازان شرف دارد

ای سرنامۂ نامِ تو عقلِ گرہ کشای را

یہ ساری غزل اور مثل اس کے جہاں یای تحتانی ہے جزوِ کلمہ ہے۔ اس پر ہمزہ لکھنا گویا عقل کو گالی دینا ہے۔ دوسری تحتانی مضاف ہے۔ صرف اضافت کا کسرہ ہے ہمزہ وہاں بھی مخل ہے، جیسے آسیای چرخ، یا آشنای قدیم۔ توصیفی، اضافی، بیانی، کسی طرح کا کسرہ ہو، ہمزہ نہیں چاہتا۔ فدای تو شوم، رہنمای تو شوم، یہ بھی

۱۔ یای وحدت کہو، توصیف کہو، یای تعظیم کہو، جس طرح کہو مجہول آئیگی۔ (ع ص)

اسی قبیل سے ہے۔

تیسری دو طرح پر ہے، یای مصدری اور وہ معروف ہوگی؛ دوسری یای توحید و تنکیر، وہ مجہول ہوگی[1]۔ مثلاً مصدری کا: آشنائی۔ یہاں ہمزہ ضرور، بلکہ ہمزہ نہ لکھنا عقل کا قصور! توحیدی: آشنائے، یعنی ایک آشنا یا کوئی آشنا۔ یہاں جب تک ہمزہ نہ لکھو گے، دانا نہ کہاؤ گے۔

خستہ، بستہ... ہزار لفظ ہیں کہ اُن کے آگے جب یای توحید آتی ہے، تو اُس کی علامت کے واسطے ہمزہ لکھ دیتے ہیں۔ زرہ، گرہ، کلاہ، شاہ... ایسے الفاظ کے آگے اگر تحتانی آتی ہے، تو زرہے، گرہے، کلاہے، شاہے... لکھ دیتے ہیں۔ (آ، خ)

پازہ: و آن را دست برنجن نیز گویند۔ و آن پیرایہ [illegible] کہ زنان بدست افگنند۔ و ہندی آن کڑا۔ ([illegible])

پا اُژند[2]: بمعنی ہیئت و صورت است۔ (فش، ق، م)

۱۔ ایک اور خط میں میرزا صاحب نے لکھا ہے کہ "یای وحدت کہو، توصیف کہو، یای تعظیم کہو، جس طرح کہو، مجہول آئے گی" ([illegible])

۲۔ سراج میں "بزای معجمہ بوزن پابند" لکھا ہے۔

یاس: نا امیدی۔ (قن)
یافتن: پانا، یافت، یافتہ، یابد، یابندہ، یاب۔ (پ، قن)
یام: ڈاک۔ (د)
یاہوسرای: فقیر (آ)
یخچہ: ژالہ، تگرگ۔
یخشی: در ترکی بمعنی نیک می آید۔ (قش، ق)
یخنی: ذخیرہ۔ (د)
ید: دست، ہاتھ۔
یزدان: اللہ، خدا۔ (قن)
یزنہ: بہنوئی[۱] (قن)
یوز: صد، چیتا۔ (آ، قن، ق)
یوغ: بمعنی چوبی کہ بر گردن گاو نہند۔ و آن را در ہندی جوا گویند۔ (قن، ق)

۱۔ سراج میں لکھا ہے کہ "بفتح و سکونِ دوم و زون مفتوح، شوہرِ خواہر و این اکثر استعمالِ اہلِ توران است"۔
۲۔ لغت فرس: ۲۲۹ میں جو مثالیں نقل کی ہیں، ان سے واوِ معروف ثابت ہوتا ہے۔ رشیدی میں صاف بواوِ مجہول لکھا ہے۔

یوم: روز، دن۔ (ق)

ییلاق: بدو یای تحتانی، لفظِ ترکی است، بمعنیٔ مقامی کہ در تابستان برای اقامتِ فوج از چوب و علف وغیرہ سازند تا موسم در انجا گزرد۔ و مقابلِ آن قشلاق است بمعنیٔ لشکرگاہِ زمستان۔ (قش، ق)

حصّۂ دوم

اردو

آ

آج : امروز۔
آٹھ : ہشت
آٹا : آرد۔
آچار : ریچار، ریچال۔
آخر : سپری۔
آدھا : نصف۔
آرسی : آئینہ۔
آزمانا : آزمودن
آس : امید
آسرا : پناہ
آسمان : چرخ، سپہر، فلک، گردون۔
آگ : آتش، آذر، نار۔
آم : انبہ
آمین : تمراج
آنا : آمدن۔
آن تان : بعض لوگ آن بان بولتے ہیں۔ مگر فقیر کے نزدیک آن تان صحیح ہے۔ اور یہی فصیح ہے۔ (آ)
آندھی : صرصر۔
آنکھ : چشم

ا

ابابیل : پرستک، پرستوک۔
اُپلا : پاچک، عوشاک
اُٹھ : برخیز
اُٹھائی گیرا : اُچکا، بردارو بدو (رہزن)
اٹھوارہ : آسبوع، ہفتہ
اجازت : پدرود، دستوری رخصت

اُچکّا: اُٹھائی گیرا، بردارو ببرد

اَچھّا: خوب، فرو ہیدہ، نیک

اچھوتا: ناپسودہ

اَکڑا: آدہ

ارگن: ارغنون، ارغن

ادھر: شاغل

اڑواڑ: پاویر

اژدہا: اژدر

استاد: ادب آموز

استھان: تکیۂ فقیر، محل و مقام، نشیمن۔

اشرفی: درست۔

اشنان: غسل

اُگنا: دمیدن

الاپ: پیشرو

الگنی: رجہ، رزہ، فدک۔

الّو: بوم، کول، مردِ احمق

امامن: امام کے مشتقات میں سے زنہار نہیں۔ امام کا متعلق، اگر مذکر ہے، تو امامی اور اگر مونث ہے، تو امامن۔ (آ، خ)

آمر: نامیرندہ

انّا: دائی، دایہ، دھائی، مُرضعہ

اناج: غلہ۔

انجان: نادان۔

اندرابن: شرنگ، حنظل

انصاف: داد۔ انصاف کی تعریف کرنے والا: دادستانی

انگارہ: اخگر

انگڑائی: خمیازہ

انگیا: ساماکچہ

اونت: احمق، نادان۔

اوج بیان سے گرنا: عاجز آنا (غ)

اوجڑ: خراب، خرابہ، ویران، ویرانہ۔
اوزار: آلہ، افزار
اوس: شبنم
اول: نوا
اولا: تگرگ، سنگچہ
اونٹ: اشتر
اونگھنا: غنودن
ایسا خدا: خدائے
اینٹ: خشت

ب

باجا: ساز
باجرا: جاورس
باس: سکونت
باسی: دیہہ، دوشینہ
باغبان: کدیور

باگ: جلو، عنان
باگ ڈور: پالا آہنگ پالہنگ
باتا: پود
بانجھ: استرون، سترون، عقیمہ
باندھنا: بستن
بانسلی: نے
باؤ: باد باہر: بدر
بپھر: تندرو
بجلی: آذرگشسپ، برق
بچھو: عقرب، کژدم
بچھونا: بستر
بخشش: جود
بدلی: ابر
برا: بد، دژم، زشت، نژند، نکوہیدہ۔
برتن: آوند، ظرف
بڑبڑانا: ژکیدن، سخنہای زیرلبی

بستی: آبادچہ

بسولا: تیشہ

بغل: آغوش، کنار

بکری: گوسپند

بلا: بتیارہ

بلبل: میرے نزدیک مونث ہے۔ جمع اس کی بلبلیں۔ طوطی بولتا ہے، بلبل بولتی ہے۔ (آ)

بلی: گربہ

بنانا: ساختن

بند: فراز

بنو: بانو، خاتون

بنولا: پنبہ دانہ

بورا: انبان

بوڑھا: پیر، سالخوردہ

بونا: کاشتن، کشتن

بوند: بُند، بُندہ

بہنوئی: یزنہ

بہو: بیو، عروس

بی بی: کدبانو

بیتاب: پرافشان

بےپروا: غنی

بےچین: نعل در آتش، بے آرام

بےحد: بیشمار، بیمر

بیس: بست، تومان

بیشمار: بےحد، بیمر

بیگن: بادنجان

بیل: بیارہ

بیلن: وردنہ

بھ

بھاٹ: بادخوان، بادفروش

بھاڑ: گلخن

بھاگ : بخت

بھاگ : گریز

بھاگنا : رمیدن

بھائی : برادر

بھڑ : زنبور

بھوت : بتیارہ

بھوم : بوم

بھونچال : زمین لرز

بھیڑ : میش

بھیڑیا : گرگ

بھینچنا : افشردن، فشردن، بزور در آغوش کشیدن، بشکنجہ کشیدن۔

بھینس : گاو میش

پ

پاتی : مکتوب

پاخانہ : آبشتنگاہ، آبشتنگہ، بیت الخلاء، پاجایہ، مستراح

پاڑہ : تالار

پاگل : کالیوہ

پاگل پن : کالیوگی

پانا : یافتن، پاؤں : پایم۔ (غ)

پانو : پای، پچل

پانی : آب، ماد

پاو : ربع

پتا : برگ

پتلی : مردمک

پتلی چپاتی : تُھاکا۔ (آ)

پتھر : سنگ۔

پچاس : پنجاہ

پچھم : غرب

پچھوا ہوا : بادِ برین

پر : بھی، لیکن لفظاً مشترہے

اور یہ اس کا مخفف ہے۔ اس میں شاید کسی کو کلام نہ ہو۔ کوئی اور لکھے یا نہ لکھے میرے اردو کے دیوان میں سو دو سو جگہ یہ لفظ آیا ہوگا

(پ)

پردادا: جدِ پدر، پدر جد
پڑیا: چکسہ
پکھال: خیک
پکھاوج: مندل
پگڑی: دستار
پلک: مژگان
پلید: ریمن
پناہ: زنہار
پنجرہ: قفس
پنڈلی: ساق
پو پھٹنا: فلق، چاکِ صبح
پوت: پسر
پوجنا: پرستش
پوچھنا: پرسش
پودینہ: نزہ
پورب: شرق، خاور
پونڑی: افشار
پوست کے ڈوڈے: قبۂ خشخاش۔
پولہ: مضمحل
پولی: پاغند
پہاڑ: کوہ
پہاڑی: کوہچہ
پہنچا: ساعد
پیالہ: ساتگین
پیٹ: شکم
پیشانی: جبین
پینا: نوشیدن

پپوسی: پلہ

پیوند: پینہ

پھ

پھاڑنا: دریدن، فتاریدن
فتریدن، فتالیدن، تفلیدن

پھانسی: چاتو

پھاوڑا: بیل

پھر: باز

پھرکی: بادفر، بادفرہ، فرفر

پھرنا: گشتن

پھلکی یا پھلکا: تنہا بمعنی محض
ہے۔ ہلکی پھلکی، ہلکا پھلکا لیے
آسکے تو درست، ورنہ لغو
اور یہ جو پھلکا پتلی چپاتی
کو کہتے ہیں، یہ دوسرا لغت
ہے۔ پھلکے کبھی کوئی نہ بولے گا
پانی وانی، حقہ وقہ یوں کہیں
گے۔ نرا وانی اور وقہ نہ کہیں گے
ہلکا پھلکا، ہلکی پھلکی کہیں گے
سبک چیز کو۔ نرا پھلکا یا نری
پھلکی نہ کہیں گے۔ (آ)

پھول: گل

ت

تاج: افسر، گرزن۔

تارہ: اختر

تاریخ نگار: کردارگزار

تاریخ نگاری: کردارگزاری۔

تالاب: آبگیر، تال

تال سری: تانگ، دائرہ

تالو: کام

تانا: تار

تانبا: مس

تبرک: پرشاد، فرشاد
تپسیا: تپاس، ریاضت
ترائی: زمین نمناک
تربز: ہندوانہ
تڑپھڑانا[1]: تپیدن
تصویر: تندیسہ
تعویذ: پنام، لکاہہ
تکلا: دوک
تل: کنجد
تلوار: پالارکہ، تیغ
تن تن، تن تنہا: اصواتِ تار

تندرستی: دوردوزی
توا: تابہ
توجہ: گرایش
توشک: آگنہ، جنبت، حشوتہالی
تولنا: سختن، سنجیدن
تئیں: لفظ متروک اور مردود، قبیح، غیر فصیح[2]
تیس: سی

ٹھ

ٹھگلی: پینہ، پیوند

۱- میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے کہ "تڑپھڑانا ترجمۂ تپیدن کا املا یوں ہے، نہ تڑپنا۔ بائے فارسی اور نون کے درمیان ہائے مخلوط البتہ ضرور ہے" (رغ)

۲- اسی سلسلے میں میرزا صاحب لکھتے ہیں: "یہ پنجاب کی بولی ہے۔ مجھے یاد ہے کہ میرے لڑکپن میں ایک اصیل ہمارے ہاں نوکر تھی، وہ تئیں بولتی تھی، تو بی بیاں اور لونڈیاں اس پر ہنستی تھیں" (رغ)

تھوڑا : کم

تھیلی : کیسہ

ٹ

ٹپکنا : چکیدن

ٹخنا : شتالنگ، کعب

ٹوکرا : سبد

ٹونٹی : انبوبہ، لولہ

ٹہنی : شاخ

ٹیلہ : پیغولہ

ٹھ

ٹھرّا : ناہو، دُرد

ٹھلیا : سبُو

ٹھوڑی : ذقن، زنخ

ج

جاگنا : بیدار بودن

جال : دام

جان : رَوان

جانا : رفتن، شدن

جانماز : سجادہ، مصلی

جچّا : زچہ

جفا : کے مونث ہونے میں اہلِ
دہلی و لکھنؤ کو باہم اتفاق
ہے کبھی کوئی نہ کہے گا کہ جفا
کیا۔ ہاں بنگالے میں، جہاں
بولتے ہیں کہ ہتنی آیا، اگر جفا
کو مذکر کہیں تو کہیں، ورنہ
ستم و ظلم مذکر اور بیداد و
جفا مونث ہے بے شبہہ (دہلی)

جلد : زود۔ بہت جلد : زودا

جلنا : سوختن

جمائی : آسا، دہان درہ،
فاژہ، تثاؤب، تمطی۔

جمع کرنا: الفغدن، اندوختن

جنتری: شنشاہنگ

جنگل: بیابان، دشت، صحرا

جوا: یوغ

جوار: ذُرَّت

جوان: بُرنا

جورو: زوجہ

جولاہہ: بافندہ، پای باف، جولہ، جولاہ، جانک، ہکر

جوہر: بجیم مفتوح خونریزی کہ خاص کہ در ہند رواج دارد و آن کشتنِ زن ہا فرزندہا است۔ (فش، ق)

جوہڑ: آبگیر

جی: روح، حیات

جینا: زیستن

جھ

جھاڑنا: رُفتن

جھانجن: خلخال

جھانجھ: چلب، جلاجل، سنج

جھروکا: تابدار

جُھرّی: آژنگ

جھڑکی: سرزنش

جھکّڑ: بادِ تندِ گرد انگیز

جھنجھنا: اخلگندو

جھولا: اورگ، مرضِ فالج

جھولی: زنبیل

چ

چاٹنا: لیسیدن

چال: رفتار

چالیس: چہل

چاند : ماہ
چاند گہن : گرفتنِ ماہ
چاندی : سیم
چاہنا : خواستن
چُپ : خاموش
چپتا : پستان
چٹکی : نشگنج
چچا : ادور، عم
چچھڑی : تارو
چرپی : پیہ
چرچا : وا گویہ
چڑیا : کنجشک
چکور : کبک
چکی : آس، آسیا
چل : صیغۂ امر
چلبچی : سیلاب چین
چمکنا : تافتن
چور : دزد
چوک : چارسو
چولھا : اُجاغ، دیگدان
چونا : آژہ
چوہا : موش
چیچک رو : آبلہ خورد
چیرنا : شگافتن
چیل : خاد، زغن، غلیواژ
چیونٹی : مور

چھ

چھاتی : سینہ
چھاگل : چگل
چھالا : آبلہ
چھالیا : فوفل
چھانو : سایہ
چھپر : خانۂ کاہ، کازہ، کومج، کپہ

چھت: آسمانہ، سقف

چھچھی کی شادی: زاج سور

چھچھورا: سبکسر

چھچھڑا: ساچمہ

چھلا: سپچ

چھلنی: پرویزن، غربال چھلنی

لفظ عربی ہے۔ نہ اہلِ دہلی

کے زبان زد نہ گوش زد

غربال کو چھلنی کہتے ہیں۔

(آ، قن)

چھوکری: دختر۔

چھونا: پسودن، لمس

چھوا ہوا: پسودہ

چھید: رخنہ، روزن

چھینکا: آونگ

ح

حالت: گونہ

حجام: گرا، موی سرتراش

حد: سومہ

حرص: آز

حلم: فرازمان، فرگشت

حکیم: پزشک، طبیب

حوض: برکہ

خ

خاکا: انگارہ، بیرنگ، طرح، گردہ

خاوند: شوی

خبر: مونث ہے باتفاق۔ مگر

کاغذ اخبار، اس کو تم خود

سمجھ لو کہ تمھارا دل کیا قبول

کرتا ہے۔ میں تو مذکر کہوں گا

یعنی اخبار آیا۔ (آ)۔

خرام: مذکر، رفتار، مونث۔ (آ)

خزادہ : خداوند زادہ کا مخفف
ہے۔ لیکن فارسی، عربی
نہیں۔ اردو کا روزمرہ تھا
خزادہ، خزادی مراد ہے
صاحبزادہ اور صاحبزادی
ہے۔ مگر فی زمانہ متروک
ہے۔ (خ)

خُسر : سسر، پدرزن، بغاپیا
اضافت۔

خفا ہونا : رنجیدن

خِلعت : سراپا۔ میرے نزدیک
خلعت مذکر ہے۔ (آ)

خوبانی : مشمش

خودی : سود، گیتی

خوگیر : آدرم، نگلتو، نمدزین

خیر خیرات : ارزانش

خیلا : احمق، ناہموار

د

داڑھی : ریش

دالان : ایوان

دانت : دندان

داتون : دانت مانجھنے کا آلہ،
مسواک

دائی : آنا، دایہ، مرضعہ

دائی جنائی : پاداچ، پیش
نشین، قابلہ

دخل : بار

درانتی : داس

درخواست : درخواہ

درمیان : فرہنگاخ، وسط

دریا : بحر، گر

دسپنا : انبر، انبور

دمچی : پاردم

دِن: روز، یوم

دنیا: گیتی، گیہان

دو چار ہونا: یعنی مقابل ہونے
کے جب درست ہوتا ہے
کہ دوان کے آگے واؤ بھی ہو
تاکہ تثنیہ پیدا ہو اور آنکھوں
کا چار ہونا ثابت ہو جائے
(تیغ)

دودھ: شیر

دوڑنا: تاختن

دوست: صحابی

دولہ: نوشہ

دہی: ترجمہ جغرات، مذکر ہے

دیباچہ: نمودگاہ

دیکھنا: دیدن

دیوانِ خاص: دریچخانہ

دھ

دھاگا: رشتہ

دھانک: مسترچار دادار

دھائی: دائی، دایہ، مرضعہ، انّا

دَھبّا: داغ

دَھپّا: سیلی

دھر: در ہندی صیغۂ امر است

دُھتّیا: نَدّاف

دھواں: دود

ڈ

ڈاک: یام

ڈالنا: انداختن

ڈانک: تُوَہ

ڈرنا: ترسیدن، ہراسیدن۔

ڈکار: آرغ، آروغ، جُشاء

ڈنک: نیش

ڈول: دول

ڈھ

ڈھونڈھنا: جُستن

ر

رات: شب، لیل

راگ: نغمہ

رانگ: ارزیر

رائی: سپندان

رتھ: لفظ ہندی الاصل رتھ ہے بہای مضمرہ۔ بعض مذکر بولتے ہیں، بعض مونث رتھ میرے نزدیک مذکر ہے۔ یعنی رتھ آیا۔ لیکن جمع میں کہا کروں گا "رتھیں" تا چار مونث بولنا پڑے گا یعنی رتھیں آئیں۔ (آ، خ)

رخصت: اجازت، پدرود، دستوری، گسیل

ردّہ: ردہ، صف

رعب میں آنا: شکوہیدن

رفتار: مونث اور خرام مذکر ہے۔ رفتار کی تانیث کو خرام کی سند ٹھہرانا قیاس مع الفارق ہے۔ (آ)

رکھنا: داشتن

رنج: آزرنگ

رنگ: لون

روٹی: نان

روزہ: صوم

روزہ کھولنا: افطار

روزینہ: رستاد

روشنی: شید

رومال: آبچین

رونق: بارنامہ

روئی: پنبہ

ز

زلف : طرہ

زمین : ارض، بوم، مرز

زمیندار : کشاورز

زندگانی : حیات

زور : نیرو

س

ساتھ : ہمدست

سادھو : پارسا

ساز : ستام

ساگ : ترہ

سانچا : قالب، کالبد

سانس : میرے نزدیک مذکر ہے۔ لیکن اگر کوئی مؤنث بولے گا، تو میں اس کو منع نہیں کر سکتا۔ خود سانس کو مؤنث نہ بولوں گا۔ (خ، ص)

سبب : بچلہ

سیلاب : برابیر، شو

سترا بہترا : ترجمۂ پیر خرفت (خ)

ستو : پست، سویق

سپاہ : جیش

سرپرست : مربی، غمخوار

سزاوار : آبسند

سرکہ : سکیل

سروہی : تیغ ہندی

سڑک : راستہ

سست : تنبل، کاہل

سسر : پدر زن، خسر

سلائی : میل

سنار : زرگر

سننا : شنیدن

سنیاسی: سامان، قلندر

سوا: برون

سوت: انباغ

سورج: آفتاب، ایبت، اختر روز، خورشید، ستارۂ روز شمس، نیرِ اعظم، مہر، ہور

سورج کی کرن: خطوطِ شعاعی شعاع

سوغات: ارمغان، رہ آورد نورہان، لوزہان -

سوکن: انباغ

سونا: خفتن

سونا: زر

سونگھنا: شنیدن

سمے: بعضی از مثل و مانند (ج)

سہنا: درشتن

سینہ: اشغر

ش

شامیانہ: کِلّہ

شدت: اشتلم

شراب: می

شراب پینے والا: میگسار

شطرنجی: زیلو

شہد: انگبین، عسل

شہرت: بلند آوازہ گشتن

شہنائی: سورنای

ص

صافی: لای پالا

صفت: فروزہ

ط

طرفداری: سوگیری

طعنہ : پیغارہ

ظ

ظلم : ستم

ظلم کی برائی کرنیوالا : ستم نکوہ

ظلم سے ہاتھ اٹھانا : اُس سے دست بردار ہونا اور اُس کو ترک کرنا ہے - (ن)

ع

عرش : سپہر، طارم سپہر، فلک سپہر

عمارت : سمبت، شمار

عیب : آہو

غ

غصہ : خشم

غلام : رہی

ف

فریاد : مونث ہے - فریاد کرنی چاہیے - فریاد کرنا انگریزی بولی ہے - (آ)

فریب : گول

فصیل : بارو

فق : فارسی لغت نہیں ہو سکتا عربی بھی نہیں - روزمرۂ اردو ہے، جیسا کہ میر حسن لکھتا ہے: کہ رستم جسے دیکھ ہو جائے فق - شعرائے حال کے کلام میں نظر نہیں آتا - (آ)

فکر : مونث ہے - (آ)

فہرست : سیاہہ

ق

قاصد: برید

قاعدہ: برنسبت، برنہاد، دستور، قانون

قبرستان: دخمہ، گورگاہ

قلم: خامہ، قلم، دہی، خامت
ان کا بھی یہی حال ہے
کوئی مونث، کوئی مذکر
بولتا ہے۔ میرے نزدیک
دہی اور خامت مذکر ہے
اور قلم مشترک چاہو
مذکر کہو، چاہو مونث (ک)

قیامت: رستخیز

قیامت کی مثل: رستخیز اندازہ

ک

کاتنا: رشتن

کاٹنا: بریدن

کال: قحط، نانِ شیرین

کالا پانی: در ہند زنانِ اراذل
مثلِ جولاہہ و گازر وغیرہم
کہ در نوعِ خود دنیادار و پارسا
باشند، از بردنِ نامِ شراب
پرہیز کنند و کالا پانی گویند۔
(دفش)

کام بگاڑنا: آبی کردنِ کار

کان: گوش

کانٹا: خار

کب: کے

کپڑا: جامہ

کتا: سگ

کچھوا: باخہ، سنگ پشت، کشف

کدال: کلند

کراتا: یہ بیرونجات کی بولی ہے

کروانا یہ فصیح ہے۔ (غ)
کرسی: طارمِ ہشتم
کرن: شعاع
کڑا: دستنا برنجن، یارہ
کڑاڑا: ساحل اور کڑاڑے کا کنارہ لبِ ساحل
ککڑی: خیار
کل کی رات: دوش
کندن: زرِ بی غش
کندھا: دوش
کنگھی: شانہ
کنواں: چاہ
کنپّیاں: خوشہ، سنبلہ
کوتوال: شبگرد، شحنۂ عسس
کوٹھا: بام
کوٹھی: کندو
کودنا: جستن

کوڑا: تازیانہ
کوس: کروہ
کولا: جفتہ
کولا مٹکاتا ہوا: جفتہ گرداں
کونپل: شاک، شاخ نورستہ
کہانی: فسانہ
کہر: تاریغ، نژم
کہنا: گفتن، سرودن
کہنی: آرنج، مرفق
کیا: چہ
کیا کہوں: چہ گویم
کیچڑ: لجن
کیکڑا: خرچنگ، سرطان
کیلا: موز
کیوڑہ: کندی کادی
کیوں: چرا

کھ

کھا : بخور

کھال : پوست

کھان : کان ، معدن

کھانڈ : شکر ، تند ، کند

کھائی : خندق ، کنده

کھرا : سره

کھڑکی : دریچہ ، غرفہ

کھلا : باز

کھودنا : سفتن

کھو رہا ہوں : متعدی ہے۔ پوربیے اس کو لازمی جانتے ہیں۔ لازمی کھو گیا ہوں (آ ، خ)

کھولنا : کشادن

کھیلنا : باختن

کھینچنا : کشیدن

گ

گارا : آژند

گاڑھنا یا گاڑنا : یا افشردن ، یا استوار کردن

گال : رخ

گانا : سرودن

گانو : روستا

گدھا : الاغ ، خر

گرد پھرنا : طواف

گیدڑ : شغال

گزرنا : گزشتن

گل : بمعنی پھانسی ، انگریزی لفظ ہے

گل تکیہ : لفظ مرکب ہے ہندی اور فارسی سے۔ گل خفتہ

گال، اور تکیہ بمعنیٔ بالش
وہ چھوٹا گول تکیہ جو رخسار
کے تلے رکھیں، گل تکیہ کہلاتا
ہے۔ گل تکیہ وضع کیا ہوا
نور جہاں بیگم کا ہے۔ (غ)

گلشن: بعض کے نزدیک مونث
اور بعض کے نزدیک مذکر
ہے۔۔۔۔ البتہ مذکر مناسب
معلوم ہوتا ہے۔ (آ)

گاہری: بکاف مکسور بوزن
اکہری لغت ہندی الاصل
(س)

گلی ڈنڈا: چالیک

گوندھنا: آژدن

گورکھ دھندا: ریسمانِ گرہ
در گرہ

گوشت: لحم

گوشے میں بیٹھ رہنا: اعتکاف

گول: مدور

گون: انبان

گونگا: گنگ، لال

گہرا: ژرف، عمیق

گہنا: زیور

گیدڑ: شغال

گھ

گھاٹی: پیغولہ، گوشہ از دشت
و صحرا

گھاس (خشک): کاہ

گھاس زہری: گیاہ

گھاو: جراحت، ریش، زخم

گھٹانا: کاستن

گھر: خانہ، کدہ

گھرانا: دودہ

گھنڈالا : درا
گھوڑا : اسپ
گھونسلا : آشیانہ

ل

لانا : آوردن
لائق : ازدر
لتہ : پارہ، لخت
لڑائی : جنگ، حرب، آورد
لڑکا : طفل، رید، ریدک
لڑنا : جنگیدن
لفظ : واژہ
لگ جانا : زدان
لو : [illegible]
لوا : تیہو
لوری : نانو
لومڑی : روباہ
لوہا : آہن، حدید
لہر : کوہہ، موج
لہسن : سیر
لیکن : پن

م

مارنا : زدن
مالدار : آبمند
ماں : مادر
مانجھنا : زدودن
مانگ : بطلب
مبارکباد : تہنیت، چشم روشنی
مٹکا : خم
مٹی : خاک
مٹی کا گھر : کازہ، کوخ، الگومہ
مٹھی : مشت
مجرم : بزہ مند

مچھر: پشہ

مچھلی: حوت، ماہی

مچھی: بوسہ، قبلہ

محبت: مہر

محلہ: برزن

مٹھا: آترخ، تراول

مشکی: شبدیز

مصری: تبرزد

مسّی: آرش

مقدر: مذکر اور تقدیر مونث
کون کہے گا؛ فلانے کی مقدر
اچھی ہے! کون کہے گا
کہ ڈھکے کا تقدیر اچھا ہے؟
یہ مسئلہ صاف ہے مذہبا
نہیں۔ کوئی بھی مقدر کو
مونث نہ کہتا ہوگا۔ (خ)

مکڑی: جولا، عنکبوت، کارتنا

کاش -

مکھی: مگس

ملیدہ: چنگالی، مالیدہ

ممولا: سرچہ، صعوہ، کراک

منگل: بہرام روز، سہ شنبہ

موت: مرگ

موتی پرونیوالا: گوہرآمای

مور: طاؤس

مورخ: کردارگزار

مول: بہا، قیمت، نرخ

مولی: ترب

مونچھ: بردت، سبلت

مہری: منقا

میاں: (لفظ تعظیم و در محل لطف و شفقت زن با
فرزندان گویند و علم خاص مہتران
منزلت در زبان شوہران را و یاران
آقایان را ہم گویند (دمس ق)

میراث: مردہ ریگ، مردری

مینڈھا: برّہ، حمل

میں: من

ہینگنی : پشک

ن

ناامیدی : یاس

نافرمانی : سرپیچیدن، سرکشیدن، گردن پیچیدن، دکشیدن

ناک : بینی

نالا : سیل

نام : اسم

نانا : جدِ فاسد

نبی : مرسل، پیمبر

نبیا : نبی بخش کا مخفف (آ، ح)

نتھنا : پرّہ

نٹ : بندباز، رسن باز، ریسمان باز

نچوڑنا : آب گرفتن، افشردن، فشردن

نرخ : بہا، قیمت

نصیحت : اندرز، پند

نقارہ : تبیر، تبیرہ، طبل، کادس، کوس

نقدی : خردہ

نکل جانا : بدر رفتن

نگاہ : دشت

نگہبان : حارس

نماز : صلوٰۃ

نمک حرام : کورنمک

نوجوان : برنا

نوشہ : اسم دولھا کا (آ)

نوکر : جاگی خوار

نہار منہ : ناشتا

نہر : جو

نئی چیز : جدید

نیک بختی : سعادت

نیو کا گھر اکھودنا: بنا بہ آب رسیدن
نیولا: راسو

و

والا: بالف در آخر، مالک،
خدا وند۔ (فش)
وبا: مرگِ سرخ
وہم: سیمراد
وے: یہ گنوار اردو بولی ہے۔ وہ
یہ ٹکسال اردو ہے۔ (غ)

ھ

ہاتھ: دست، ید
ہاتھ اٹھانا: دست بردار ہونا
ترک کرنا
ہاتھ دھلانے والا: آب دہ دست
ہاتھی: پیل
ہچکی: زغنک، فواق
ہڈی: استخوان
ہرگز: ہرگز، از لاید
ہرن: آہو
ہلّڑ: ہنگامہ
ہلکا پھلکا، ہلکی پھلکی: سبک
ہمنام: آداش، سمی
ہنڈکی: سقتہ
ہتھیلی: پرگر
ہنسنا: خندیدن
ہنہنانا: شیہہ، صہیل
ہوجا: بشو، کن
ہونٹ: لب
ہینگ: انگوزہ

تم والحمد للہ

اشاریہ

مینجر اشاعت خانہ، رامپور، نے ناظم برقی پریس
رامپور میں چھپوا کر شائع کی